ادۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَةِ وَالۡمَوۡعِظَةِ الۡحَسَنَةِ (القرآن)
بَلِّغُوۡا عَنِّیۡ وَلَوۡ اٰیَةً (الحدیث)
کہتے ہیں کہ درخواستی کا ہے اندازِ بیاں اور (العرف)

خطباتِ درخواستی

خطابت کی دنیا کا شاہکار

(سیرت النبی ﷺ)

جلد دوم

از افادات

شیخ الاسلام حضرت درخواستی رحمہ اللہ کے علمی جانشین
شیخ المحدثین والمفسرین امام العلماء والصلحاء شیخ الحدیث والتفسیر
شیخ طریقت حضرت مولانا **شفیق الرحمٰن درخواستی** نور اللہ مرقدہٗ
بانی مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور

شیخ الحدیث حضرت درخواستیؒ کے جانشین
شیخ الحدیث والتفسیر خطیب اسلام
پیر طریقت حضرت مولانا **حماد اللہ درخواستی** مدظلہ امین وناشر علوم درخواستی

مہتمم ۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور
مرکزی راہنما ۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان
نائب امیر مرکزیہ ۔ مجلس علماء اہلسنت والجماعت پاکستان

مرتب
حافظ محمد نعمان حامد درخواستی
نائب مہتمم: مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور

ناشر
مکتبہ شیخ درخواستیؒ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ گرین ٹاؤن خان پور ضلع رحیم یار خان پوسٹ بکس نمبر 5
Web: www.shaikedarkhwasti.org Mob: 0300-0939448

خطباتِ درخواستی (سیرت النبی ﷺ) جلد دوم

مکتبہ شیخ درخواستیؒ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ گرین ٹاؤن خان پور ضلع رحیم یار خان پوسٹ بکس نمبر 5
Web: www.shaikedarkhwasti.org Mob: 0300-0939448

مطبوعات
مکتبہ شیخ درخواستی
مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور ضلع رحیم یار خان

از افادات

شیخ الاسلام حضرت درخواستی رحمہ اللہ کے علمی وروحانی جانشین
شیخ المحدثین والمفسرین امام العلماء والصلحاء شیخ الحدیث والتفسیر
شیخ طریقت حضرت مولانا **شفیق الرحمٰن درخواستی** نور اللہ مرقدہٗ
بانی ۔ جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور
بانی ۔ مکتبہ شیخ درخواستی خان پور

شیخ الحدیث حضرت درخواستی رحمہ اللہ کے علمی وروحانی جانشین
شیخ الحدیث والتفسیر خطیب اسلام
پیر طریقت حضرت مولانا **حماد اللہ درخواستی** مدظلہ امین وناشر علوم درخواستی
مدیر ۔ جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور
مدیر ۔ مکتبہ شیخ درخواستی خان پور

- مقدمة القرآن للدرخواستی
- مقدمة الحدیث للدرخواستی
- خطباتِ درخواستی جلد اول (توحید خداوندی)
- خطباتِ درخواستی جلد دوم (سیرت النبی ﷺ)
- فیوضاتِ درخواستی مع مجرباتِ درخواستی
- دروسِ درخواستی
- مجالسِ درخواستی
- فیضانِ درخواستی
- چہل حدیث
- ماہ رمضان المبارک کے فضائل ومسائل
- قربانی کے فضائل ومسائل
- حج وعشق ومحبت کا سفر
- منزل
- ماہ رمضان المبارک کے فضائل ومسائل (پمفلٹ)
- ماہ ذوالحج کے فضائل ومسائل (پمفلٹ)
- میرا نبی ﷺ

خصوصیات خطباتِ درخواستی

☆ خطباتِ درخواستی شیخ المحدثین والمفسرین حضرت مولانا شفیق الرحمٰن صاحب درخواستی نور اللہ مرقدہٗ اور شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا حماد اللہ صاحب درخواستی دامت برکاتہم العالیہ کے شاہکار بیانات کا مجموعہ ہے۔

☆ خطباتِ درخواستی خطبات کی دنیا میں ایک حسین اور دلنشین اضافہ ہے۔

☆ خطباتِ درخواستی میں جہاں آپ کو خطابت کا انداز ملے گا وہاں آپ کو ہر موضوع پر آیاتِ قرآنی اور احادیث نبوی ﷺ کا بیش بہا ذخیرہ بھی نظر آئے گا۔

☆ خطباتِ درخواستی مضامین کے تکرار سے پاک ہے۔

☆ خطباتِ درخواستی میں ہر جلد کیلئے الگ، عنوان، تشخص اور انفرادیت کو قائم کیا گیا ہے۔

☆ خطباتِ درخواستی میں پورے سال کے تمام اہم اور ضروری جمعہ کے عنوانات پر بیانات موجود ہیں۔

☆ خطباتِ درخواستی میں وقت اور موقع محل کی مناسبت سے پورے سال کی گردش میں مطلوب تمام اہم اور ضروری عنوانات پر بیانات موجود ہیں۔

☆ خطباتِ درخواستی کی چار جلدوں میں عام خطبات کی چالیس جلدوں سے زیادہ علمی وروحانی مواد موجود ہے۔

☆ خطباتِ درخواستی میں موجود علم و دانش کا یہ خزانہ آپ کو کہیں بھی یکجا نہ مل سکے گا۔

☆ خطباتِ درخواستی عالم اسلام کے اہل علم اور اہل ذوق حضرات میں بے نظیر و بے مثال مقبولیت ومحبوبیت حاصل کر چکی ہے۔

☆ خطباتِ درخواستی میں قرآن مجید کے الفاظ، احادیث کی عبارت اکابرین کے اقوال، عبارت کی درستگی اور اعراب کی صحت پر خصوصی توجہ اور محنت کی گئی ہے۔

☆ خطباتِ درخواستی کو ظاہری وباطنی خوبیوں سے آراستہ وپیراستہ کرکے آپ کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔

انتساب

خطبات درخواستی ۔جلد دوم کو اپنے نانا جان مجاہد اسلام

حضرت مولانا عبدالواحد صاحب شفیق رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے منسوب کرتا ہوں ۔

جو خطابت و قلم کے شاہسوار تھے ۔

علاقہ بھر کے محبوب و منظور نظر تھے ۔ماہنامہ مخزن العلوم رسالہ کے ایڈیٹر تھے ۔

با کمال و بے مثال شخصیت تھے ۔

جن کی جرأت و بہادری کے واقعات آج بھی زباں زد عام و خاص ہیں ۔

دعا ہے کہ پروردگار عالم ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام اور ٹھکانا نصیب فرمائیں ۔

اور ہمیں اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائیں ۔

آمین یارب العلمین   بجاہ سیدالمرسلین

صل اللہ علیہ وسلم

C:\Documents and
inistrator\Desl
not found.

یکم رجب المرجب ۱۴۳۵ھ

حدیث دل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔امابعد

خطبات درخواستی ۔جلد دوم سیرۃ النبی ﷺ پر مشتمل خطبات کا عظیم الشان مجموعہ ہے!

پہلے پانچ خطبات ۔ صورت النبی ﷺ ۔ سیرت النبی ﷺ ۔معراج النبی ﷺ

معراج کے واقعات ۔ختمِ نبوت

حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ عظیم الشان اور نا قابلِ فراموش خطبات ہیں ۔

جبکہ آخری پانچ خطبات ۔رسولِ کامل ﷺ ۔محبوب کامل ﷺ ۔ساقیِ کوثر ﷺ

میرا نبی ﷺ ۔میرا پیمبر ﷺ

میرے بیان کردہ و تحریر کردہ عظیم الشان اور نا قابلِ فراموش خطبات ہیں!

ان میں سے ہر ایک بیان و خطبہ آپ کو عشق محمدی ﷺ اور حُب محمدی ﷺ کی وادیوں کی سیر کرائے گا ۔

اور آپ اپنے دل و دماغ میں پیارے نبی ﷺ کے ساتھ اپنے پیار اور محبت میں اضافہ ہوتا ہوا محسوس فرمائینگے ۔

اور پیارے نبی ﷺ کی یاد میں قلب و جگر کو تڑپتا ہوا محسوس فرمائینگے ۔

اور پیارے نبی ﷺ کی ہر ہر ادا اور صورت و سیرت کو اپنانے کے جذبہ میں اپنے دل کو بے تاب پائینگے ۔

اللہ رب العزت سے دعاء ہے کہ اس محنت وخدمت کو مقبول ومنظور فرمائیں۔

کتاب کو مقبولیت ومحبوبیت سے نوازیں۔

تمام مسلمانوں کیلئے نفع اور ہدایت کا ذریعہ بنائیں۔

میرے لیئے میرے اساتذہ کیلئے میرے والدین اور پورے خاندان کیلئے

ذخیرہ آخرت بنائیں۔

آمین یارب العلمین بجاہ سید المرسلین

صلی اللہ علیہ وسلم

C:\Documents and
...nistrator\De...
not found

یکم رجب المرجب ۱۴۳۵ھ

صُورت النبی ﷺ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی نَوَّ رَ قُلُوْبَنَابِنُوْرِ الْاَحَادِیْثِ وَالْاٰیَاتِ وَنَجَانَا مِنْ سُوْءِ الضَّلَالَۃِ وَالْمُحْدَثَاتِ بِاِتِّبَا عِ سُنَّۃِ رَسُوْلِہٖ اَفْضَلِ الْکَائِنَاتِ الَّذِیْ اِسْمُہٗ مَکْتُوْبٌ فِی الْاِنْجِیْلِ وَالتَّوْرٰۃِ نَاسِخُ الْمِلَلِ وَالْاَدْیَانِ قَاطِعُ الْمُشْرِکِیْنَ بِالسَّیْفِ وَالسِّنَانِ الَّذِیْ یَخَافُ مِنْ ھَیْبَتِہٖ مَلِکُ بَنِیْ الْاَصْفَرِ وَالْاَزْھَرِ صَاحِبِ الْجَبِیْنِ الْاَزْھَرِ وَالْخَدِّ الْاَنْوَرِ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ امابعد

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْ ا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ.(ال عمران)

عَنِ الْعَبَّاسِؓ اَنَّہٗ جَاءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَاَنَّہٗ سَمِعَ شَیْئًا فَقَامَ النَّبِیُّ ﷺ عَلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا فَقَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ قَالَ اَنَامُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ ثُمَّ جَعَلَھُمْ فِرْقَتَیْنِ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ فِرْقَۃًثُمَّ جَعَلَھُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِ ھِمْ قَبِیْلَۃً ثُمَّ جَعَلَھُمْ بُیُوْتًا فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ بَیْتاً فَاَنَا خَیْرُھُمْ نَفْسًا وَخَیْرُھُمْ بَیْتًا (رواہ الترمذی)

عَنْ وَاثِلَۃَؓ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی کِنَانَۃَ مِنْ وُّلْدِ اِسْمَاعِیْلَ وَاصْطَفٰی قُرَیْشًا مِّنْ کِنَانَۃَ وَاصْطَفٰی مِنْ قُرَیْشٍ بَنِیْ ھَاشِمْ وَاصْطَفَانِیْ مِنْ بَنِیْ ھَاشِمٍ (رواہ مُسلم)

عَنْ جابِرٍؓ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ لَیْلَۃِ اُضْحِیَانٍ وَعَلَیْہِ حُلَّۃٌ حَمْرَآءَ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَیْہِ وَاِلَی الْقَمَرِ فَھُوَ عِنْدِیْ اَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ (رواہ الترمذی)

صَدَقَ اللّٰہُ الرَّحِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

مَا اِنْ رَاَیْتُ وَلَا سَمِعْتُ بِمِثْلِہٖ
فِی النَّاسِ کُلِّھِمْ بِمِثْلِ مُحَمَّدٖ
اَغَرُّ عَلَیْہِ لِلنُّبُوَّۃِ خَاتَمٌ
مِنَ اللّٰہِ مَشْھُوْدٌ یَلُوْحُ وَیُشْھَدُ
وَضَمَّ الْاِلٰہُ اِسْمَ النَّبِیِّ اِلٰی اِسْمِہٖ
اِذَاقَالَ الْمُؤَذِّنُ فِی الْخَمْسِ اَشْھَدُ
وَشَقَّ لَہٗ مِنْ اِسْمِہٖ لِیُجِلَّہٗ
فَذُوا الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَھٰذَا مُحَمَّدٗ
فَاقَ النَّبِیِّیْنَ فِیْ خَلْقٍ وَفِیْ خُلُقٍ
فَلَمْ یُدَانُوْہُ فِیْ عِلْمٍ وَّ لَا کَرَمٖ

کُلُّھُمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ مُلْتَمِسٌ
غَرَفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْرَشَفًا مِنَ الدِّیَمٖ
زفرق تابقدم ہر کجا کہ مے نگرم
کرشمہ دامن دل میکد کہ جا این جا است
خاتم الانبیاء کی ذات ہے وہم وگمان سے بلند
خدا کا حسن انتخاب، انتخاب لاجواب
یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ
نَفْسِی الْفِدَآءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُہٗ
فِیْہِ الْعَفَافُ وَفِیْہِ الْجُوْدُ وَالْکَرَمُ
ھُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ
لِکُلِّ ھَوْلٍ مِّنَ الْاَھْوَالِ مُقْتَحِمٖ
محمد کی آمد ہے بشیرا نذیراً
فَصَلُّوْا عَلَیْہِ کَثِیْرًا کَثِیْرًا

سب سے پہلے پیغمبرؐ کی ذات پاک پر درود شریف پڑھ لیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مَحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی عَدَدَ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی. اَللّٰھُمَّ صِلِّ عَلٰی جَسَدِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْسَادِ وَصَلِّ عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَصَلِّ عَلٰی بَلَدِ مُحَمَّدٍ فِی الْبِلَادِ وَصَلِّ عَلٰی قَبْرِ مُحَمَّدٍ فِی الْقُبُوْرِ.

تمہید

میرے مکرم بزرگو! محترم سامعین آج کے خطبہ کا موضوع صورت خاتم الانبیاء ﷺ کا تذکرہ ہے۔

پہلے نمبر پر تلاوت کردہ آیات واحادیث کا مختصر مفہوم ذکر کروں گا۔

دوسرے نمبر پر ایک تمہید جس میں تین چیزیں ہوں گی۔

(۱) پیغمبر کی تاریخ ولادت

(۲) پیغمبر کا نام ونسب

(۳) پیغمبر کی پیدائش پر جو اثرات وانقلابات نمودار ہوئے۔

تیسرے نمبر پر اس تمہید کے بعد پیغمبر کی صورت کا وہ نقشہ جو قرآن میں رحمان نے اور احادیث میں صحابہؓ واہلبیت کی زبان نے ذکر کیا ہے۔ جس میں پیغمبر اقدس کے وجود اقدس کی تخلیقی کیفیت بھی ہوگی اور پیغمبر کے بدن مبارک اور اس کے اجزاء کی برکات کا بھی ذکر ہوگا۔

آیت واحادیث کا مطلب

پہلے نمبر پر ذکر کردہ آیت واحادیث کا مطلب ہے تو پہلے آیت کا مطلب سمجھیں۔ یہ آیت چوتھے پارہ سورۃ ال عمران میں ہے۔ اس میں اللہ نے مسلمانوں پر ایک عظیم احسان جتلایا ہے۔ ویسے تو اللہ کے انعامات لَا تُعَدُّ وَلَا تُحْصٰی ہیں جو شمار سے بھی باہر ہیں۔ زمین بھی انعام ہے، آسمان بھی بارش بھی، کھیتی اور انگوری بھی، ہوا اور پانی بھی، پہاڑ اور درخت بھی اللہ کی نعمتیں ہیں۔ مگر ان کا اللہ نے احسان نہیں جتلایا بلکہ حضور ﷺ کے بھیجنے کا احسان جتلایا ہے۔ اگرچہ حضور ﷺ کی نبوت و

رسالت تو تمام مخلوق کے لئے ہے۔ خواہ انسان ہوں یا جن ہوں یا فرشتے ہوں۔ تمام مخلوقات وتمام جہانوں کی چیزیں آپ کی امتی ہیں اور آپ سب کے رسول ہیں۔ مگر آپ کی رسالت کا احسان صرف مومنین کو جتلایا ہے۔ کیونکہ آپ کے فیض سے مستفیض ہونے والے صرف مومنین ہیں۔ اس لئے اللہ نے کہا کہ میں نے مسلمانوں پر احسان عظیم کیا ہے کہ ان کے نفسوں میں سے یعنی ان میں سے اور انسانوں میں سے عظیم الشان رسول بھیجا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے فرائض

اس عظمت والے رسول کے چار فرائض ہیں۔

۱۔ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ

تلاوت کتاب اللہ ہے کہ وہ ان کو اللہ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے۔ کیونکہ آیات قرآنیہ کے پڑھنے کے ساتھ انوار و برکات ہونگے۔ جن کی وجہ سے ان کے اندر کے ظلمات اور تاریکیاں اور اندھیرے دور ہوجائیں گے۔

۲۔ وَیُزَکِّیْھِمْ

تزکیہ نفوس ہے کہ ان کو کفر وشرک و رسومات و بدعات کی آلائشوں سے پاک کرتا ہے۔ کیونکہ جب ایسے عظمت وکمال والے پیغمبر کی رفاقت وصحبت اختیار کریں گے تو ان کی توجہات باطنی سے کفر وشرک کی نجاست دور ہوگی۔

۳۔ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتَابَ

تعلیم قرآن ہے کہ ان کو کتاب اللہ کے معانی ومطالب واسرار کی تعلیم دیتا ہے۔ جس سے ان کی مشکلات وشبہات حل ہوتے ہیں۔

۴۔ وَالْحِكْمَةَ

تعلیم سنت ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں حکمت سے مراد سنت ہے اور بعض مفسرینؒ نے کہا کہ حکمت سے مراد دانائی کی باتیں ہیں۔ اس میں کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ سنت کی باتیں بھی دانائی کی باتیں ہیں تو رسول اللہ سنت و دانائی کی باتوں کی تعلیم دیتے ہیں۔ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ۔ یعنی اگرچہ یہ پہلے گمراہی میں تھے۔ مگر حضور ﷺ کی تعلیم و تربیت نے جاہلوں کو عالم بنا دیا۔ نادان کو دانا بنا دیا۔ اور پستی میں پڑے ہوئے لوگوں کو ترقی اور عروج تک پہنچا دیا اور ان کو پاک وصاف کر دیا۔

دُر فشانی نے تیرے قطروں کو دریا کر دیا
دل کو روشن کر دیا آنکھوں کو بینا کر دیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی کہ جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

یہ رحمٰن و رحیم کی رحمت ہے کہ اس نے ایسا شان والا پیغمبر عطا کیا تو اس احسان کا شکر اس طرح ادا ہوگا۔ کہ ہم اس پیغمبر کی صورت و سیرت کو اپنائیں۔ اور ساری زندگی حضور ﷺ کی غلامی میں گزار دیں۔ اب احادیث کا مختصر مطلب سمجھیں۔

پہلی حدیث

جس کے راوی حضرت عباسؓ ہیں۔ ایک مرتبہ لوگوں نے حضور ﷺ کے حسب ونسب میں طعن کیا تو انہوں نے جب یہ سنا تو غصہ میں تھے اور اسی حال میں حضور ﷺ کے پاس آئے تو جب حضور ﷺ کو یہ معلوم ہوا تو آپ نے سب کو جمع کیا

اور حضور ﷺ ممبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا بتلاؤ میں کون ہوں۔ کہنے لگے آپ اللہ کے رسول ہیں۔ فرمایا میں رسول بھی ہوں اور اللہ نے میرا نسب بھی اعلیٰ بنایا ہے۔ میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ اللہ نے جن وانس کو پیدا کیا اور مجھے ان میں سے اعلیٰ جماعت یعنی انسانوں میں سے بنایا پھر انسانوں کے دو قسم بنائے۔ ایک عرب دوسرے عجم تو اللہ نے مجھے ان میں سے اعلیٰ فریق یعنی عرب میں سے بنایا پھر اللہ نے عرب کے مختلف بڑے قبائل بنائے تو مجھے ان میں سے اعلیٰ قبیلہ قریش میں سے بنایا۔ پھر اللہ نے قریش کے چھوٹے قبائل بنائے اور مجھے ان میں سے اعلیٰ قبیلہ بنو ہاشم میں سے بنایا۔ تو ذات کے لحاظ سے بھی عمدہ ہوں اور قبیلہ کے اعتبار سے بھی عمدہ ہوں۔

اس حدیث میں حضور ﷺ کے حسب ونسب کی عظمت کا ذکر ہے۔

دوسری حدیث

جس کے راوی حضرت واثلہ بن اسقعؓ ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے اولاد ابراہیم سے حضرت اسماعیلؑ کو چن لیا اور اولاد اسماعیلؑ سے بنو کنانہ کو چن لیا۔ اور بنو کنانہ سے قریش کو چن لیا اور قریش سے بنو ہاشم کو چن لیا اور بنو ہاشم سے اللہ نے مجھے چن لیا۔

اس حدیث میں بھی پیغمبر کے نسب کی بلندی کا ذکر ہے۔

تیسری حدیث:

جس کے راوی حضرت جابرؓ ہیں کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ چاندنی رات تھی۔ میں حضور ﷺ کو دیکھ رہا تھا۔ آپ نے سرخ دھاریوں والا جوڑا زیب تن کر رکھا تھا۔ تو میں کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی پیغمبر کے چہرہ کو دیکھتا۔ مجھے چاند سے کہیں زیادہ

پیغمبر کا چہرہ حسین وجمیل نظر آتا تھا۔جیسے کسی نے کہا۔

چاند سے تشبیہ دینا یہ کیا انصاف ہے
چاند کے منہ پر چھائیاں میرے مدنی کا چہرہ صاف ہے

تو اس حدیث میں حضور ﷺ کے حسن و جمال کے کمال کو ذکر کیا ہے۔اب دوسرے نمبر پر تمہید ہے جس میں تین چیزیں ذکر کرنی ہیں۔

میرے نبی کی ولادت

پیغمبر کی پیدائش میں یہ اتفاق ہے کہ سن عام الفیل تھا۔جس سال اصحاب الفیل ہلاک ہوئے۔اس واقعہ کے پچاس یا پچپن دن بعد آپ کی پیدائش ہے اور آپ کی ولادت کے مہینہ میں اتفاق ہے کہ ربیع الاول ہے۔اور اس میں بھی اتفاق ہے کہ ولادت کا دن پیر کا تھا۔البتہ تاریخ میں اختلاف ہے۔بعض نے ۲ ربیع الاول ذکر کی ہے۔بعض نے ۸۔بعض نے ۹ اور بعض نے ۱۲ ربیع الاول ذکر کی ہے۔زیادہ مشہور یہی قول ہے۔پیدائش کا وقت بعض نے شب کو،بعض نے دن کو کہا ہے۔مشہور قول طلوع صبح صادق کا وقت ہے۔

حضور ﷺ کا مقام پیدائش

بعض نے مکہ مکرمہ،بعض نے شعب ابی طالب میں کہا ہے،بعض نے روم میں،بعض نے عفان میں کہا،راجح پہلا قول ہے۔

حضور ﷺ کا نام ونسب

امام بخاریؒ نے باب مبعث النبیؐ میں حضور ﷺ کا نسب یوں ذکر کیا ہے۔
محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن

کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس مضر بن نزار بن معد بن عدنان حضرت اسماعیل علیہ السلام کے خاندان میں عدنان تھے اور حضور ﷺ عدنان کے خاندان سے تھے۔آپ کا نسب پاک ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والد عبداللہ تک اور حضرت حوا سے لے کر میری والدہ آمنہ تک میرا نسب زنا کی بدبو سے پاک ہے۔

آپ کا نام عبدالمطلب نے ''محمد'' ﷺ رکھا جب ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو کہا کہ یہ نام اس لئے رکھا تاکہ میرا یہ فرزند ساری دنیا میں مدح وستائش کے لائق ٹھہرے۔آپ ﷺ کا نام ''محمد'' آپ کے دادا نے رکھا اور ''احمد'' اللہ نے رکھا۔''محمد'' کا معنی اللہ کے بعد جس کی سب سے زیادہ تعریف کی گئی ہو اور ''احمد'' کا معنی جو سب سے زیادہ اللہ کی تعریف کرنے والا ہو۔

حضور ﷺ کی پیدائش کے اثرات وانقلابات

حضور ﷺ ابھی حضرت آمنہ کے بطن پاک میں تھے تو حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ مجھے غیب سے آواز آتی تھی۔

بُشْرٰی لَکِ یَا اٰمِنَةُ قَدْ حُمِلْتِ بِسَیِّدِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ قَدْ حُمِلْتِ بِسَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ قَدْ حُمِلْتِ بِسَیِّدِ الْعَالَمِ قَدْ حُمِلْتِ بِسَیِّدِ الْاَنَامِ.

اے آمنہ تجھے مبارک ہو تیرے پیٹ میں جو بچہ ہے اور جس سے تو حاملہ ہے وہ اس امت کا سردار ہے۔اولین وآخرین کا سردار ہے۔تمام جہان کا سردار تمام لوگوں کا سردار ہے۔

اور حضرت آمنہ کہتی ہیں کہ مجھے حمل کا ثقل اور بوجھ بھی معلوم نہ ہوتا تھا۔جس طرح عام طور عورتیں حمل کا بوجھ محسوس کرتی ہیں۔حصرت آمنہ کہتی ہیں کہ جب

حضور پیدا ہوئے تو آلائشوں سے پاک تھے، نہلانے کی ضرورت نہ تھی۔ اور ختنہ بھی کیا ہوا تھا۔ ختنہ کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ حضور ﷺ نے خود بھی فرمایا۔

اِنّمَا وُلِدتُ مُطَهَّرًا اِنَّمَا وُلِدتُ مَخْتُونًا ۔ اور فرماتی ہیں جب آپ پیدا ہوئے تو وضع حمل کے وقت میں نے ایک روشنی دیکھی جس سے مجھے شام کے محل نظر آئے اور حضورؐ کی پیدائش کے وقت کسریٰ یعنی ایران کے بادشاہ کا محل ہل گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے۔ فارس کی آگ جو ہزار سال سے جل رہی تھی وہ بجھ گئی۔ جس سے اشارہ تھا کہ ان جگہوں میں اسلام کا دبدبہ ہوگا، کفر مٹے گا، کفر مغلوب ہوگا، اسلام کا غلبہ ہوگا۔ بحیرہ طبریہ دفعتہً خشک ہوگیا۔ آسمانوں پر سخت پہرے لگا دیئے گئے۔ شیاطین کو آسمانی خبروں کے سننے سے روک دیا گیا۔ شیاطین کے راستے ختم کر دیئے گئے۔ ستارے جھک کر حضور ﷺ کو دیکھنے آئے۔ مکہ کی گلیوں میں خوشبو مہکنے لگی۔ فاطمہ بنت عبداللہ کہتی ہے کہ کعبہ نور سے معمور ہوگیا۔ اور ستارے اتنے قریب آگئے کہ میں ڈرنے لگی کہ مجھ پر گر پڑیں گے۔ صنم خانے اور بتکدے خاک میں مل گئے۔ بیت اللہ میں بت اوندھے گرنے لگے۔ یہودیت، نصرانیت، مجوسیت، شرک کے پتے جھڑنے لگے۔ کیونکہ آفتاب ہدایت کی شعاعیں پھیلنے لگیں اور توحید کا پرچم لہرانے لگا۔ انسانوں میں سعادت کی بہار آگئی۔ توحید کا غلغلہ ہوا کیونکہ ایک روایت میں ہے جب پیغمبر ﷺ کی پیدائش ہوئی اور ایک روایت میں ہے جب آپ کا دودھ چھڑایا گیا تو حضرت آمنہ کہتی ہیں کہ میں نے کان لگایا اور پیغمبر کی زبان مبارک سے یہ کلمات سنے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَسُبْحٰنَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا

کہ سب سے بڑا اللہ ہے اور تمام تعریفیں ایک اللہ کے لئے ہیں۔ اور صبح

شام اللہ کے لئے تسبیح و پاکیزگی ہے۔ پیغمبر کی زبان فیض ترجمان نبی کی زبان پر اللہ کی شان اور توحید کا اعلان۔ سب کہو وسبحان اللہ۔

ویسے ربیع الاول کا معنی بھی ہے پہلی بہار۔ حضور ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے کفر وشرک کا اندھیرا تھا۔ حضور ﷺ کے آنے سے توحید کی روشنی پھیلی۔ آپ سے پہلے خزاں کا موسم تھا، آپ کے بعد بہار کا موسم آیا۔ پہلے ظلمت تھی اب نور آیا۔

حضور ﷺ کو پہلے حضرت آمنہ نے دودھ پلایا پھر دو تین دن ابولہب کی لونڈی ثوبیہ نے دودھ پلایا۔ پھر حضرت حلیمہ نے دودھ پلایا۔ حضرت حلیمہ کہتی ہے میں بنوسعد کے قبیلہ کی عورتوں کے ساتھ مکہ مکرمہ آئی۔ دوسری عورتوں نے یتیم سمجھ کر آپ کو نہ اٹھایا مگر جب میں نے آ کر آپ کے چہرہ سے سفید چادر اٹھائی تو ایک نور نکلا جو آسمان کی طرف اٹھا تو میں نے خاوند سے کہا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ واپس جاؤں۔ اس کا چہرہ دیکھنے سے میرے وجود میں عجیب اثر پیدا ہوا ہے کہ میرے پستان بھی دودھ سے بھر گئے ہیں تو حضرت آمنہ سے بچہ لینے کی درخواست کی۔ کیونکہ شرفاء عرب کا دستور تھا کہ وہ بچوں کو دودھ پلانے کے لئے دیہات وقصبات میں بھیجتے تھے تا کہ ان میں فصاحت کا جوہر بھی پیدا ہو اور عرب کی خصوصیات ان میں محفوظ ہو جائیں۔ تو حضرت آمنہ نے آپ کو حضرت حلیمہ کے حوالہ کر دیا۔ دو سال حلیمہ کے پاس رہے۔ تیسرے سال اس نے یہ امانت پھر آمنہ کے حوالے کر دی۔ تو حضرت حلیمہ کہتی ہے کہ ہم نے حضورؐ کو اٹھا لیا۔ خاوند آگے بیٹھا میں اس کے پیچھے بیٹھی اور حضور ﷺ کو میں نے اپنی گود میں لے لیا۔ تو اونٹنی اٹھتی ہی نہیں۔ پھر جب خاوند نے حضور ﷺ کو اپنی گود میں لے لیا تو اونٹنی چل پڑی۔ اشارہ ہوا کہ یہ نبی مقتدا بننے کے لئے آیا ہے۔ حضرت

حلیمہ کہتی ہے کہ جس اونٹنی پر آپ کو سوار کیا وہ کمزور اور لاغر ونحیف تھی۔ جب ہم مکہ کی طرف آئے تو سب سے پیچھے اور جب واپس گھر کی طرف گئے تو حضور ﷺ کی برکت سے وہ اونٹنی اتنی تیز چلی کہ سب سواریوں سے آگے نکل گئی۔ اب مجھ سے دوسری عورتیں کہنے لگیں حلیمہ تو نے سواری بدل لی ہے۔ میں نے کہا نہیں میں بھی وہی ہوں، خاوند بھی وہی ہے، سواری بھی وہی ہے مگر اب سوار بدل گیا ہے۔ یہ بچہ جو لے کر جارہی ہوں یہ اس کی برکت ہے کہ لاغر سواری طاقتور اور تیز ہوگئی ہے۔ حضرت حلیمہ کہتی ہے کہ یہ ایسے نصیب والا بچہ تھا کہ اس کے آنے سے میرے گھر میں برکت آگئی۔ اس سال قحط تھا میرے گھر میں ایک بچہ تھا جو رات کو روتا رہتا۔ میرے پستانوں میں دودھ نہ تھا۔ اس کی برکت سے میرے پستانوں میں اتنا دودھ اترا کہ آپ نے اور آپ کے رضاعی بھائی نے خوب سیر ہوکر دودھ پیا اور اونٹنی کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے تھے۔ اور میری بکریوں میں برکت آگئی۔ لوگوں کی بکریاں شام کو واپس آتیں تو تھن سوکھے ہوتے تھے اور میری بکریاں دوپہر کو واپس آتیں تو ان کے تھن دودھ سے بھرے ہوتے تھے۔ لوگوں نے کہا کہ بکریاں اسی چراگاہ میں لے جاؤ۔ جہاں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں مگر ان کو معلوم نہ تھا کہ یہ چراگاہ کی خصوصیت نہیں بلکہ محمد ﷺ کی برکت ہے۔ حضرت حلیمہ کی بیٹی شیما کہتی ہیں کہ جب میں بکریاں چرانے کیلئے حضور ﷺ کو ساتھ لے گئی تو حلیمہ نے کہا بیٹی میرے اس نازنین دلنشین ماہ جبین بیٹے کا خیال رکھنا۔ سورج کی گرمی ہے۔ حرارت وتپش ہے۔ اس کو دھوپ نہ لگے۔ جب شیما واپس آئی تو کہنے لگی اماں آج میں تجھے عجیب بات سناتی ہوں کہ جب میں اکیلے جاتی تھی تو سورج کی حرارت وگرمی ہوتی تھی اور آج اپنے بھائی محمد ﷺ

کو ساتھ لے گئی تو سورج کی گرمی نہ تھی۔ بلکہ آسمان پر بادل آ گیا۔ اور ہم بادل کے سایہ میں رہے۔ جب آپ چلتے تو بادل بھی ساتھ چلتا جب آپ ٹھہرتے تو بادل بھی ٹھہر جاتا۔ بلکہ شیما نے اس سے بڑھ کر بات کہی کہ اماں جب میں اکیلی ہوتی تو بکریوں کا سر نیچے ہوتا تھا۔ بکریاں گھاس چرتیں اور اس کو دیکھتی تھیں۔ مگر آج میں نے دیکھا کہ بکریوں کی نگاہ گھاس پر نہ تھی۔ بلکہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے نورانی چہرہ پر تھی جب حضور ﷺ حضرت حلیمہ کے پاس تھے تو آپ کا شق صدر ہوا۔

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے لکھا ہے کہ آپ کا سینہ چار مرتبہ شق ہوا اور اس میں حکمت تھی۔ ایک بار جب حضرت حلیمہ کے پاس تھے۔ چنانچہ روایت میں ہے کہ آپ جنگل میں اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ بکریوں میں پھر رہے تھے کہ دو سفید کپڑوں میں ملبوس فرشتوں نے آپ کو لٹایا اور شق صدر کی اور آپ کے بھائی دوڑتے ہوئے آئے کہ دو آدمیوں نے میرے بھائی کا سینہ چاک کر دیا ہے۔ اس میں حکمت یہ تھی کہ آپ کے دل سے لہو ولعب کی محبت نکل جائے۔ جس طرح سے عام لڑکوں میں ہوتی ہے۔ دوسری مرتبہ آپ کا شق صدر دس سال کی عمر میں جنگل میں ہوا۔ اس میں حکمت یہ تھی کہ جوانی کے تقاضہ کی وجہ سے عام انسان سے جو کام اللہ کی مرضی کے خلاف ظاہر ہوتے ہیں۔ آپ کے دل مبارک سے ان کی رغبت نکال دی جائے۔ تیسری مرتبہ جب آپ غار حرا میں تھے رمضان میں شق صدر ہوا حکمت یہ تھی کہ آپ وحی کا تحمل کرسکیں۔ چوتھی مرتبہ معراج کی رات شق صدر ہوا اس میں حکمت یہ تھی کہ آپ کا دل آنے والے مشاہدات کو برداشت کرسکے۔

حضور ﷺ کی صورت وسیرت کا نقشہ قرآن کی زبانی

حضور ﷺ کی صورت کا ذکر ایک اللہ نے قران میں کیا ہے۔ یہ اجمالی ہے۔ دوسرا احادیث میں صحابہؓ نے کیا ہے۔ یہ اس کی تشریح ہے۔ تو میں اختصاراً دونوں کو ذکر کرتا ہوں۔ حضور ﷺ کی صورت وسیرت کا تذکرہ رب رحمان نے قرآن میں بھی اس انداز میں کیا ہے کہ جس سے آپ کی عظمت اجاگر ہوتی ہے۔ آپ پیغمبر حضور ﷺ کی صورت وسیرت کے متعلق سوال کریں تو قرآن میں اس کا جواب ملتا ہے۔ آپ قرآن سے پوچھیں کہ حضور ﷺ کے بدن کی کیفیت کیا تھی تو فرمایا۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ.

کیونکہ اس کا اصلی مصداق انبیاء ہیں۔ اور ان میں اعلیٰ حضور ﷺ کی ذات ہے۔

آپ قرآن سے پوچھیں کہ پیغمبر کا چہرہ کیسا تھا؟

تو جواب ملتا ہے وَالضُّحٰی.

آپ ﷺ کی زلف مُبارک کیسی تھی؟

تو قرآن کہتا ہے۔ وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی.

آپ ﷺ کا شہر مکہ مبارکہ کیسا تھا؟

تو قرآن کہتا ہے۔ لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ. وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ.

آپ کی آنکھ مبارک اور نگاہ کی کیفیت کیسی تھی؟

تو قرآن کہتا ہے۔ مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی

سینہ مبارک کیسا تھا؟

تو قرآن کہتا ہے۔ اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ

آپ کی انگلی مبارک کا اشارہ کیسا تھا؟

تو قرآن کہتا ہے۔ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ

آپ کے دندان مبارک کیسے تھے؟

تو قرآن کہتا ہے۔ یٰسٓ آپ کی کملی اور چادر مبارک کیسے تھی؟

تو قرآن کہتا ہے۔ یٰٓاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ.

پیغمبر کا لباس مبارک کیسا تھا؟

تو قرآن کہتا ہے۔ وَثِیَابَکَ فَطَهِّرْ.

پیغمبر کا ماحول کیسا تھا؟

تو قرآن کہتا ہے۔ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ.

پیغمبر کا اللہ سے تعلق کیسا تھا؟

تو قرآن کہتا ہے۔ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ ۝ وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ.

اللہ کا پیغمبر سے تعلق کیسا تھا؟

تو قرآن کہتا ہے۔ مَاوَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی

آپ کے اخلاق کیسے تھے؟

قرآن کہتا ہے۔ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ

آپ کا کردار قول وفعل کیسا تھا۔

تو قرآن کہتا ہے۔ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

پیغمبر کے صحابہ کیسے تھے؟

تو قرآن کہتا ہے۔ اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ. اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ

حقًا. اُولٰٓئِکَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ. اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ. رَضِیَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ. اُولٰٓئِکَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ. لَقَدْ رَضِیَ اللهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ .اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللهِ.

پیغمبر کے یارِ غار کا ذکر آئے تو قرآن وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ کہتا ہے۔

خلیفہ ثانی کا ذکر آئے تو قرآن اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ کہتا ہے۔

خلیفہ سوم کا ذکر آئے تو قرآن رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ کہتا ہے۔

خلیفہ چہارم کا ذکر آئے تو قرآن تَرٰهُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا کہتا ہے۔

تمام صحابہ کا ذکر آئے تو قرآن یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللهِ وَرِضْوَانًا کہتا ہے۔

پیغمبر کی ازواجِ مطہرات کیسی تھیں؟

تو قرآن کہتا ہے۔وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ. اَلطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ

پیغمبر کی بنات کا ذکر آیا تو قرآن کہتا ہے۔

قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ

پیغمبر کے معراج کا ذکر آیا تو قرآن نے کہا۔

سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی

پیغمبر کی ہجرت کیسی تھی؟

تو قرآن کہتا ہے۔ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ

پیغمبر کی نماز کیسی تھی؟ تو قرآن جواب دیتا ہے۔

قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا. وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِکْرِیْ

پیغمبر کی گفتگو کیسی تھی؟

تو قرآن کہتا ہے۔وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی

پیغمبر کی رحمت کیسی تھی؟

تو قرآن کہتا ہے۔وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

پیغمبر کے قرآن پاک پڑھنے کی کیفیت کیسی تھی؟

فرمایا لَا تُحَرِّکْ بِهٖ لِسَانَکَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ

پیغمبر کا ذکر کیسا تھا تو جواب ملتا ہے۔

وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ بُکْرَةً وَّاَصِیْلًا

پیغمبر کا تلاوت کرنا کیسا تھا؟

تو جواب ملتا ہے۔اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتَابِ

پیغمبر کی تبلیغ کیسی تھی؟

تو قرآن کہتا ہے۔فَذَکِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّکْرٰی

پیغمبر کا زمانہ کیسا تھا؟ تو قرآن بولتا ہے۔وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ

پیغمبر کے اوصاف کا ذکر آیا تو قرآن اعلان کرتا ہے۔یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا

پیغمبر کے حق بیان کرنے کا ذکر آیا تو قرآن نے کہا شَاهِدًا

پیغمبر کا مومنین کے ساتھ تعلق کا ذکر آیا تو قرآن نے کہا مُبَشِّرًا

پیغمبر کا کفار کے ساتھ تعلق کا ذکر آیا تو قرآن نے کہا نَذِیْرًا

پیغمبر کی دعوت کی کیفیت کا ذکر آیا تو قرآن نے کہا دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ

پیغمبر کی نورانیت کا ذکر آیا تو قرآن نے کہا وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا

پیغمبر پر قرآن کس نے اتارا؟ تو قرآن نے جواب دیا۔

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعَالِمِیْنَ

پیغمبر پر قرآن کون لایا؟ تو قرآن نے کہا۔

نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ

کس ذات پر اتارا گیا؟ تو قرآن جواب دیتا ہے۔ نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ

کیوں لایا؟ لِتَکُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ

کس زبان میں لایا؟ تو کہا بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ۔

کس مرکز میں لایا؟ تو کہا اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّةَ مُبَارَکًا وَّهُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ.

کس مہینہ میں لایا؟ تو کہا۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ

کس رات میں لایا؟ تو کہا اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ

اس سے فیض حاصل کرنیوالے کون ہیں؟ تو کہا هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ

ان متقین کے سردار کی کیفیت کیسی ہے؟ تو قرآن نے کہا

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ. اس کی تفسیر ہے۔ ذُکِرْتَ حَیْثُ ذُکِرْتُ

کلام اللہ صلوٰۃ اللہ جہاں دیکھا تو یہ دیکھا
اگر دیکھا لکھا اللہ تو محمد بھی لکھا دیکھا

اتنا مقام کیوں دیا تا کہ دنیا کو پتا چلے کہ جہاں جہاں خدا کی خدائی ہے وہاں وہاں محمد کی مصطفائی ہے۔

حضور ﷺ کی صورت وسیرت کا نقشہ صحابہؓ کی زبانی

حضور ﷺ کا بدن مُبارک کیسا تھا؟

صحابہؓ فرماتے ہیں۔ مُعْتَدِلُ الْخَلْقِ۔ تمام اعضاء نہایت معتدل تھے۔ بَادِنٌ مُتَمَاسِکٌ پر گوشت تھے۔ بدن گھٹا ہوا تھا۔ لَمْ یَکُنْ بِالْمُطَهَّمِ۔ بالکل موٹے بدن والے نہ تھے۔

سَوَاءُ الْبَطْنِ وَالصَّدْرِ۔ آپ کا پیٹ اور سینہ مبارک ہموار تھا۔ پیٹ آگے نکلا ہوا نہ تھا۔ اس میں قباحت ہوتی ہے۔ پیغمبر کو تو اللہ نے حسین بنایا اس لئے پیٹ وسینہ برابر تھے۔

آپ کے بدن مبارک کا رنگ کیسا تھا؟

شمائل ترمذی میں ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَسَنَ الْجِسْمِ

حضور ﷺ کا بدن نہایت خوبصورت وموزوں تھا۔

دوسری روایت میں ہے حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔

اَبْیَضُ کَاَنَّمَا صِیْغَ مِنْ فِضَّةٍ. آپ کا بدن مبارک ایسا خوبصورت تھا گویا کہ چاندی سے آپ کا بدن ڈھالا گیا ہے۔

تیسری روایت میں ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔

لَیْسَ بِالْاَبْیَضِ الْاَمْهَقِ وَلَا بِالْاٰدَمِ

کہ آپ کا رنگ بالکل چونے وچاندی کی طرح سفید نہ تھا اور بالکل گندمی رنگ بھی نہ تھا کہ سانولا پن نظر آئے۔

چوتھی روایت مسلم شریف میں ہے حضرت ابوطفیلؓ فرماتے ہیں۔

مَلِيْحًا مُقَصَّدًا آپ کا رنگ سفید تھا۔ مگر سرخی مائل تھا۔ آپ کے رنگ میں حسن و جمال غالب تھا۔ خالی سفیدی یا خالی سرخی نہ تھی۔

پانچویں روایت میں ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔

اَزْهَرُ اللَّوْن. آپ کا رنگ مبارک نہایت ہی چمکدار تھا۔

حضور ﷺ کا قد مبارک کیسا تھا؟

ایک روایت میں حضرت براءؓ کہتے ہیں۔

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ رَجُلاً مَرْبُوْعًا

کہ حضور ﷺ درمیانی قد والے تھے اور دوسری روایت حضرت انسؓ سے ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ رَبْعَةً لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ

کہ آپ کا قد مبارک درمیانی تھا نہ لمبا تھا نہ چھوٹا تھا۔

اور تیسری روایت حضرت علیؓ سے ہے فرماتے ہیں۔ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ بِالطَّوِيْلِ الْمُمَغَّطِ. وَلَا بِالْقَصِيْرِ الْمُتَرَدِّدِ وَكَانَ رَبْعَةً مِنَ الْقَوْمِ

کہ حضور ﷺ انتہائی لمبے قد والے نہ تھے اور انتہائی پست قد والے نہ تھے۔ بلکہ درمیانہ قد لوگوں میں سے تھے۔ اللہ نے آپ کی صورت کو حسین بنایا اس لئے بالکل لمبا قد بھی نہ تھا کیونکہ اس میں حسن کامل نہیں ہے اور بالکل چھوٹا قد بھی نہ تھا کیونکہ اس میں بھی کمال حسن نہیں ہے۔

اس لئے آپ کا قد درمیانہ تھا۔ جس میں حسن و جمال نکھر کر نظر آتا تھا۔ اس لئے ہندؓ بن ابی ہالہ کی روایت ہے۔ اَطْوَلَ مِنَ الْمَرْبُوْعِ کہ بالکل درمیانی قد والے سے آپ کا قد طویل تھا۔ وَاَقْصَرَ مِنَ الْمُشَذَّبِ. کہ انتہائی لمبے قد والے سے آپ کا قد کم تھا۔

حضور ﷺ کا سر مبارک کیسا تھا؟

فرمایا۔ ضَخْمَ الرَّأْسِ ۔ آپ کا سر مبارک بڑا تھا۔ آپ کے سر مبارک میں بھی عظمت تھی ہندؓ بن ابی ہالہ کی روایت ہے۔ عَظِيْمَ الْهَامَةِ ۔ کہ آپ کا سر مبارک بڑا تھا مگر اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔ بالکل ایسا بڑا نہ تھا جس سے حسن میں فرق پڑے۔

حضور ﷺ کی پیشانی مبارک کیسی تھی؟

حضرت ہند بن ابی ہالہ فرماتے ہیں وَاسِعَ الْجَبِيْنِ۔ آپ کی پیشانی مبارک کشادہ اور کھلی تھی۔

حضور ﷺ کی آنکھ مبارک کیسی تھی؟

حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ اَدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ ۔ آپ کی آنکھیں نہایت سیاہ تھیں۔ یعنی آنکھوں کی پلکیں نہایت سیاہ تھیں۔

حضرت جابرؓ کی روایت میں ہے۔ اَشْكَلَ الْعَيْنَيْنِ

اس کا ایک معنی ہے کہ آنکھوں کی سفیدی میں سرخ ڈورے پڑے ہوئے تھے۔ دوسرا معنی ہے کہ آنکھیں فراخ تھیں۔ اور ان کے چیر لمبے تھے۔ آنکھوں کی یہ کیفیت بھی حسن و جمال کو بڑھاتی ہے۔

حضور ﷺ کی پلکیں مبارک کیسی تھیں؟

حضرت علیؓ نے فرمایا۔اَھْدَبَ الْاَشْفَارِ ۔آپ کی پلکیں دراز تھیں۔اس میں بھی حسن وجمال تھا۔

حضور ﷺ کے ابرو مبارک کیسے تھے۔

ھندؓ بن ابی ہالہ کی روایت میں ہے کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَزَجَّ الْحَوَاجِبِ سَوَابِغُ فِیْ غَیْرِ قَرْنٍ بَیْنَھُمَا عِرْقٌ یُدِرُّہُ الْغَضَبُ

اَزَجَّ الْحَوَاجِبِ ۔کہ آپ کے ابرو باریک تھے۔سوابغ گنجان اور بھرے ہوئے تھے۔ فِیْ غَیْرِ قَرْنٍ ۔ وہ دونوں ابرو ایک دوسرے سے ملے ہوئے نہ تھے بلکہ جدا جدا تھے۔ بَیْنَھُمَا عِرْقٌ یُدِرُّہُ الْغَضَبُ ۔ان دونوں ابرو کے درمیان ایک رگ تھی جوغصہ کے وقت ابھر جاتی تھی۔

حضور ﷺ کی ناک مبارک کیسے تھی؟

ھندبن ابی ہالہؓ کی روایت میں ہے۔

اَقْنَی الْعِرْنَیْنِ لَہٗ نُوْرٌ یَعْلُوْہُ یَحْسِبُہٗ مَنْ لَمْ یَتَاَمَّلْہُ اَشَمَّ۔اَقْنَی الْعِرْنَیْنِ۔آپ کی ناک مبارک بلندی کی طرف مائل تھی۔ لَہٗ نُوْرٌ یَعْلُوْہُ۔اس پر ایک چمکدار نور نظر آتا۔صحابہ فرماتے ہیں جب ہم دور سے آتے ہوئے پیغمبر کی ناک مبارک پر نگاہ ڈالتے تو ہمیں نور کی کرنیں نظر آتی تھیں۔یَحْسِبُہٗ مَنْ لَّمْ یَتَاَمَّلْہُ اَشَمَّ ۔یعنی جو آپ کو ابتداءً بغیر غور کے دیکھتا تو آپ کو بڑی ناک والا سمجھتا۔حالانکہ آپ کی ناک فی نفسہٖ زیادہ بلند نہ تھی بلکہ حسن وچمک کی وجہ سے بلند نظر آتی تھی۔

حضور ﷺ کا منہ مبارک کیسا تھا؟

ھندبن ابی ہالہؓ کہتے ہیں۔کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ضَلِیْعَ الْفَمِ ۔کہ حضور ﷺ کا منہ مبارک فراخ اور بڑا تھا۔مگر اعتدال کے ساتھ فراخ بے اعتدالی کے ساتھ بڑا نہ تھا۔کیونکہ اس میں حسن نہیں ہوتا۔اور اللہ نے آپ کو حسین بنایا ہے۔حسن اعتدال میں ہے آپ کا منہ مبارک تنگ نہیں تھا کیونکہ تنگ منہ میں بھی حسن نہیں ہوتا۔

حضورا کے دانت مبارک کیسے تھے؟

فرمایا مُفَلَّجَ الْاَسْنَانِ ۔ آپ کے دندان مبارک باریک آبدار تھے اور ان میں سامنے کے دانتوں میں ذرا فصل بھی تھا۔یہ بھی دانتوں میں حسن کی صورت ہوتی ہے۔جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں ہے۔کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَفْلَجَ الثَّنِیَّتَیْنِ ۔کہ آپ کے اگلے دانت مبارک کچھ کشادہ تھے،گنجان نہ تھے اور آپ کے دندان مبارک میں بھی نور تھا۔حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔

اِذَا تَکَلَّمَ رُأیَ کَا لنُّوْرِ یَخْرُجُ مِنْ بَیْنِ ثَنَایَاہُ

کہ جب حضور ﷺ بات کرتے تو آپ کے دندان مبارک سے ایک نور سا ظاہر ہوتا تھا۔بعض علماء نے کہا کہ اس حدیث میں حضور ﷺ کے دانتوں کے درمیان سے نکلنے والی کلام کو نور سے تشبیہ دی گئی ہے مگر اس تشبیہ کی کیا ضرورت ہے۔میرے نزدیک یہ حضور ﷺ کا معجزہ تھا کہ کلام کے وقت آپ کے دندان مبارک سے خود حسی نور نکلتا تھا۔روشنی نمودار ہوتی تھی۔

حضور ﷺ کی لعاب مبارک کیسی تھی؟

صحابہؓ فرماتے ہیں کہ برف کے اولہ میں اتنی ٹھنڈک نہ تھی جو حضور ﷺ کی لعاب میں تھی۔ یہ لعاب بھی شان والی۔ حضرت ابوبکرؓ کی ایڑی پر لگی تو سانپ کا زہر ختم حضرت علیؓ کی آنکھوں پر لگی تو درد ختم۔ ٹوٹے بازو پر لگی تو درست ہوگیا۔ کنویں میں پڑی تو پانی کناروں تک پہنچ گیا۔ کڑوے پانی میں ڈالی گئی تو وہ میٹھا ہوگیا۔ حضرت جابرؓ کے کھانے میں گئی تو برکت ہوگئی۔

حضور ﷺ کی گردن مبارک کیسی تھی؟

حضرت ہندؓ بن ابی ہالہ کی روایت میں ہے۔ كَاَنَّ عُنُقَهٗ جِیْدُ دُمْیَةٍ فِیْ صَفَاءِ الْفِضَّةِ.

آپ کی گردن مبارک ایسی خوبصورت اور باریک تھی جیسا مورتی کی گردن صاف تراشی ہوئی ہوتی ہے۔ اور رنگ میں چاندی جیسی صاف اور خوبصورت تھی۔

حضور ﷺ کے رخسار مبارک کیسے تھے؟

ھندؓ بن ابی ھالہ فرماتے ہیں۔ سَهْلُ الْخَدَّیْنِ ۔ کہ آپ کے رخسار مبارک ہموار اور ہلکے تھے۔ نرم تھے یعنی گوشت لٹکے ہوئے تھے۔

حضور ﷺ کا چہرہ مبارک کیسا تھا؟

حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ وَلَا بِالْمُكَلْثَمِ وَكَانَ فِیْ وَجْهِهٖ تَدْوِیْرٌ کہ آپ بالکل گول چہرہ والے نہ تھے۔ بلکہ آپ کے چہرہ مبارک میں تھوڑی سی گولائی تھی۔ اور بعض روایات میں مُدَوَّرُ الْوَجْهِ کا ذکر ہے تو اس سے مراد بھی یہی ہے کہ

آپ کے چہرہ مبارک میں ہلکی سی گولائی تھی۔ چہرہ بالکل لمبا ہو یا بالکل گول ہو اس میں حسن نہیں ہوتا۔ اللہ نے آپ کے چہرہ مبارک میں ہلکی سی گولائی رکھی تا کہ چہرہ میں حسن نکھر کر نظر آئے۔

حضور ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ کیسا تھا؟

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ مَارَاَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ كَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْهِهٖ.

کہ میں نے حضور ﷺ سے حسین کسی کو نہیں دیکھا۔ یوں معلوم ہوتا کہ سورج آپ کے چہرہ میں گردش کر رہا ہے اور چل رہا ہے۔ ربیع بنت معوذ کہتی ہیں کہ لَوْ رَاَیْتَهٗ رَئَیْتَ الشَّمْسَ طَالِعَةً ۔ کہ اگر تو حضورؐ کے چہرہ کو دیکھتا تو کہتا کہ سورج طلوع ہو رہا ہے۔

حضرت ہندؓ بن ابی ہالہ فرماتے ہیں کہ یَتَلَالَاءُ وَجْهُهٗ تَلَالَاءُ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ کہ حضور ﷺ کا چہرہ مبارک اس طرح چمکتا تھا جس طرح چودھویں کی رات کا چاند چمکتا ہے۔

اس لئے حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ چاندنی رات میں ایک نظر حضور ﷺ کے چہرہ پر ڈالتا ہوں اور ایک نظر چاند پر ڈالتا ہوں هُوَ عِنْدِیْ اَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ یعنی حضور ﷺ کا چہرہ چاند سے بھی مجھے زیادہ حسین نظر آتا تھا۔

بخاری شریف میں ہے حضرت کعب بن مالکؓ کہتے ہیں۔ اِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهٗ حَتّٰی كَاَنَّهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ.

جب حضور ﷺ خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ چاند کی طرح روشن اور چمکتا ہوا

نظر آتا۔

شمائل ترمذی میں ہے حضرت براءؓ بن عازب سے پوچھا گیا۔

اَكَانَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللهِ مِثْلَ السَّيْفِ قَالَ لَا بَلْ مِثْلَ الْقَمَرِ.

کہ کیا آپ کا چہرہ تلوار کی طرح شفاف تھا فرمایا نہیں بلکہ چاند کی طرح کیونکہ تلوار کی چمک میں سفیدی غالب ہوتی ہے نورانیت نہیں ہوتی اور چاند کی سفیدی میں نورانیت بھی ہوتی ہے اور حضور ﷺ کا چہرہ بھی شان والا تھا۔ اس لئے اس کے برکات بھی نرالے تھے۔

حضور ﷺ کے چہرہ مبارک کی برکات

ابوطالب کہتے ہیں۔

وَاَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ

ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ

کہ میرا بھتیجا سفید چہرے والا ہے۔ اس کے چہرے کے ساتھ بارش طلب کی جاتی ہے۔ یتیموں کو کھانا کھلانے والا ہے اور بیواؤں کو پناہ دینے والا ہے ابوطالب کہتا ہے کہ میرا بھتیجا اتنا خوبصورت ہے کہ جب مکہ میں قحط سالی ہوتی، کھجوریں خشک ہونے لگتیں، گرمی ہوتی بادل نہ ہوتے اور بارش نہ ہوتی تو میں صفا، یا جبل ثور، یا کسی پہاڑ پر ان کو لے جاتا اور اس کے چہرے کو آسمان کی طرف کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اے محمد کا خدا تو نے یہ کتنا حسین چہرہ بنایا ہے۔ ان کے طفیل بارش برسا تو بارش شروع ہو جاتی ہے۔ اور میرا یہ بھتیجا یتیموں کی خدمت کرتا ہے۔ ان کے ہاتھ دھلاتا ہے۔ ان کو دودھ پلاتا ہے اور کھانا کھلاتا ہے اور بیواؤں کی خدمت کرتا ہے کبھی ان کے گھر کا جھاڑو دیتا

ہے کبھی ان کی گٹھڑی اٹھاتا ہے کبھی ان کی لاٹھی پکڑ کر ان کو راستہ دکھاتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت ابوبکرؓ مسجد نبوی کے دروازہ کے سامنے آئے اور پیغمبر کا چہرہ دیکھا اور چلے گئے دوبارہ آئے تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ ابوبکرؓ یہ کیا بات ہے کہ پیغمبر کا چہرہ دیکھ کر چلے گئے ہو تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ آج ہمارے گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا اور مجھے بھوک لگ رہی تھی اور جب مجھے بھوک ستاتی ہے تو میں مسجد نبوی میں آکر پیغمبر کا چہرہ دیکھتا ہوں اور اللہ کی قسم میری بھوک ختم ہو جاتی ہے۔

صحابہؓ فرماتے ہیں کہ اگر ہم تھکے ہوئے آتے تو پیغمبر کا چہرہ دیکھتے۔ ہماری تھکان دور ہو جاتی۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں۔

لَنَا شَمْسٌ وَلِلْاٰفَاقِ شَمْسٌ

فَشَمْسِيْ خَيْرٌ مِّنْ شَمْسِ السَّمَآءِ

فَشَمْسُ النَّاسِ تَطْلَعُ بَعْدَ فَجْرٍ

وَشَمْسِيْ تَطْلَعُ بَعْدَ الْعِشَاءِ

کہ ایک ہمارا سورج ہے اور ایک آسمان کا سورج ہے مگر میرا سورج آسمان والے سورج سے بہتر ہے۔ لوگوں کا سورج فجر کے بعد طلوع ہوتا ہے اور میرا سورج محمد ﷺ عشاء کے بعد طلوع ہوتا ہے۔ آسمان کا سورج تو رات کو غروب ہو جاتا ہے مگر میرا سورج رات کو چمکتا ہے۔ آسمان والے سورج کو گرہن ہو جاتا ہے مگر یہ سورج تو اس سے پاک ہے۔ آسمان والے سورج سے زمین روشن ہے اور اس سے دین روشن ہے۔ آسمان کا سورج قیامت کے دن بے نور ہو گا مگر ختم نبوت والا سورج قیامت کے دن بھی روشن ہو گا۔

الله نے قرآن میں سورج کو سراج کہا ہے اور چاند کو منیر کہا ہے اور حضور کو سراجاً منیرًا کہا ہے۔اس سے اشارہ کیا کہ سورج کی روشنی دن کو ہے رات کو نہیں۔چاند کی روشنی رات کو ہے دن کو نہیں۔مگر حضور ﷺ کے نور نبوت کی روشنی دن کو بھی ہوتی ہے اور رات کو بھی۔یہ روشنی نہ رات کو ختم ہوتی ہے اور نہ دن کو ختم ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے **والضُّحیٰ** کہہ کر حضور ﷺ کے چہرہ کی قسم اٹھائی ہے۔

اور جب حضورؐ تحویل قبلہ کی خواہش رکھتے تھے کہ بیت المقدس کی بجائے میرا قبلہ کعبہ کر دیا جائے کیونکہ آپ ملت ابراہیمی پر ہونے کا دعویٰ کرتے تھے اور حضرت ابراہیمؑ کا قبلہ کعبہ تھا۔اور اس کے لئے آپ آسمان کی طرف نگاہ اٹھاتے تھے۔کہ اللہ کا حکم آئے اس حکم کی انتظار میں تھے تو اللہ نے کہا۔

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِکَ فِی السَّمَآءِ

اے پیغمبر جب تو آسمان کی طرف چہرہ کرتا ہے تو میں خود خدا تیرے چہرے کو دیکھتا ہوں۔اس سے بڑھ کر کیا کمال ہے کہ رسول اللہ کے چہرے کو خود خدا دیکھے مگر اس جگہ ایک بات سمجھ لو۔اللہ نے کہا محبوب اگر تیری رضا اور خوشی کعبہ کی طرف رخ کرنے میں ہے تو فَلَنُوَلِّيَنَّکَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا تو ہم تیرا قبلہ کعبہ کرتے ہیں۔اب تو کعبہ کی طرف رخ کر کے عبادت کر اور مجھے سجدہ کر کیونکہ میری رضا اور خوشی اس میں ہے۔

اللہ نے کہا اے میرے محبوب!

حضرت آدمؑ کی انابت تیرے اندر
حضرت نوحؑ کی تبلیغ کے جذبات تیرے اندر
حضرت سلیمانؑ کی بادشاہی و دبدبہ اور شوکت تیرے اندر

حضرت ابراہیمؑ کی خلت کا کمال تیرے اندر
حضرت موسیٰؑ کی کلیمی کا انداز تیرے اندر
حضرت عیسیٰؑ کی ملاحت تیرے اندر
حضرت یونسؑ کی عاجزی تیرے اندر
حضرت یعقوبؑ وحضرت ایوبؑ وحضرت زکریاؑ کا صبر تیرے اندر
حضرت یوسفؑ کے حسن کے خزانے تیرے اندر

محبوب تجھے بڑا حسین بنایا۔حسن کے خزانے تیرے اندر رکھ دیئے۔مگر خالقیت و ربوبیت کے خزانے میرے پاس ہیں۔تیرا خالق و رب میں ہی ہوں۔اس لئے تو بھی سجدہ مجھے کرتا کہ دنیا کو پتا چل جائے کہ مسجود ایک اللہ ہے۔اور محمد ﷺ کی حسن والی جبیں کہ جس کو رب دیکھتا ہے وہ اس ایک اللہ کے آگے جھکتی ہے۔

جب پیغمبر شان والا اپنی شان والی جبین اللہ کے آگے جھکاتا ہے تو تم کو بھی چاہئے کہ ایک اللہ کے آگے سر جھکاؤ۔اسی کا سجدہ کرو۔اسی کی عبادت کرو۔کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

سر جس پہ نہ جھک جائے اسے در نہیں کہتے
ہر در پہ جو جھک جائے اسے سر نہیں کہتے

حضور ﷺ کے ہاتھ مبارک کے برکات

جمعہ کے دن مسجد نبوی میں دعاء کے لئے ہاتھ اٹھے تو بارش شروع ہوگئی۔

بخاری اور مسلم میں ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ کے زمانہ میں مدینہ میں قحط پڑ گیا۔حضور ﷺ جمعہ کے دن منبر پر تشریف لائے تو ایک

اعرابی کھڑا ہوگیا کہنے لگا۔

هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللهَ لَنَا اَنْ يَّسْقِيَنَا

مال تباہ ہوگیا، بچے بھوک سے مر رہے ہیں، اللہ سے دعا کریں کہ اللہ بارش عطا کرے تو حدیث میں ہے۔ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللهِ يَدَيْهِ. حضور ﷺ نے اپنے رحمت والے ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ اَسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا مُرِيْئًا مُرِيْعًا عَاجِلاً غَيْرَ آجِلٍ نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ. اے اللہ نفع دینے والی بارش جلدی عطا فرما۔ تو صحابہ فرماتے ہیں۔

وَمَانَرٰى فِي السَّمَآءِ قَزْعَةً کہ ہمیں آسمان میں بادل کا کوئی ٹکڑا نظر نہ آیا۔ بس حضور ﷺ کے ہاتھوں کا اٹھنا تھا کہ ثَارَ السَّحَابُ اَمْثَالَ الْجِبَالِ۔ پہاڑوں کی طرح بادل سایہ کر کے آگئے اور چھا گئے اور بارش شروع ہوگئی۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔

رَاَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ میں نے دیکھا کہ بارش کے قطرے آپ کی داڑھی مبارک سے موتیوں کی طرح ٹپک رہے ہیں۔ پورا ہفتہ بارش رہی۔

پھر دوسرے جمعہ حضور ﷺ ممبر پر تشریف لائے تو وہی یا کوئی دوسرا اعرابی کھڑا ہوگیا کہنے لگا تَهَدَّمَ الْبِنَآءُ وَغَرِقَ الْمَالُ ۔ مکانات گر رہے ہیں اور مال ڈوب گیا ہے اب تو اللہ سے دعا کریں کہ بارش رک جائے۔ حدیث میں ہے پھر حضور ﷺ نے رحمت والے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی۔ اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اَللّٰهُمَّ عَلَى الْاٰكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ.

یا اللہ بارش کو مدینہ کے اردگرد بھیج دے۔ ٹیلوں پر، پہاڑوں پر، وادیوں میں، درختوں کے اگنے

کی جگہوں پر، تو صحابہؓ فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ جس طرف اشارہ کرتے وہاں سے بادل پھٹ جاتا تھا۔ یہاں تک کہ آسمان صاف ہوگیا اور یہ شاہی تاج کی طرح ہوگیا جیسے وہ درمیان میں خالی ہوتا ہے۔ اسی طرح مدینہ بھی بارش سے خالی ہوگیا اور مدینہ کے اردگرد بارش چلی گئی۔

آپ کے ہاتھ مبارک ام سعد کی بکری کو لگے تو تھن دودھ سے لبریز ہوگئے۔

حضرت جلیبیبؓ کے چہرہ پر لگے تو سیاہی سفیدی سے بدل گئی۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا۔

آج تک میں اس کی خوشبو اپنے سر میں محسوس کرتا ہوں۔

حضرت ابومحذورہؓ کے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا کی تو ان کے بدن کی رگ رگ میں اسلام کی محبت سرایت کرگئی۔

حضور ﷺ کی زلف مبارک کیسی تھی؟

حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔

لَمْ يَكُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ وَكَانَ جَعْدًا رَجِلًا.

آپ کے بال مبارک بالکل پیچ دار نہ تھے۔ یعنی سخت گھنگریالے نہ تھے اور نہ بالکل سیدھے تھے بلکہ ہلکے گھنگرالے تھے۔ یعنی تھوڑی پیچیدگی لئے ہوئے تھے۔

جو عقیدت کے ساتھ آپ کی زلف پر نگاہ ڈالتا وہ آپ پر فدا ہوجاتا تھا۔

حضور ﷺ بالوں کی مانگ کیسی نکالتے تھے؟

شمائل ترمذی میں حضرت ہندؓ بن ابی ہالہ کی روایت ہے کہ

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجِلَ الشَّعْرِ اِنِ انْفَرَقَتْ عَقِيْقَتُهٗ

فَرَقَهَا وَاِلَّا فَلا

آپ کے بال ہلکے پیچدار تھے۔ اگر اتفاقاً مانگ نکل آتی تو رہنے دیتے ورنہ خود آپ مانگ نکالنے کا اہتمام نہ کرتے۔ کیونکہ ابتداء میں جس چیز میں حکم نازل نہ ہوا تھا تو حضور ﷺ اس میں مشرکین کی مخالفت کرتے تھے اور اہل کتاب کی موافقت کرتے تھے اور اہل کتاب مانگ نہ نکالتے تھے اس لئے حضور ﷺ بھی اہتمام نہ کرتے تھے۔ بعد میں حضور نے قصداً مانگ نکالنے کا اہتمام کیا تھا۔ بعض نے دوسرا مطلب لیا ہے کہ اگر بسہولت مانگ نکل آتی تو آپ مانگ نکال لیتے تھے اور اگر مانگ بسہولت نہ نکلتی کیونکہ مانگ کے لئے کنگھی کی ضرورت ہوتی ہے اور کنگھی موجود نہ ہوتی تو اس وقت آپ مانگ نہ نکالتے پھر جس وقت کنگھی مل جاتی تو مانگ نکال لیتے۔

حضور ﷺ کے سر کے بال مبارک کتنے بڑے ہوتے تھے؟

حضور ﷺ سے بالوں کا کٹوانا بھی ثابت ہے اور بالوں کا رکھنا بھی ثابت ہے۔ اور بالوں کے بارے میں تین روایات ہیں۔

بخاری شریف میں حضرت انسؓ کی روایت ہے۔ كَانَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى نِصْفِ اُذُنَيْهِ.

کہ حضور ﷺ کے بال مبارک نصف کانوں تک ہوتے تھے۔

حضرت براءؓ بن عازب کی ایک روایت میں ہے۔ عَظِيْمُ الْجُمَّةِ اِلٰى شَحْمَةِ اُذُنَيْهِ کہ آپ کے بال آپ کے کانوں کی لو تک پہنچتے تھے۔

حضرت براءؓ بن عازب کی دوسری روایت میں ہے۔ لَهٗ شَعْرٌ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ کہ حضور ﷺ کے بال آپ کے کندھوں تک پہنچتے تھے۔

حضور ﷺ کے بال ایک کیفیت پر نہ رہتے تھے۔ کبھی کم ہوتے کبھی بڑھ جاتے۔ جنہوں نے سر منڈانے کے بعد قریب زمانہ کا ذکر کیا ہے انہوں نے چھوٹے بال نقل کئے اور جنہوں نے سر منڈانے کے بہت عرصہ بعد کا ذکر کیا ہے تو انہوں نے بڑے بال نقل کئے ہیں۔ بہر حال حضور ﷺ سے تینوں طریق ثابت ہیں۔ حدیث میں ان کے نام جمہ، لمہ، وفرہ ذکر کئے گئے ہیں۔ لیکن اصل بال کانوں تک تھے۔ البتہ سفر کی وجہ سے کبھی حضور ﷺ بال نہ لے سکتے تھے تو اس لئے بڑھ جاتے تھے۔

آپ کے بال مبارک بھی شان والے تھے۔ حضرت خالدؓ کہتے ہیں میرے سر پر ٹوپی تھی۔ جس میں آپ کا بال مبارک تھا۔ اس کی برکت کی وجہ سے مجھے ساٹھ ہزار آدمی ساٹھ اور دس ہزار آدمی دس نظر آتے تھے۔ دس دس تلواریں ٹوٹ جاتی تھیں مگر میرے بازو میں قوت اسی طرح ہوتی۔ یہ حضور ﷺ کے بال کی برکت تھی۔ صحابہؓ آپ کے بال مبارک بطور برکت کے رکھ لیتے تھے۔

حضور ﷺ کی داڑھی مبارک کیسی تھی؟

حضرت ھندؓ نے کہا۔ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثَّ اللِّحْيَةِ. کہ آپ کی داڑھی مبارک کے بال گنجان تھے۔

دوسری روایت میں ہے كَانَ لِحْيَةُ رَسُوْلِ اللهِ يَمْلَاءُ صَدْرَهٗ۔ کہ آپ کی داڑھی مبارک حضور ﷺ کے سینہ کو بھر دیتی تھی۔ صحابہؓ سے پوچھا گیا کہ ظہر وعصر میں تمہیں کیسے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ قرأت کررہے ہیں تو فرمایا کہ آپ جب قرآن پڑھتے ہیں تو آپ کی داڑھی مبارک کے بال حرکت کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا پیغمبر قرآن پڑھ رہا ہے۔

نبی کی اس سنت کو اپناؤ اپنا چہرہ ٹھیک بناؤ، انگریزوں کے شعار کو چھوڑو۔ مصطفی ﷺ سے تعلق کو جوڑو۔ داڑھی رکھنا نبی کی سنت ہے۔ جس پر اللہ کی رحمت ہی رحمت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا مونچھیں کٹاؤ اور داڑھی بڑھاؤ ہمارے حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں میری ایک مصری عالم سے ملاقات ہوئی تو میں نے اس کو کہا کہ تم داڑھی کیوں نہیں رکھتے۔ یہ رسول کی سنت ہے تو کہنے لگا یا شَیۡخُ اَلۡاِیۡمَانُ فِیۡ الۡقَلۡبِ لَا فِیۡ اللِّحۡیَةِ۔ ایمان دل میں ہے داڑھی میں نہیں تو میں نے کہا اَلۡحَیَآءُ فِی الۡقَلۡبِ لَا فِی اللِّبَاسِ فَانۡزِعِ اللِّبَاسَ. حیاء دل میں ہے لباس میں نہیں ہے۔ لہٰذا لباس اتار دو تو حضرت فرماتے وہ منیب تھا کہنے لگا یَا شَیۡخُ اِنِّیۡ اَتُوۡبُ اِلَی اللّٰہِ میں توبہ کرتا ہوں کہ میں داڑھی نہیں منڈواؤں گا۔

حضرت شاہ اسماعیلؒ کے پاس کوئی شخص آیا سلام کیا وہ داڑھی منڈاتا تھا۔ حضرت نے کہا کہ داڑھی رکھو کہنے لگا کہ یہ فطرت کے خلاف ہے۔ کیونکہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو داڑھی نہیں ہوتی۔ حضرت نے کہا کہ پھر دانت بھی نکلوا دو یہ بھی فطرت کے خلاف ہیں کیونکہ پیدائش کے وقت تو یہ بھی نہیں ہوتے۔ مشہور ہے کہ صوفی بیدل بہت بڑا شاعر تھا اس نے حضور ﷺ کی تعریف میں اشعار کہے تو ایک شخص ان کو سن کر رسول اللہ کا عاشق ہوگیا۔ اب اس نے ارادہ کیا کہ جس نے یہ شعر کہے ہیں اس کی زیارت کروں تو وہ اتوار کے دن صوفی بیدل کو ملنے آیا آ کر پوچھا کہ صوفی بیدل کہاں ہے وہ داڑھی صاف کرا رہا تھا کہنے لگا میں ہوں تو اس نے کہا افسوس میں نے تیرے اشعار سن کر حضور ﷺ کو محبوب بنالیا اور تیرا یہ حال ہے کہ حضور ﷺ کی سنت کو صاف کرا رہا ہے تو صوفی بیدل نے کہا۔

آغا ریش می تراشم
دل کسی را می خراشم

میں نے بال منڈوائے ہیں کسی کا دل تو نہیں دکھایا۔ تو وہ شخص بھی صاحب دل تھا کہنے لگا

ولیکن دلِ رسول اللہ می خراشی

کہ تو نے رسول اللہ ﷺ کا دل دکھایا ہے۔ حضورؐ کو روضہ میں تڑپایا بس یہ بات اس کے دل پر اثر کرگئی کہنے لگا۔

جزاک اللہ چشمم باز کردی
مرا بجان جانان ہمراز کردی

کہ اللہ تیرا بھلا کرے تو نے میری آنکھ کھول دی اور مجھے اپنے محبوب رسول اللہ ﷺ تک پہنچا دیا توبہ کرکے داڑھی رکھوالی۔ سمجھدار اس طرح کرتے ہیں اللہ ہر مسلمان کو سمجھ دے۔ افسوس جس چیز کو اپنانا تھا اس کو چھوڑ دیا اور جس کو چھوڑنا تھا اس کو اپنالیا۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرامؑ کی داڑھی تھی اور حضور ﷺ کے فیض یافتہ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہؓ کی بھی داڑھی تھی تم خود اس سنت کی اہمیت معلوم کرو۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینہ کے داغ سے
گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے
وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

حضور ﷺ کے ہاتھ مبارک کیسے تھے؟

حضرت علیؓ نے کہا شَثْنُ الْکَفَّیْنِ. کہ آپ کی دونوں ہتھیلیاں پُر گوشت تھیں۔ مردوں میں یہ صفت محمود ہے کیونکہ یہ شجاعت اور قوت کی علامت ہے۔

دوسری روایت ہندؓ بن ابی ہالہ کی ہے کَانَ رَسُوْلُ اللہِ رَحْبَ الرَّاحَۃِ کہ آپ کی ہتھیلیاں فراخ تھیں۔

حضور ﷺ کی کلائی مبارک کیسی تھی؟

حضرت ہندؓ بن ابی ہالہ نے کہا کَانَ رَسُوْلُ اللہِ طَوِیْلُ الزَّنْدَیْنِ. آپ کی کلائیاں دراز تھیں تو آپ کے ہاتھ مبارک بھی شان والے تھے۔ اس لئے حضرت انسؓ فرماتے ہیں مَامَسَسْتُ دِیْبَاجًا وَّلَاحَرِیْرًا اَلْیَنَ مِنْ کَفِّ رَسُوْلِ اللہِ ﷺ حضور ﷺ کی ہتھیلی ریشم سے بھی زیادہ نرم تھی۔

حضرت ابوجحیفہؓ فرماتے ہیں اَخَذْتُ بِیَدِرَسُوْلِ اللہِ فَوَضَعْتُھَا عَلٰی وَجْھِیْ فَاِذَا ھِیَ اَبْرَدُ مِّنَ الثَّلْجِ وَاَطْیَبُ رَائِحَۃً مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ

کہ میں آپ کے ہاتھ مبارک کو اپنے چہرہ پر رکھتا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا ہوتا اور مشک سے زیادہ خوشبو والا ہوتا۔

حضور ﷺ کی انگلیاں مُبارک کیسی تھیں؟

ہندؓ بن ابی ھالہ نے کہا سَائِلُ الْاَطْرَافِ ۔ کہ آپ کے ہاتھوں کی انگلیاں مبارک تناسب واعتدال کے ساتھ لمبی تھیں۔ انتہائی لمبی نہیں تھیں بلکہ ان کی لمبائی میں بھی حسن تھا۔ آپ کی انگلیاں مبارک بھی شان والی ہیں۔ بخاری شریف

میں ہے حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔ عَطِشَ النَّاسُ یَوْمَ الْحُدَیْبِیَۃِ۔ کہ حدیبیہ کے دن لوگ پیاسے تھے۔ وَرَسُوْلُ اللہِ بَیْنَ یَدَیْہِ رَکْوَۃٌ فَیَتَوَضَّأُ مِنْھَا.

حضور ﷺ کے سامنے پانی کا ایک برتن تھا جس سے آپ وضو فرما رہے تھے فَاَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَہٗ ۔ تمام لوگ حضور ﷺ کی طرف اس پانی کے لئے دوڑے تو حضور ﷺ نے فرمایا مَالَکُمْ تم کو کیا ہوا ہے کہ سب جمع ہو گئے ہو کہنے لگے۔

لَیْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُبِہٖ وَلَانَشْرَبُ اِلَّا مَافِیْ رَکْوَتِکَ

ہمارے پاس وضو کرنے اور پینے کے لئے پانی نہیں ہے۔ صرف یہی پانی ہے جو آپ کے پاس ہے تو حدیث میں آتا ہے فَوَضَعَ النَّبِیُّ یَدَہٗ فِی الرَّکْوَۃِ ۔ حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اس برتن میں رکھا۔

فَجَعَلَ الْمَآءُ یَفُوْرُ مِنْ بَیْنِ اَصَابِعِہٖ کَاَمْثَالِ الْعُیُوْنِ

آپ کی انگلیوں مبارک سے اس طرح پانی بہنے لگا جس طرح چشموں سے پانی جوش مار کر نکلتا ہے۔

علمائے دیوبندؒ کا عقیدہ ہے کہ جو پانی آپ کی انگلیوں سے نکلا وہ اتنی عظمت والا ہے کہ جنت کا پانی اور زمزم کا پانی بھی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

آپ کی انگلی مبارک کا اشارہ ہو تو چاند دو ٹکڑے ہو جائے۔ مشرکین نے کہا تھا کہ اگر چاند کے دو ٹکڑے کر دیں تو ہم آپ کو رسول مان لیں گے۔ حضور ﷺ نے اللہ سے عرض کیا تو اللہ نے کہا کہ اے پیغمبر ہاتھ سے انگلی کا اشارہ کر چاند کو دو ٹکڑے کر دوں گا۔ سورۃ القمر میں ہے۔ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ

اگر آپ کا اشارہ ہو تو درخت زمین چیر کر جڑوں سمیت پیغمبر کے قدموں میں

پہنچ جائے۔حدیث میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے تبلیغ کی تو کفار نے آپ کے بدن کو زخمی اور لہولہان کر دیا آپ مغموم بیٹھے تھے تو جبرئیل امین آئے اور کہنے لگے۔ آپ پریشان نہ ہوں۔اللہ نے آپ کا شان بڑھایا ہے۔تو اس لیے تکلیفیں بھی آئیں گی میں آپؐ کو آپؐ کا معجزہ دکھلاتا ہوں اُدْعُ تِلْکَ الشَّجَرَۃِ کہ آپ اس درخت کو بلائیں بس حضور کا اشارہ فرمانا تھا کہ فَجَاءَ تْ تَمْشِیْ حَتّٰی قَامَتْ بَیْنَ یَدَیْہِ۔وہ درخت چل کر رسول اللہ کے سامنے آ گیا۔پھر جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اس کو حکم کرو کہ واپس چلا جائے تو آپ نے حکم دیا اور وہ واپس اپنی جگہ پر پہنچ گیا۔

قصیدہ بردہ والا کہتا ہے۔

جَاءَ تْ لِدَعْوَتِهِ الْاَشْجَارُ سَاجِدَةً
تَمْشِیْ اِلَیْهِ عَلٰی سَاقٍ بِلَا قَدَمٖ

حضور ﷺ کے ساتھ تو درختوں کو بھی محبت تھی۔درختوں میں بھی آپ کی اعلیٰ شان تھی۔غزوہ خندق میں انگلیاں پانی کے برتن میں رکھیں تو تین سو مشکیں بھر گئیں۔تین سو اونٹ بھی پانی پی گئے۔اور صحابہؓ نے بھی پانی پیا اور ابھی آپ کی انگلیوں سے پانی جاری تھا۔یہ آپ کی انگلیوں کی برکت ہے۔

حضور ﷺ کے کندھوں کی کیفیت کیسی تھی؟

شمائل ترمذی میں حضرت براء بن عازب کی روایت ہے۔

بُعَیْدُ مَابَیْنَ الْمَنْکِبَیْنِ.

حضور ﷺ کے کندھوں کے درمیان قدرے زیادہ فصل تھا۔

حضور ﷺ کی مُہرِ نبوّت کہاں اور کیسی تھی؟

حضرت علیؓ نے فرمایا بَیْنَ کَتِفَیْہِ خَاتَمُ النُّبُوَّۃِ وَھُوَ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ۔ آپ کے دوشانوں و کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔اور حضور ﷺ تمام انبیاء سے آخر میں آنے والے نبی تھے۔

شمائل ترمذی میں روایت ہے حضرت سائبؓ بن یزید فرماتے ہیں کہ مجھے میری خالہ حضورؐ کی خدمت میں لے گئی اور کہا کہ یہ میرا بھانجا بیمار ہے اس کے لیے دعا کریں تو فَمَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ رَاْسِیْ وَدَعَا لِیْ بِالْبَرْکَۃِ

حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سر پر رکھا اور برکت کی دعا کی۔پھر آپ نے وضو کیا اور میں نے آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی پیا۔پھر میں آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔فَنَظَرْتُ اِلَی الْخَاتَمِ بَیْنَ کَتِفَیْہِ فَاِذَا ھُوَ مِثْلُ زِرِّ الْحَجَلَۃِ

تو میں نے آپ کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت کو دیکھا جو کبوتر کے انڈے کی طرح تھی اور بعض نے زِرُّ الْحَجَلَۃِ کا ترجمہ مسہری کی گھنڈی جیسی تھی کیا ہے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔غُدَّۃٌ حَمْرَآءُ مِثْلُ بَیْضَۃِ الْحَمَامَۃِ سُرخ رسولی جیسی تھی جیسے کبوتر کا انڈا ہوتا ہے۔

حضرت علباء بن احمرؓ کہتے ہیں کہ مجھے عمروؓ بن اخطب انصاری صحابی نے کہا کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے مجھے کہا کہ میری کمر کو مل دو تو میں نے کمر ملنی شروع کی تو اتفاقاً میری انگلی آپ کی مہر نبوت پر جا لگی تو علباء کہتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کی مہر نبوت کیسی تھی تو انہوں نے کہا شَعْرَاتٌ مُجْتَمِعَاتٌ۔چند بالوں کا مجموعہ تھا۔اصل میں حضور ﷺ کی مہر نبوت کبوتر کے انڈے کی طرح ابھری ہوئی تھی اور

اس کے اردگرد بال بھی تھے۔لہذا تمام روایات ٹھیک ہیں۔

حضور ﷺ کا سینہ مبارک کیسا تھا؟

ایک روایت میں ہے کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَسِیْعُ الصَّدْرِ۔آپ کا سینہ مبارک فراخ تھا۔

حضور ﷺ کے قدم مبارک کیسے تھے؟

فرمایاشِثْنُ الْقَدَمَیْنِ۔آپ کے پاؤں مبارک پرگوشت تھے۔

حضور ﷺ کے قدم کی پشت کیسی تھی؟

فرمایا۔مَسِیْحُ الْقَدَمَیْنِ

آپ کے قدم مبارک صاف ستھرے ہموار تھے اوران میں ایسی ملاحت و نرمی تھی کہ پانی ان پرٹھہرتا نہ تھا بلکہ فوراًڈھل جاتا تھا یعنی جیسے تیل لگایا ہوا ہو۔

حضور ﷺ کے پاؤں کے تلوے مُبارک کیسے تھے؟

فرمایاخُمْصَانُ الْاَخْمُصَیْنِ ۔کہ آپ کے تلوے قدرے گہرے تھے۔زمین پر نہ لگتے تھے۔

حضور ﷺ کے پاؤں مُبارک کی انگلیاں کیسی تھیں؟

فرمایاسَائِلُ الْاَطْرَافِ ۔آپ کے پاؤں کی انگلیاں اعتدال کے ساتھ لمبی تھیں۔تو حضور ﷺ کے قدم مبارک بھی شان والے تھے۔بخاری شریف میں ہے کہ حضور ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ ایک مرتبہ احد پہاڑ پر تھے پہاڑ ہلنے لگا،حرکت کرنے لگا تو حضور نے اپنا قدم مبارک پہاڑ پر مارا اور فرمایا اُثْبُتْ اُحُدَ فَاِنَّمَا عَلَیْکَ نَبِیٌّ وَصِدِّیْقٌ وَشَھِیْدَانِ اے پہاڑ رک جا تیرے

اوپر نبی،صدیق،اور دوشہید ہیں تو پہاڑ حرکت کرنے سے رک گیا مگر حقیقت میں پہاڑ بھی حضور اور خلفاء کے قدموں کے آنے کی وجہ سے خوشی سے جھوم رہا تھا۔کہ آج مجھ پرشان والا پیغمبر اوراس کے یاروں وفاداروں کے قدم آئے ہیں۔

حضور ﷺ کی ایڑی مبارک کیسی تھی؟

تو فرمایامَنْھُوْسُ الْعَقِبِ۔آپ کی ایڑی مبارک پرگوشت بہت کم تھا۔

حضور ﷺ کی پنڈلی مبارک کیسی تھی؟

فرمایاخَمُوْشُ السَّاقَیْنِ ۔آپ کی پنڈلی مبارک میں باریکی تھی۔بالکل موٹی نہ تھی۔

حضور ﷺ کے بدن مبارک کے جوڑ کیسے تھے؟

حضرت علیؓ فرماتے ہیں جَلِیْلُ الْمُشَاشِ وَالْکَتَدِ ۔آپ کے بدن کے جوڑوں کے ملنے کی ہڈیاں موٹی تھیں۔جیسے کہنیاں اور گھٹنے اوراسی طرح دونوں کندھوں کے درمیان کی جگہ بھی موٹی تھی۔حضرت ھندؓ کی روایت میں ہے۔ضَخْمُ الْکَرَادِیْسِ۔کہ جوڑوں کی ہڈیاں قوی اور بڑی تھیں تو آپ کے جوڑ مبارک مضبوط تھے۔

حضور ﷺ کے بدن مُبارک پر بالوں کی کیفیت کیا تھی؟

حضرت علیؓ فرماتے ہیں اَجْرَدَ ذُوْمَسْرُبَۃٍ ۔حضور کے بدن مبارک پر زیادہ بال نہ تھے۔البتہ سینہ سے ناف تک بالوں کی لکیر اور دھار چلتی تھی۔

حضرت ھندؓ کی روایت ہے اَنْوَرُ الْمُتَجَرَّدِ مَوْصُوْلُ مَابَیْنَ اللَّبَّۃِ وَالسُّرَّۃِ بِشَعْرٍ یَجْرِیْ کَالْخَطِّ یعنی بدن کا اکثر حصہ بالوں سے خالی تھا۔البتہ سینہ اور ناف کے درمیان بالوں کی خط کی طرح ایک باریک دھاری تھی۔عَارِیَ

التَّدَيَيۡنِ وَالۡبَطۡنِ مِمَّا سِوٰى ذٰلِكَ ۔اس دھاری کے علاوہ آپ کی دونوں چھاتیاں اور پیٹ بالوں سے خالی تھا۔

اَشۡعَرُ الذِّرَاعَيۡنِ وَالۡمَنۡكِبَيۡنِ وَاَعَالِى الصَّدۡرِ ۔

آپ کے دونوں بازو، کندھے اور سینہ کے بالائی حصہ پر بال تھے۔

حضور ﷺ کے بال مبارک سفید بھی تھے یا نہیں؟

حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔مَا عَدَدۡتُ فِىۡ رَاۡسِ رَسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ وَلِحۡيَتِهٖ اِلَّا اَرۡبَعَ عَشۡرَةَ شَعۡرَةً بَيۡضَآءَ کہ میں نے حضور ﷺ کے سر مبارک اور داڑھی مبارک میں چودہ سے زائد سفید بال شمار نہیں کئے۔

دوسری روایت میں سترہ سفید بالوں کا ذکر ہے۔

تیسری روایت میں اٹھارہ سفید بالوں کا ذکر ہے۔

مگر حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔اِنَّمَا كَانَ شَيۡبُ رَسُوۡلِ اللّٰهِ نَحۡوًا مِنۡ عِشۡرِيۡنَ شَعۡرَةً بَيۡضَآءَ کہ حضور ﷺ کے سفید بال تقریباً بیس تھے۔ہر صحابی نے مختلف اوقات میں مختلف تعداد ذکر کی ہے۔بہر حال حضور ﷺ کے سفید بال بہت کم تھے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں جب حضور ﷺ تیل استعمال کرتے تو بالوں کی سفیدی تیل کی چمک میں مل جاتی۔اس لئے سفید بال محسوس نہ ہوتے تھے اور جب تیل لگا ہوا نہیں ہوتا تھا تو اس وقت سفید بال محسوس ہوتے تھے تو سفید بالوں کی قلت تھی۔

حضور ﷺ کا پسینہ مبارک کیسا تھا؟

بخاری شریف میں ہے حضرت انسؓ کہتے ہیں۔ وَلَا شَمَمۡتُ مِسۡكًا وَلَا عَنۡبَرَةً اَطۡيَبُ مِنۡ رَائِحَةِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ

کہ میں نے کسی کستوری اور عنبر کی خوشبو نہیں سونگھی۔مگر حضور ﷺ کے بدن مبارک اور پسینہ مبارک کی خوشبو اس سے زیادہ ہوتی تھی۔مسلم شریف میں ہے حضور ﷺ نیند فرما رہے تھے اور آپ کا پسینہ گر رہا تھا اور حضرت ام سلیمؓ اس کو شیشی میں جمع کر رہی تھی۔حضور بیدار ہوئے تو فرمایا ام سلیم یہ کیا کر رہی ہو۔کہنے لگی ہم غریب ہیں ہمارے پاس زیادہ عطر نہیں۔آپ کا پسینہ مبارک جمع کر رہی ہوں جب جمعہ و عیدین اور خوشی کا دن ہوتا ہے تو یہی اپنی اولاد میں تقسیم کرتی ہوں ان کو لگاتی ہوں جس محلے سے گذر ہو خوشبو کی مہک ہوتی ہے۔کیونکہ اس عطر میں آپ کے پسینہ کے مل جانے سے عطر میں خوشبو بڑھ جاتی ہے۔

حضور ﷺ کی نیند کیسی تھی؟

شمائل ترمذی میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اِنَّ عَيۡنَىَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلۡبِىۡ. کہ میری آنکھیں سوتی ہیں مگر دل جاگتا رہتا ہے کہ کب وحی آجائے۔

حضور ﷺ کی تخلیق جنت کی مٹی سے ہوئی

حدیث میں آتا ہے کہ آپ کو جنت کی مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔میرا نبی انسانوں میں سے تو ہے مگر عام انسان نہیں بلکہ آپ کی پیدائش جنت کی مٹی سے ہوئی ہے۔اس لئے آپ کے بدن مبارک میں جنت والی دس خصوصیات ہیں۔

(۱) شمائل ترمذی میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ تُرۡبَتُهَا الزعفران کہ جنت کی مٹی زعفران کی ہے۔تو حضور ﷺ کے پسینے مبارک سے خوشبو آتی تھی۔

(۲) مسند احمد میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے۔ مِلَا طُهَا الْمِسْکُ الْاَذْفَرُ کہ جنت کا گارا مشک کا ہوگا۔ اس میں خوشبو ہے۔ تو حضور ﷺ کے بدن مبارک کا پسینہ بھی مشک جیسا ہے اس میں بھی خوشبو تھی۔

(۳) جنت میں غلاظت وگندگی نہ ہوگی۔ مسلم شریف میں حضرت جابرؓ کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا لَا یَبُوْلُوْنَ وَلَا یَتَغَوَّطُوْنَ. کہ جنتی پیشاب و پاخانہ سے پاک ہونگے تو حضور ﷺ کے بول وبراز کی غلاظت نہ ہوتی تھی۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے کہا کہ آپ نے جہاں قضائے حاجت کی میں نے وہاں جا کر دیکھا تو پیشاب پاخانہ نہیں تھا۔ زمین نے اس کو نگل لیا اور وہاں گندگی وبو نہ تھی بلکہ خوشبو تھی۔ اس کی کیا وجہ ہے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا عائشہؓ اللہ تعالیٰ نے مجھے جنت کی مٹی سے پیدا کیا ہے۔

(۴) جنت میں نیند نہ ہوگی۔ کیونکہ یہ کمزوری لاحق ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے اور جنت میں یہ کمزوریاں نہ ہونگی۔ تو حضور ﷺ کے بارے میں بھی ہے کہ آپ کی نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا کیونکہ صرف آنکھ بند ہوتی۔ دل بیدار ہوتا تو آپ کو وہ نیند نہیں جو ناقض وضو ہو۔

(۵) آپ کا جسم جنت کی مٹی سے ہے۔ اس لئے آپ کا روضہ اقدس بھی جنت کا ٹکڑا ہے۔ بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے فرمایا مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ. جنت والے بدن کو جنت میں رکھا گیا۔

(۶) جنتی جنت میں زندہ ہونگے۔ اس لئے آپ ﷺ اپنے روضہ میں زندہ ہیں مردہ نہیں ہیں۔ موت جو واقع ہوئی تھی وہ ہوگئی اب ہمیشہ کے لئے حیات

ہے۔ حیاۃ النبی ﷺ فی القبر ہمارے اکابرؒ کا عقیدہ ہے۔

(۷) جنت کی چیز پر فنا نہیں بقا ہے۔ اس لئے حضور کا جسم مبارک اپنے روضہ میں باقی ہے۔ اس کو زمین نہیں کھا سکتی۔ ابوداؤد میں حضرت اوسؓ بن اوس کی روایت ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَآءِ.

(۸) جنت میں انسان مکلّف نہ ہوگا مگر تسبیح، تحمید، تہلیل، ذکر، عبادت کرے گا تو حضور علیہ السلام بھی روضہ میں ذکر تسبیح عبادت کررہے ہیں۔ اگرچہ عالم آخرۃ میں کوئی تکلیف نہیں ہے۔

(۹) جنت میں جنتیوں کو اللہ تعالیٰ سلام کہیں گے اور جنتی سلام کا جواب دیں گے تو اسی طرح روضہ میں حضور علیہ السلام پر امت سلام کرتی ہے اور حضور علیہ السلام سلام کا جواب دیتے ہیں۔

(۱۰) جیسے قیامت کے دن جنتیوں، جہنمیوں کے اعمال پیش ہونگے، اسی طرح حضور علیہ السلام پر سوموار اور جمعرات کو امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں۔

اشکال: بعض کج فہم لوگ کہتے ہیں کہ آپ کے روضہ اطہر پر ہزاروں لاکھوں انسان جاتے ہیں اور سلام کہتے ہیں تو پھر حضور علیہ السلام ان سب کے سلام کیسے سنتے ہیں اور ان سب کو جواب کیسے دیتے ہیں؟

جواب: حجر اسود ایک پتھر ہے مگر اس کے چھونے اور بوسہ دینے والے اور استلام کرنے والے لاکھوں ہیں۔ مگر حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

مسند احمد میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ

نُزِّلَ الْحَجَرُ الْاَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهُوَ اَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ فَسَوَّدَتْهُ

خَطَایَا بَنِیْ اٰدَمَ. حجر اسود یہ جنت کا پتھر تھا۔ دودھ سے زیادہ سفید تھا مگر تمہارے گناہوں نے اس کو سیاہ کر دیا ہے۔ کیونکہ یہ تمہارے گناہوں کو چوس لیتا ہے۔

ابن ماجہ میں ہے۔

وَاللّٰہُ لَیَبْعَثَنَّہٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لَهٗ عَیْنَانِ یَنْظُرُ بِهِمَا وَلِسَانٌ یَنْطِقُ بِهٖ یَشْهَدُ عَلٰی مَنِ اسْتَسْلَمَهٗ بِحَقٍّ.

پھر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو اٹھائے گا اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے دیکھے گا اور زبان ہوگی جس سے بولے گا اور جس نے اخلاص سے اس کو بوسہ دیا ہوگا اس کے ایمان کی گواہی دے گا۔

اب اگر ایک پتھر لاکھوں لوگوں پر گواہی دے سکتا ہے اور ان کو دیکھ سکتا ہے اور ان کا استلام بتلا سکتا ہے تو میرا پیغمبر بھی لاکھوں کا درود اپنے روضہ پر سن سکتا ہے اور درود کا جواب بھی دے سکتا ہے۔

هُوَ بَشَرٌ لَا كَالْبَشَرِ
یَاقُوْتٌ حَجَرٌ لَا كَالْحَجَرِ

یاقوت پتھر ہے مگر عام پتھروں جیسا نہیں۔ تو اسی طرح حضور ﷺ بھی انسان ہیں مگر عام انسانوں جیسے نہیں ہیں۔

حیاۃ النبی ﷺ کا منکر خدا کی قدرت کا منکر ہے۔ ورنہ یہ مسئلہ سمجھنا کوئی مشکل نہیں ہے۔ اللہ سمجھ عطاء فرمائے اور ضد سے محفوظ فرمائے۔

یہ پیغمبر کی صُورت کا نقشہ ذکر کیا ہے۔ حضرت ہندؓ خلاصہ بیان کرتے ہیں

كَانَ رُسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخْمًا مُفَخَّمًا

حضور ﷺ اپنی ذات کے اعتبار سے بھی عظمت والے تھے اور دوسروں کی نظر میں بھی رتبہ والے تھے۔

شمائل ترمذی میں حضرت علیؓ خلاصہ بیان فرماتے ہیں۔ **اَجْوَدُ النَّاسِ صَدْرًا**۔ آپ کا سینہ مبارک سب سے زیادہ سخی تھا۔ **وَاَصْدَقُ النَّاسِ لَهْجَةً**۔ آپ سب سے زیادہ سچے تھے۔ **وَاَلْيَنُهُمْ عَرِيْكَةً** اور آپ کی طبیعت سب سے زیادہ نرم تھی۔ **وَاَكْرَمُهُمْ عِشِيْرَةً** اور آپ کا گھرانہ سب سے زیادہ عزت وشرافت والا تھا۔ **مَنْ رَاٰهُ بَدِيْهَةً هَابَهٗ** جو آپ کو اچانک دیکھتا تو وہ پہلی دفعہ میں آپ کے رعب و وقار کی وجہ سے ہیبت میں آ جاتا تھا۔ کیونکہ خوبصورتی میں بھی رعب ہوتا ہے۔ **وَمَنْ خَالَطَهٗ مَعْرِفَةً اَحَبَّهٗ.** اور جو آپ سے میل جول کر لیتا اور آپ کے اوصاف حمیدہ و اخلاق کریمہ کو دیکھ لیتا تو وہ آپ کو محبوب بنا لیتا تھا۔ **يَقُوْلُ نَاعِتُهٗ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ صلی اللہ علیہ وسلم.** آپ کا حلیہ بیان کرنے والا کہتا ہے کہ میں نے حضور جیسا جمال وکمال والا نہ پہلے دیکھا ہے اور نہ بعد میں دیکھا ہے۔

اس لئے حضرت حسانؓ فرماتے ہیں۔

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِيْ
وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّاءً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَآءُ

اے میرے محبوب آپ جیسا حسین وجمیل نہ میری آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ کسی عورت نے آپ جیسا بچہ جنا ہے۔ آپ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے ہیں۔

گویا کہ آپ ایسے پیدا کئے گئے ہیں جیسا آپ نے چاہا۔

یہ محض تشبیہ ہے ورنہ خدا جیسے خالق ہے ویسے قادر ہے اور مختار بھی ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں ہے اور نہ مجبور ہے۔

ہمارا عقیدہ

ہمارا عقیدہ سن لو! تمام کافر اکٹھے ہوں، مسلمان کی شان اعلیٰ ہے تمام مسلمان جمع ہوں ولی کی شان بالا ہے۔ تمام اولیاء، اخیار، عباد، زہاد، قطب، ابدال، محدث، مفسر، خطیب، مقرر، واعظ، لیڈر سب جمع ہو جائیں تو جس نے صحابی کا چہرہ دیکھا اس تابعی کی شان کو نہیں پہنچ سکتے۔ تمام تابعین اکٹھے ہوں تو ان سے نبی ﷺ کے ایک صحابی کی شان اعلیٰ ہے۔ جس کو حضور ﷺ کے چہرہ مبارک پر نگاہ نصیب ہوئی جو حضور ﷺ کی رفاقت، صحبت میں رہا۔ پھر تمام صحابہ جمع ہوں تو ان سے حضور ﷺ کے یار غار، وفادار، جانثار، تابعدار خدمت گزار، وفا شعار، پیغمبر کا حب دار۔ جس سے تمام اہلبیت کو پیار۔ حضرت ابوبکر کا شان زیادہ ہے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کی صداقت، حضرت عمرؓ کی عدالت، حضرت عثمانؓ کی سخاوت، حضرت علیؓ کی شجاعت۔ شہداء کی شہادت اولیاء کی ولایت۔ ائمہ کی امامت کو جمع کرو تو ان سب سے اللہ کے ایک نبی کی شان اعلیٰ ہے۔ پھر ایک طرف پوری کائنات ہو حضرت آدم صفی اللہ، حضرت نوح نجی اللہ، حضرت ابراہیم خلیل اللہ، حضرت اسماعیل ذبیح اللہ، حضرت موسیٰ کلیم اللہ، حضرت عیسیٰ روح اللہ ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم وبیش تمام انبیاء، تمام صحابہ، تمام تابعین، تمام اولیاء اللہ، زمین وآسمان، لوح وقلم، عرش وکرسی، ملائکہ، فرشتے، جنات، تمام انسان سارا جہان ترازو کے ایک پلڑے میں رکھو۔ دوسرے پلڑے میں میرے پیغمبر حضور

سرور محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ مرتضیٰ محبوب رب العلی، محبوب خدا، آمنہ کے لال، محبوب رب ذوالجلال کی ختم نبوت اور شان کو رکھو اور یہ ترازو اللہ کے حوالے کردو۔ تو علماء دیوبند کا اہلسنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ سب کا شان کم ہوگا۔ حضور ﷺ کا شان سب سے بڑھ جائے گا۔ ہم پیغمبر کا شان مانتے ہیں۔ پورے جہان سے زیادہ مانتے ہیں مگر رحمان سے کم مانتے ہیں۔ علمائے دیوبند کا یہی قصور ہے کہ ہم ولی کو نبی سے نہیں ملاتے اور نبی کو خدا سے نہیں ملاتے۔ قبر پرست تفرقہ پرست، حجر پرست، شجر پرست، ہمیں طعنہ دیتے ہیں کہ یہ نبی کو نہیں مانتے۔ میرے بھائی ہم نبی کو نبی مانتے ہیں مگر نبی کو خدا نہیں مانتے۔ اللہ کے تخت پر نبی کو نہیں بٹھاتے۔ ہم کہتے ہیں۔

قدم قدم پہ برکتیں نفس نفس پہ رحمتیں
جہاں جہاں سے وہ شفیع عاصیاں گزر گیا
جہاں نظر نہیں پڑی وہاں ہے رات آج تک
وہیں وہیں سحر ہوئی جہاں جہاں گزر گیا

حافظ ابن قیمؒ کا قصیدہ نونیہ

حافظ ابن قیمؒ نے قصیدہ نونیہ لکھا ہے جس میں **فَصلٌ فی بُهتانِ اَهلِ الشِّرکِ** کے اندر بہت اشعار ذکر کئے ہیں مگر میں ان میں چیدہ چند اشعار ذکر کرتا ہوں۔ اس نے ان ملحدین واہل بدعت کا نقشہ کھینچ کر ان کی تردید اچھے انداز میں کی ہے۔ اس میں قصیدہ کا پہلا شعر ہے پھر گیارہواں شعر ہے۔ پھر بیسویں شعر سے تینتیسویں شعر تک ورنہ پورا فصل تو ایک سو بائیس اشعار پر مشتمل ہے۔ ابن قیم کہتا ہے۔

قَالُوْا تَنَقَّصْتُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَاعَجَبًا لِهٰذَا الْبَغْيِ وَالْبُهْتَانِ

یعنی مشرکین ہمیں طعنہ دے کر کہتے ہیں کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں کمی کی ہے۔مگران کے اس ظلم و بہتان پر تعجب ہے۔

اَنْتُمْ تَنَقَّصْتُمْ اِلٰهَ الْعَرْشِ

وَالْقُرْآنَ وَالْمَبْعُوْثَ بِالْقُرْآنِ

بلکہ تم نے اے مشرکین عرش والے خدا کی شان کو کم کیا ہے۔کہ ولی نبی کو خدا کا درجہ دے دیا ہے۔اور قرآن کی شان میں تنقیص کی ہے کہ قرآن کے فیصلے کو نہیں مانا۔اور جو نبی قرآن کے ساتھ بھیجا گیا اس کی شان میں بھی تم نے تنقیص کی ہے کہ ولی کو نبی کا درجہ دے دیا ہے۔

لٰكِنَّنَا قُلْنَا مَقَالَةَ صَارِخٍ

فِيْ كُلِّ وَقْتٍ بَيْنَكُمْ بِاَذَانٍ

ہم تو وہ بات کہتے ہیں جو مؤذن اذان دینے کے وقت کہتا ہے۔

الرَّبُّ رَبٌّ وَالرَّسُوْلُ فَعَبْدُهٗ

حَقًّا وَلَيْسَ لَنَا اِلٰهٌ ثَانٍ

وہ بات یہ ہے کہ رب رب ہے اور رسول اللہ کا بندہ ہے۔اس میں کوئی شک نہیں ہے اور ہمارا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے۔

لِلّٰهِ حَقٌّ لَايَكُوْنُ لِغَيْرِهٖ

وَلِعَبْدِهٖ حَقٌّ هُمَا حَقَّانِ

اللہ کا اپنا حق ہے جو وہ دوسرے کے لئے نہیں ہے اور اللہ کے بندے یعنی رسول ؐ کا اپنا حق ہے یہ دو حق الگ الگ ہیں۔

لَا تَجْعَلُوْا لُحَقَّيْنِ حَقًّا وَاحِداً

مِنْ غَيْرِ تَمِيْزٍ وَلَا فُرْقَانٍ

ان دو حق کو ایک حق نہ کرو بلکہ ان دونوں حقوں میں فرق کرو۔

فَالْحَجُّ لِلرَّحْمٰنِ حَقٌّ دُوْنَ رَسُوْلِهٖ

وَكَذَا الصَّلٰوةُ وَذِبْحُ ذِيْ الْقُرْبَانِ

حج اللہ کا حق ہے رسول کا حق نہیں۔اسی طرح نماز اور قربانی بھی اللہ کا حق ہے۔

وَكَذَا السُّجُوْدُ وَنَذْرُنَا وَيَمِيْنُنَا

وَكَذَا مَتَابُ الْعَبْدِ مِنْ عِصْيَانٍ

سجدہ بھی اللہ کا حق ہے اور منت ماننا اور قسم اٹھانا بھی اللہ کا حق ہے اور اسی طرح بندے کا گناہوں سے معافی مانگنا بھی اللہ کا حق ہے۔

وَكَذَا التَّوَكُّلُ وَالْاِنَابَةُ وَالتُّقٰى

وَكَذَا الرَّجَآءُ وَخَشْيَةُ الرَّحْمٰنِ

اسی طرح اللہ پر توکل کرنا اور اللہ کی طرف رجوع کرنا اور تقویٰ اختیار کرنا یہ بھی اللہ کا حق ہے۔اسی طرح اللہ سے امید رکھنا اور اللہ سے ڈرنا یہ بھی اللہ کا حق ہے۔

وَكَذَا الْعِبَادَةُ وَاسْتِعَانَتُنَا بِهٖ

اِيَّاكَ نَعْبُدُ ذَانِ تَوْحِيْدَانِ

اسی طرح عبادت کرنا اور مدد مانگنا بھی اللہ کا حق ہے۔اور یہی اِیَّاکَ

نَعْبُدُو وَاِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ میں توحید کا ذکر ہے۔

وَعَلَيْهِمَا قَامَ الْوُجُوْدِ بِاَسْرِهٖ

دُنْيَا وَاُخْرٰى حَبَّذَا الرُّكْنَانِ

عبادت واستعانت پر دنیا وآخرت کی مدار ہے اور یہی دو عمدہ رکن ہیں۔

وَكَـذٰلِكَ التَّسْبِيْـحُ وَالتَّـكْبِيْـرُ

وَالتَّهْـلِيْـلُ حَـقُّ اِلٰهِـنَـا الـدَّيَّـانِ

اسی طرح تسبیح تکبیر تہلیل یعنی سبحان کہنا اللہ اکبر کہنا لا الہ الا اللہ کہنا یہ سب اللہ کے حق ہیں۔

لٰكِنَّمَا التَّعْظِيْمُ وَالتَّوْقِيْرُ حَقٌّ

لِلرَّسُوْلِ بِمُقْتَضٰى الْقُرْآنِ

لیکن تعظیم کرنا جیسے قرآن کا تقاضہ ہے یہ رسول کا حق ہے کہ آپؐ کو اللہ کا شان والا رسول کہو۔

وَالْحُبُّ وَالْاِيْمَانُ وَالتَّصْدِيْقُ

لَايَخْتَصُّ بَلْ حَقَّانِ مُشْتَرِكَانِ

ہاں محبت رکھنا اور ایمان لانا اور تصدیق کرنا یہ حق خاص نہیں۔ بلکہ اللہ و رسول دونوں کا حق مشترک ہے۔ اللہ کی محبت بھی، رسول کی محبت بھی، ایمان بھی اللہ اور رسول دونوں پر ہو۔ تصدیق بھی دونوں کی ہو۔

جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے سورۃ الحدید میں ہے۔

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

اور سورۃ ال عمران میں ہے۔

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ

بخاری و مسلم میں حضرت انسؓ کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ

لَا تَلْبِسُو الْحَقَّ الَّذِىْ جَآءَ تْ بِهٖ

سُنَنُ الرَّسُوْلِ بِاَعْظَمِ الْبُطْلَانِ

کہتا ہے اے غیروں کے پجاریو! وہ حق جو رسول اللہ کی سنن میں آیا ہے اس کو بڑے باطل کے ساتھ نہ ملاؤ بلکہ حق و باطل میں تمیز کرو۔

علمائے دیوبند کا یہی قصور ہے کہ وہ جب حق و باطل میں تمیز کرتے ہیں اور اللہ و رسول میں فرق کرتے ہیں تو مشرکین کو اور تو کچھ ہاتھ نہیں لگتا۔ پھر وہ جھوٹ پر اتر آتے ہیں کہ یہ نبی کو نہیں مانتے۔ ہم نبی کی صورت و سیرت کو اعلیٰ مانتے ہیں مگر اللہ کی ذات و صفات میں ذرہ برابر بھی شریک نہیں مانتے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو صحیح عقیدہ اور نبی کی صحیح محبت عطا فرمائے۔ ہم نبی کو اسی طرح مانتے ہیں جیسے حضرت حسانؓ نے کہا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت حسان نے حضور ﷺ کی یوں تعریف کی۔

لَوْلَاهُ مَاكَانَ شَمْسٌ وَلَا قَمَرٌ

وَلَا نَهَارٌ وَلَا لَيْلٌ لِمُحْتَلِمٍ

اگر حضور ﷺ کا وجود نہ ہوتا تو سورج نہ ہوتا، نہ سورج کی روشنی ہوتی اور نہ چاند ہوتا اور نہ چاند کی چاندنی ہوتی۔ اور نہ ہمیں کام کے لئے دن ملتا اور نہ آرام کے لئے رات ملتی۔

لَوْلَاهُ مَاکَانَ فَرْضٌ وَلَا سُنَنٌ
وَلَا صِيَامٌ وَلَا حَجٌّ اِلٰى حَرَم

اگر آپ کا وجود نہ ہوتا تو نہ ہمیں پانچ فرض ملتے اور نہ ہمیں سنتیں ملتیں۔ اگر آپ نہ ہوتے تو رمضان کے روزے بھی ہمیں نہ ملتے اگر آپ نہ ہوتے تو ہمیں بیت اللہ کا حج بھی نصیب نہ ہوتا۔

لَوْلَاهُ مَاکَانَتِ الدُّنْيَا بِاَجْمَعِهَا
وَلَا نَبَاتٌ وَلَا شَيْئٌ مِنَ النِّعَمِ

اگر حضور ﷺ کا وجود نہ ہوتا تو پوری دنیا نہ ہوتی۔
نہ انگوریاں ہوتیں نہ جانور ہوتے۔

معلوم ہوا کہ زمین آسمان، شجر وحجر، حیوان و مکان، نباتات، جمادات، سورج، چاند، ستارے، دن، رات، نمازیں، روزے، حج یہ تمام چیزیں اللہ نے ہمیں حضور ﷺ کے طفیل عطا کی ہیں۔ کسی نے خوب کہا ہے

کتاب فطرت کے سرورق پر جو نام احمد رقم نہ ہوتا
تو یہ نقش ہستی ابھر نہ سکتی وجود لوح وقلم نہ ہوتا
یہ محفل کون ومکاں نہ ہوتی جو وہ امام رسل نہ ہوتا
زمین نہ ہوتی فلک نہ ہوتا عرب نہ ہوتا عجم نہ ہوتا

حضور ﷺ کی زیارت کے لئے وظیفہ

پیغمبر کی عظمت وشان اہلسنت والجماعت کا ایمان ہے۔ مگر اس طرح جس طرح اللہ کا قرآن اور پیغمبر کا فرمان بتلائے اور اللہ تعالیٰ ہم سب کو پیغمبر کی عزت و

عظمت کے عقیدہ پر رہتے ہوئے موت عطا فرمائے۔ پیغمبر کی غلامی میں زندگی گزارتے ہوئے موت آجائے۔ جب انسان پیغمبر کی صورت کا یہ عظمت والا نقشہ سنتا ہے تو دل میں خیال ہوتا ہے اور تڑپ پیدا ہوتی ہے۔ حضور ﷺ کی خواب میں زیارت ہوجائے تاکہ میں اس عظیم نعمت سے لطف اندوز ہوجاؤں۔ اگرچہ قیامت کے دن مسلمان کے لئے حضور ﷺ کی شفاعت بھی ہوگی اور زیارت بھی ہوگی مگر دنیا میں بھی انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ پیغمبر کی زیارت ہوجائے۔ اس لئے اب آخر میں حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہونے کے لئے خصوصی وظیفہ ذکر کیا جاتا ہے۔ جس کے تین طریقے ہیں۔

پہلا طریقہ

جمعرات کو غسل کرے عمدہ اور صاف کپڑے پہنے بستر پاک ہو پھر بستر کو اور اپنے لباس کو عطر کے ساتھ خوشبودار کرے پھر دو رکعت نفل پڑھے، پھر سلام کے بعد ایک ہزار مرتبہ یہ درود شریف پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ
وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

پھر ایک ہزار مرتبہ سورۃ کوثر پڑھے۔ پھر قبلہ رخ ہوکر سو جائے۔ اور یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُکَ بِجَلَالِ وَجْهِکَ الْکَرِيْمِ اَنْ تُرِيَنِىْ وَجْهَ نَبِيِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَجْمَعُ بَيْنِىْ وَبَيْنَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِى الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى وَلَا تُفَرِّقْ بَيْنِىْ وَبَيْنَهٗ بِرَحْمَتِکَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

دوسرا طریقہ

یہ درمیانی طریقہ ہے جو کچھ آسان ہے کہ مذکورہ شرائط کیساتھ۔ دو رکعت نفل پڑھیں۔ ہر رکعت میں گیارہ مرتبہ آیۃ الکرسی پھر گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھیں۔ پھر سلام کے بعد ایک سو مرتبہ درود شریف پڑھیں۔ پھر ہفتہ کی رات اسی طرح مسلسل عمل کریں۔ انشاء اللہ ایک ہفتہ تک مشرف ہوگا۔ اگر نہ ہو تو دوسرے ہفتہ ورنہ تیسرے ہفتہ تک عمل کرے۔ انشاء اللہ تیسرا جمعہ نہ گزرے گا کہ زیارت سے مشرف ہوگا جتنی زیادہ دل کی صفائی اور توجہ ہوگی اتنی جلدی زیارت کے فیض سے مشرف ہوگا۔

تیسرا طریقہ

یہ ادنیٰ درجہ ہے اور زیادہ آسان ہے کہ مذکورہ شرائط کے ساتھ دو رکعت نفل پڑھے۔ ہر رکعت میں پچیس بار سورۃ اخلاص پڑھے پھر سلام کے بعد ایک سو مرتبہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ پڑھے۔ یہ عمل بھی جمعرات سے مسلسل شروع کرے۔ تیسرے جمعہ تک ۔ انشاء اللہ اللہ کریم ضرور زیارت نبوی کے فیض سے مشرف فرمائیں گے۔ مگر شرط اخلاص و توجہ و پاکدامنی و صفائی قلب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ دولت بے بہا عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

سیرتُ النبی ﷺ

اَلْـحَـمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا لِھٰذا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ ھَدَانَا اللّٰہُ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحدَہٗ لا شَرِیْکَ لَـہٗ فِی الْـخَلْقِ وَالْاَمْرِ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَـا وَسَـنَدَنَـا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہُ الْمَبْعُوْث اِلَی الْاَسْوَدِ وَالْاَحْمَرِ اما بعد:

فَـاِنَّ خَیْـرَا لْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَـلَیْـہِ وَسَـلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَکُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَکُلَّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ. اَعُوْذُ بِااللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم.

۱ . لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا (الاحزاب)

۲ . قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (اٰل عمران)

۳. فَلاَ وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لاَ یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً (نساء)

۴.وَ مَآ اٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ

الْعِقَابِ.(الحشر)

۵ . وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ م بَعْدِ مَاتَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَھَنَّمَ وَسَآءَ تْ مَصِیْراً (نساء)

۱ . عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ اِلَّا مَنْ اَبٰی قِیْلَ وَمَنْ اَبٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّۃَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی (رواہ البخاری)

۲ . عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍؓ و قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبْعًا لِمَا جِئْتُ بِہٖ (مشکوٰۃ)

۳ . عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِی کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ (رواہ الترمذی)

۴ . عَنْ عَائِشَۃَؓ قَالَت قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَرَدٌّ (متفق علیہ)

صَدَقَ اللّٰہُ الْغَفَّارُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْمُخْتَارُ

اَلایَا مُحِبَّ الْمُصْطَفٰی زِدْ صَبَابَۃً
وَضَمِّخْ لِسَانَ الذِّکْرِ مِنْکَ بِطِیْبِہٖ
وَلَا تَعْبَانَّ بِاالْمُبْطِلِیْنَ فَاِنَّمَا
عَلَامَۃُ حُبِّ اللّٰہِ حُبُّ حَبِیْبِہٖ

تَعۡصِی الرَّسُوۡلَ وَاَنۡتَ تُظۡهِرُ حُبَّهٗ
هٰـذَا وَرَبِّیۡ فِی الۡفَعَالِ بَدِیۡعٗ
لَوۡ کَانَ حُبَّکَ صَادِقًا لَاَ طَعۡتَهٗ
اِنَّ الۡمُحِبَّ لِمَنۡ یُّحِبُّ مُطِیۡعٗ

تیری صورت تیری سیرت زمانہ میں نرالی ہے
تیری ہر ہر ادا پیاری، دلیل بے مثالی ہے
تجھی کو خلعت یکتائی عالم ملی حق سے
تیرے ہی جسم پر موزوں بقائی بے مثالی ہے
اگر جنت میں جانے کا ارادہ ہو تمامی کا
تو گلے میں ڈال لو طوق محمد کی غلامی کا
ذوق رکھ سنت گرامی سے
کہ ہے شرف میرے محمد کی غلامی سے
جو کوئی تابع رسول نہیں
لاکھ طاعت کرے کوئی قابل قبول نہیں

معزز سامعین!

میرے بزرگو اور نوجوان عزیزو اور میری آواز سننے والی معززہ، موقرہ ماؤ، بہنو، بیٹیو! آج کے خطبہ کا موضوع سیرت رسول ﷺ ہے۔

تمہید

پہلے بطور تمہید کے یہ سمجھیں کہ سیرت کا مفہوم اپنے اندر بہت بڑی وسعت رکھتا ہے کیونکہ سیرت کا اطلاق عقائد وعبادات و معاملات و اخلاقیات وغزوات اور آپ کی تمام تعلیمات پر ہوتا ہے کیونکہ سیرت کی بنیاد قرآن مجید ہے۔

قرآن متن ہے حدیث اس کی شرح ہے۔ قرآن میں اجمال ہے حدیث میں تفصیل ہے تو قرآن حضور کی سیرت ہے اور حدیث حضور ﷺ کی سیرت کی تفصیل ہے۔ تو حضور ﷺ کی سیرت قرآن و حدیث ہوئی تو جو انوار قرآن و حدیث میں ہیں وہ حضور ﷺ کی سیرت ہیں۔ قرآن جامع ہے اس لئے حضور کی سیرت بھی جامع ہے۔ قرآن کی روشنی ہر ایک کے لئے ہے تو آپ کی سیرت کی روشنی بھی ہر ایک کے لئے ہے جیسا کہ حضرت عائشہؓ سے حضور ﷺ کی سیرت و اخلاق کے متعلق پوچھا گیا کہ آپ کی سیرت و اخلاق کیسے تھے تو فرمایا کَانَ خُلُقُهُ الۡقُرۡآنُ. آپ کی سیرت و اخلاق پورا قرآن ہے جو قرآن کے تقاضے ہیں وہ آپ کی عملی زندگی میں موجود ہیں قرآن اللہ کی کلام اور حضور ﷺ اس کے اول مخاطب ہیں۔

قرآن دعوت ہے اور حضور ﷺ داعی ہیں۔ قرآن وعظ و نصیحت ہے حضور ﷺ واعظ و ناصح ہیں۔ قرآن ذکر ہے حضور مذکر ہیں۔ قرآن رحمت ہے حضور رحمۃ للعلمین ہیں۔ قرآن تبلیغ ہے حضور مبلغ ہیں۔ قرآن علم ہے تو حضور کی زندگی اس کا عملی نمونہ و عملی تفسیر ہے۔ اس لئے قرآن کی ہر آیت و ہر جملہ کسی نہ کسی لحاظ سے

حضور ﷺ کے عقائد اور حضور کے اعمال اور حضور کے اخلاق کا بیان ہے۔ مثلاً جن آیات میں اللہ کی ذات وصفات ورسالت وقیامت کا ذکر ہے یہ حضور ﷺ کے عقائد ہیں۔ اور جن آیات میں احکام و اعمال کا ذکر ہے یہ حضور کی عبادات ہیں اور جن آیات میں تخلیق کائنات نظام شمسی وقمری امور تکوینیہ کا ذکر ہے یہ حضور ﷺ کے دلائل ہیں اور جن آیات میں اخلاقیات کا ذکر ہے وہ حضور ﷺ کے حسن معیشت و حسین زندگی کے اطوار کا ذکر ہے اور جن آیات میں معاملات کا ذکر ہے وہ حضور ﷺ کی حسن معاشرت کا ذکر ہے اور جن آیات میں توجہ الی اللہ کا ذکر ہے وہ حضور ﷺ کی خلوت کے حال کا ذکر ہے اور جن آیات میں مخلوق کی تربیت کا ذکر ہے وہ حضور کی جلوت کے حال کا ذکر ہے اور جن آیات میں اللہ کی رحمت کا ذکر ہے وہ حضور کے جمال ورجاء کا ذکر ہے۔ اور جن آیات میں تعلیم وتبلیغ ہے ان میں حضور ﷺ کے معلم ومبلغ ہونے کا ذکر ہے۔ غرضیکہ قرآن کی ہر آیت کی عملی تفسیر حضور کی حسین زندگی ہے۔ اس لئے جس طرح قیامت تک قرآن کے عجائبات ختم نہیں ہوسکتے۔ اسی طرح حضور کی عملی زندگی کے عجائبات بھی قیامت تک ختم نہیں ہوسکتے۔ قرآن جامع ہے اس لئے پیغمبر کی سیرت بھی جامع ہے۔ پیغمبر کی سیرت کا خلاصہ تین چیزیں ہیں۔

پہلی چیز۔ پیغمبر کا تعلق رب رحمٰن سے کیسا تھا۔

دوسری چیز۔ پیغمبر کا تعلق اپنے نفس اور جان سے کیسا تھا۔

تیسری چیز۔ پیغمبر کا تعلق انسان اور جہان سے کیسا تھا۔

۳

تو پہلی چیز میں حضور ﷺ کے تعلق باللہ کا ذکر ہے کہ آپ کی قرآن کی تلاوت، اللہ کی عبادت، اللہ سے مانگنا، اللہ کا ذکر استغفار وتوبہ وشبِ بیداری کیسی تھی۔

دوسری چیز میں حضور ﷺ کے اخلاق حمیدہ کا ذکر ہے کہ آپ کی خدمت کیسی تھی یعنی آپ کی شفقت آپ کا صبر، آپ کا زہد، آپ کی قناعت، آپ کی پاکدامنی، آپ کا حلم وحیاء، آپ کی تواضع وعاجزی، آپ کی شجاعت وبہادری، آپ کا خوف خدا، خلاصہ آپ کے اخلاق حمیدہ وجمیلہ کیسے تھے۔

تیسری چیز میں آپ کا اللہ کی مخلوق سے تعلق کا ذکر ہے۔ آپ کا سخاوت و ہمدردی کرنا لوگوں سے الفت ومحبت کرنا، لوگوں سے عفو کا معاملہ کرنا، صلہ رحمی کرنا، معاملات میں لوگوں کی مدد کرنا، انسانوں کو تعلیم دینا اور انسانوں کا تزکیہ کرنا۔

خلاصہ درخلاصہ

نبی نے جو کہا اور جو کیا اور جو دیکھا اور اس پر انکار نہ کیا، اسی کو نبی کی سیرت کہتے ہیں۔ ہمیں حکم ہے کہ ہم نبی کی سیرت کو اپنے لئے بہترین نمونہ سمجھیں۔ اور اس پر ساری زندگی گزار دیں۔ نبی نے کہا کہ اللہ موجود ہے۔ اللہ ایک ہے، اللہ کا کوئی شریک نہیں، اللہ اولاد اور والدین سے پاک ہے، اللہ بے مثل اور بے مثال ہے۔ لَمْ یَزَلْ لَا یَزَالُ فَعَالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ہے۔ جو چاہے کرے اس کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اللہ ہر جگہ موجود ہے۔ اللہ تمام چیزوں کے جاننے والا ہے۔ اللہ تمام پوشیدہ امور کے جاننے والا ہے۔ اللہ کو تمام اختیارات ہیں وہی تمام کی ضروریات پوری کرنے والا ہے۔

وہی نفع نقصان، موت وحیات، عزت وذلت کا مالک ہے۔ وہی نذر ومنت کا مستحق ہے۔ اللہ ہی عبادت کے لائق ہے۔

تو یہ توحید کا بیان نبی کی سیرت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں آخری پیغمبر ہوں میرے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا تو یہ ختم نبوت کا بیان نبی کی سیرت ہے۔

حضور ﷺ نے کہا میرے صحابہؓ واہل بیتؓ عظمت والے ہیں ان کو برا نہ کہوان کی اتباع کرو تو یہ عظمت صحابہؓ واہل بیت کا بیان نبی کی سیرت ہے۔

حضور ﷺ نے کہا کہ پانچ نمازیں جماعت سے ادا کرو تو نماز نبی کی سیرت ہے

حضور ﷺ نے کہا کہ رمضان کے روزے رکھو تو روزہ رکھنا نبی کی سیرت ہے

حضور نے کہا کہ مالدار صاحب نصاب زکوٰۃ دے تو زکوٰۃ ادا کرنا نبی کی سیرت ہے

حضور ﷺ نے کہا جو صاحب استطاعت ہے وہ حج کرے تو حج کرنا نبی کی سیرت ہے۔

حضور ﷺ نے کہا کہ ظالم و جابر حکمران کو حق کہو تو برملا حق کہنا یہ نبی کی سیرت ہے۔ بڑے کا ادب کرو، چھوٹے پر شفقت کرو، یہ نبی کی سیرت ہے۔ بھائی بہنوں، رشتے داروں کے حقوق ادا کرو یہ نبی کی سیرت ہے۔ یتیموں، بیواؤں سے تعاون کرو یہ نبی کی سیرت ہے۔ والدین کا اکرام واحترام کرو یہ نبی کی سیرت ہے۔ قرآن کی تلاوت کرو یہ نبی کی سیرت ہے۔ حق وانصاف کے مطابق فیصلے کرو یہ نبی کی سیرت ہے۔ ہر نیکی کا کام اللہ کی رضا کے لئے کرو، خواہ عبادت ہے یا تجارت ہے، سیاست ہے یا جہاد کی محنت یا تمنائے شہادت ہے، ہر کام میں رضا الٰہی پیش نظر ہو یہ نبی

کی سیرت ہے یعنی زندگی کے ہر شعبے میں نبی کی غلامی کرو۔ کیونکہ حضور ﷺ نے ہمیں اعتقادات ومعاملات واخلاقیات میں اٹھنے بیٹھنے میں، چلنے پھرنے میں، کھانے پینے میں، سونے جاگنے میں، مسجد میں جانے اور نکلنے میں، گھر میں جانے اور نکلنے میں، بیت الخلاء میں جانے اور نکلنے میں، سواری پر سوار ہونے اور اترنے میں، سفر پر جانے اور سفر سے واپس آنے میں خوشی اور غمی میں خلوت وجلوت میں امارت اور غربت میں، تلاوت میں عبادت میں غرضیکہ تمام چیزوں میں حضور ﷺ نے ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔ اس لئے ہمیں پیغمبر کی سیرت کو اپنی زندگی کے تمام لمحات و واقعات میں اپنانا ہوگا۔ اس تمہید کے بعد اب تلاوت کردہ آیات واحادیث کا مفہوم سمجھیں۔

آیات کا مطلب

(۱) پہلی آیت سورۃ احزاب کی ہے سنہ ۴ ھ میں غزوہ احزاب کا واقعہ پیش آیا اس آیت میں مومنین مخلصین کے لئے بشارت بتائی گئی کہ جولوگ اللہ سے ڈرتے ہیں اور قیامت کے دن سے ڈرتے ہیں اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ ان کے لئے حضور ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔ مومن کامل کے لئے حضور ﷺ کے اقوال و افعال واجب الاتباع ہیں۔ حضور ﷺ کی اتباع ان کے لئے لازم ہے اور اس آیت میں منافقین کو عار دلائی گئی کہ دعویٰ ایمان کا کرتے ہیں اور پھر جان بچانے کے لئے غزوہ سے پیچھے رہتے ہیں۔ حضور ﷺ کی اتباع نہ کرنا یہ منافقین کا کام ہے۔ مومنین تو حضور ﷺ کی اتباع کرتے ہیں۔ کیونکہ مومن کے لئے حضور ﷺ کی اقتداء کرنا اس

کے ایمان کا تقاضا ہے تو اس آیت سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کی سیرت کو اپنانا ہمارے لئے ضروری ہے۔

(۲) دوسری آیت سورۃ آل عمران کی ہے اس میں پیغمبر کی اتباع کی تاکید اور اس کے نتائج کا ذکر ہے کیونکہ حضور ﷺ کے زمانہ میں یہود نصاریٰ و مشرکین تھے سب کا دعویٰ یہ تھا کہ ہمیں اللہ سے محبت ہے لیکن اس کے لئے انہوں نے غلط طریقے ایجاد کر رکھے تھے۔ **وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ۨ ابْنُ اللّٰهِ۔** یہود نے حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا کہا اور اس کی پرستش کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ اللہ کے مقرب ہیں۔ ہمارا مقصد اللہ کی محبت ہے لیکن اللہ تک پہنچنے کا ذریعہ ان کی عبادت کرنا ہے۔

وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ

اسی طرح نصاریٰ نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کا بیٹا ہے۔ ہم اس کی پوجا کرتے ہیں تا کہ ہماری خدا تک رسائی ہوجائے اسی طرح مشرکین نے کہا سورۃ الزمر میں ہے. **مَانَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى.**

کہ ہم ان بتوں، مورتیوں کو براہِ راست معبود نہیں سمجھتے بلکہ ان کی پوجا اس لئے کرتے ہیں تا کہ اللہ کا قرب حاصل ہوجائے تو ان سب نے دعویٰ اللہ کی محبت کا کیا مگر اس کے لئے طریقہ غلط تھا۔ اس لئے قرآن نے تمام لوگوں کے لئے صحیح طریقہ بتلایا کہ اگر تم اللہ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو اور اس دعویٰ میں سچے ہو تو نبی کی اتباع و پیروی کرو۔ حضور ﷺ کی سیرت کو اپناؤ کیونکہ محبت کا تقاضا یہ ہے کہ محبوب کی رضا تلاش کرو اور

جس سے محبوب کو نفرت ہے اس سے نفرت کرو اللہ کی پسندیدہ و ناپسندیدہ باتوں کو معلوم کرنے کے لئے آپ کی اتباع ضروری ہے۔ پھر اس کے دو فائدے ہوں گے۔ ایک فائدہ یہ کہ اللہ تم کو اپنا محبوب بنالے گا۔ دوسرا فائدہ یہ کہ اللہ تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔ کیونکہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(۳) تیسری آیت سورۃ نساء کی ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں دو شخصوں میں باغ کے پانی دینے میں نزاع و جھگڑا ہو گیا کہ باغ کو پانی کون پہلے پلائے۔ ایک کا باغ پانی کی جگہ کے قریب تھا اور دوسرے کا باغ کچھ فاصلہ پر تھا۔ جس کا باغ پانی کے قریب تھا۔ وہ حضرت زبیرؓ بن عوام حضور ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ تو یہ دونوں اپنا فیصلہ حضور ﷺ کی خدمت میں لے گئے۔ حضور نے فرمایا کہ پہلے زبیر اپنے باغ کو تھوڑا تھوڑا پانی دے تا کہ درختوں کی جڑیں نم ہوجائیں اور سوکھ نہ جائیں کیونکہ پانی اس کے باغ کے قریب ہے۔ پھر دوسرا ساتھی اپنے باغ کو پورا پانی دے اور اگر پھر بھی زبیر کے باغ میں کسر رہ گئی ہے تو وہ بعد میں پوری کرلے تو اس پر دوسرے شخص نے کہا کہ ہاں آپ تو زبیر کے لئے کہیں گے کہ وہ پہلے پانی دے کیونکہ وہ آپ کا پھوپھی زاد بھائی ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں حق کا فیصلہ کرنے والا نہیں ہوں تو اور کون حق کا فیصلہ کرے گا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ **فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ** الخ کہ صرف ایمان کے دعویٰ سے انسان مومن نہیں ہوگا۔ بلکہ مومن تب ہوگا جب اپنے جھگڑوں میں حضور ﷺ کو حاکم اور فیصل ماننے اور پھر آپ

کے فیصلہ میں تردد بھی نہ کرے۔یعنی دل میں تنگی محسوس نہ کرے بلکہ شرح صدر سے آپ کا فیصلہ تسلیم کرے اور پورے طور پر آپ کے فیصلے کو مانے بلا چون و چرا آپ کے فیصلے پر سر تسلیم خم کردے۔ اس لئے جو شخص حضور ﷺ کے فیصلے سے روگردانی کرے یا اس کے دل میں اس فیصلے کے متعلق تردد ہو اور بدگمانی ہو تو وہ مومن نہ ہوگا جیسا کہ مشہور واقعہ ہے کہ یہودی و منافق میں جھگڑا ہوا یہودی نے کہا کہ اس کا فیصلہ حضور ﷺ سے کرائیں اور منافق کہتا تھا کہ یہودیوں کے بڑے عالم ہیں۔ان سے فیصلہ کرائیں۔ یہودی یہ جانتا تھا کہ رسول اللہ حق اور صحیح فیصلہ کریں گے۔تو دونوں حضور ﷺ کے پاس آئے۔حضورؐ نے یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا تو منافق نے کہا یہ فیصلہ صحیح نہیں ہوا۔لہٰذا حضرت ابوبکرؓ کے پاس چلو حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا جو فیصلہ حضور نے کیا وہ صحیح ہے تو پھر منافق نے کہا یہ بھی فیصلہ صحیح نہیں ہے۔لہٰذا حضرت عمرؓ کے پاس چلو تو حضرت عمرؓ کے پاس آئے۔ یہودی نے حضرت عمرؓ کو بھی سارا قصہ بتا دیا تو حضرت عمرؓ نے کہا تم ٹھہرو میں تمہارا فیصلہ ابھی کرتا ہوں آپ گھر تشریف لے گئے اور تلوار لے کر آئے اور فرمایا کہ جو حضورؐ کے فیصلے کو نہ مانے اس کا فیصلہ یہ تلوار کرے گی۔اس لئے پیغمبر کے فیصلے کا انکار کرنے والا واجب القتل ہے۔

(۴) چوتھی آیت سورۃ حشر کی ہے جس میں حضور ﷺ کے اقوال و افعال پر سر تسلیم خم کرنے کا ذکر ہے کہ جو کچھ تم کو رسول اللہ دیں اس کو اپنا لو،اس پر عمل کرو اور جس

سے حضور تم کو منع کریں اور روکیں اس سے رک جاؤ۔اوامر و نواہی میں حضور کی اتباع تمہارے لئے باعث سعادت ہے اس لئے فرمایا وَاتَّقُوا اللّٰہَ. ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہو کہ کہیں رسول اللہ کی مخالفت اور نافرمانی نہ ہو جائے کیونکہ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے اگر رسول اللہ کی مخالفت کرو گے تو یہ تمہاری بدنصیبی ہوگی اور اس پر اللہ کی طرف سے سخت عذاب ہوگا۔

(۵) پانچویں آیت سورۃ نساء کی ہے جس میں مخالفین رسول کے نتائج کا ذکر ہے کہ جو شخص ہدایت واضح ہونے کے بعد رسول اللہ کی مخالفت کرے یعنی ان کی سیرت سے بغاوت کرے اور مومنین و مسلمانوں کے راستہ کے علاوہ کسی دوسرے راستہ پر چلے یعنی صحابہ کرام جو حضور کے اسوۂ حسنہ کی عملی تفسیر تھے۔ان کے راستہ سے الگ ہو جائے۔ ایسے شخص کا دنیا میں نتیجہ یہ ہوگا کہ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی. کہ جس طرف وہ پھر رہا ہے اسی طرف اس کو پھیر دیں گے یعنی ہدایت نصیب نہ ہوگی اور آخرت میں نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کو جہنم میں داخل کر دیں گے اور جہنم بہت بری جگہ ہے۔تو ان آیات میں حضور ﷺ کی سیرت پر چلنے کی تاکید ہے اور حضور ﷺ کی سیرت کی مخالفت کرنے پر وعید کا ذکر ہے۔

احادیث کا مطلب

پہلی حدیث

جس کے راوی حضرت ابو ہریرہؓ ہیں فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا میری امت کا ہر شخص جنت میں داخل ہوگا مگر جس نے انکار کیا تو آپ سے سوال

کیا گیا کہ کون شخص ہے جس نے انکار کیا تو آپ نے فرمایا جس شخص نے میری اطاعت اور پیروی کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے میری بات کا انکار کیا تو اس حدیث میں پیغمبر کی اطاعت کی اہمیت اور پیغمبر کی نافرمانی پر وعید کا ذکر ہے۔

دوسری حدیث

جس کے راوی حضرت عبداللہؓ بن عمر ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کی تمام خواہشات اس دین وشریعت کے تابع نہ ہوجائیں جو شریعت میں اللہ کی طرف سے لایا ہوں تو اس حدیث میں بھی پیغمبر کی شریعت پر چلنے کی اہمیت کا ذکر ہے اور شریعت قرآن وحدیث کا مجموعہ ہے اور یہی پیغمبر کی سیرت ہے۔

تیسری حدیث

جس کے راوی حضرت انسؓ ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے میری سنت یعنی میرے طریقے کو پسند کیا اس نے مجھ کو دوست بنایا اور جس نے مجھ کو اپنا محبوب بنالیا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ اس حدیث میں حضور کی محبت کا معیار بتلایا گیا ہے صرف انگوٹھے چوم لینا یا رسول اللہ مدد کے شرکیہ کلمے کہہ لینا اس کا نام محبت رسول نہیں بلکہ محبت رسول کی مدار آپ کی سنتوں اور آپ کے طریقے کو اپنانا ہے تو ایسی محبت کا نتیجہ بھی ذکر کردیا کہ اس کے صلہ میں جنت ملے گی۔

چوتھی حدیث

جس کے راوی حضرت جابرؓ ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک خطبہ میں فرمایا کہ اللہ کی حمد کے بعد یہ بات سمجھو کہ تمام باتوں سے بہتر بات کتاب اللہ یعنی اللہ کی کلام ہے اور تمام طریقوں سے بہتر طریقہ حضور کا اسوۂ حسنہ ہے اور تمام چیزوں سے بدترین چیزیں دین میں دین کے خلاف نئی نکالی ہوئی چیزیں ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

پانچویں حدیث

جس کو روایت کرنے والی حضرت عائشہؓ ہیں وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے ہمارے دین میں کوئی نئی بات دین کے خلاف نکالی جو اس دین میں نہیں ہے تو وہ چیز مردود ہے۔ اس حدیث میں واضح ذکر کردیا گیا ہے کہ حضور کی سیرت وطریقہ کے خلاف جو چیز ہوگی وہ ناقابل عمل اور مردود ہوگی اللہ ہم کو پیغمبر کی سیرت کا تابعدار بنائے۔

حضور ﷺ کی سیرت کا اجمالی نقشہ

اب آپ پیغمبر کی سیرت کا اجمالی نقشہ معلوم کریں۔ حضور ﷺ کا اسوۂ حسنہ اور بہترین نمونہ ہم سب کے لئے جامع ہے۔ آپ کی ہر ادا اور ہر عمل امت کے لئے مشعل راہ ہے۔ ہماری زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے کہ جس کا عملی نمونہ پیغمبر نے نہ دکھلایا ہو اس لئے اگر آپ پیغمبر کے سچے عاشق رسول ہیں۔ تو پیغمبر کی زندگی کے ہر

گوشہ کو دیکھیں کہ پیغمبر نے یہ کام کس طرح کیا ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ کی زندگی میں ہمیں مکمل راہنمائی ملتی ہے۔

حضور ﷺ کا بچپن

اگر آپ کا بچپن ہے تو بھی حضور کی زندگی نمونہ ہے کیونکہ بچپن میں آپ نے اپنے رضاعی بھائی کے حقوق کا خیال رکھا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ کہتی ہیں کہ وہ حضور کو دائیں پستان سے دودھ پلاتی اور دوسرے پستان سے آپ کے رضاعی بھائی کو پلاتی۔ ایک مرتبہ میں نے آپ کو دوسری طرف سے دودھ پلانے کا ارادہ کیا تو آپ نے منہ پھیر لیا۔ اشارہ کیا کہ میں عدل و انصاف کی دعوت دینے آیا ہوں وہ میرے بھائی کا حق ہے۔

حضور ﷺ کی جوانی

اگر آپ کی جوانی ہے تو حضور کی زندگی نمونہ ہے کہ آپ نے کھلا اعلان فرمایا سورۃ یونس میں ہے: فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ.

کہ میں نے چالیس سال کی زندگی کا حصہ تم میں گزارا ہے۔ کیا اب بھی تم میری پاکدامنی وعصمت کو نہیں سمجھتے۔ نبی حسین اتنا ہے کہ اس کے حسن کا مقابلہ سورج و چاند کی روشنی نہیں کرسکتی لیکن پاک اتنا ہے کہ ساری زندگی میں کوئی شخص آپ پر گناہ و برائی و بدنگاہی کا داغ نہیں لگا سکتا۔

نکاح حضور ﷺ کی سنت ہے

اگر آپ نکاح کرتے ہیں تو بھی حضور ﷺ کی زندگی نمونہ ہے کہ نکاح سے مقصد صرف شہوت رانی وشہوت پرستی نہیں ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ اس سے انسان کامل بنتا ہے، نگاہ وشرمگاہ، کی حفاظت ہوتی ہے نکاح عفت وعزت نفس واصلاح نفس کا ذریعہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ نساء میں فرمایا مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ۔ کہ نکاح سے مقصد پاکدامنی ہے۔

حضور ﷺ بحیثیت شوہر

اگر آپ شوہر ہیں تو بھی حضور کی زندگی نمونہ ہے کہ حضور کی گیارہ ازواج مطہرات تھیں۔ پچیس سال کی عمر میں چالیس سالہ حضرت خدیجہؓ بیوہ عورت سے نکاح کیا اور جب تک وہ زندہ رہیں دوسری شادی نہیں کی۔ ان کی وفات کے بعد یکے بعد دیگرے دس عورتوں سے نکاح کیا۔ ان میں آٹھ بیوہ تھیں۔ البتہ حضرت عائشہؓ چھوٹی عمر کی تھیں ان سے آپ کا نکاح ہوا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت خدیجہؓ کے بعد تمام ازواج مطہرات سے زیادہ محبت حضرت عائشہؓ سے تھی مگر حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور تمام بیویوں میں انصاف اور برابری کا اصول پیشِ نظر رکھتے تھے۔ سب کے لئے عدل وانصاف کے تقاضے پورے کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک ہی قسم کا کپڑا تمام بیویوں میں ہوتا تھا اور رات کی باری میں تقسیم فرماتے تھے اور اگر سفر کا ارادہ فرماتے تو بھی انصاف کا تقاضہ پورا کرنے کے لئے قرعہ ڈالتے تھے۔ جس بیوی کا نام نکلتا اس کو ساتھ

لے جاتے۔تمام ازواج مطہرات سے یکساں طور پر دلجوئی فرماتے تھے البتہ یہ فرماتے
اَللّٰھُمَّ ھٰذَا قَسمِیْ فِیْمَا اَملِکُ فَلَا تَلُمْنِیْ فِیْمَا تَمْلِکُ وَلَا اَمْلِکُ
یا اللہ جو تقسیم میرے بس میں ہے وہ میں نے انصاف کے ساتھ کر دی۔نان ونفقہ ہے، حضر وسفر ہے، مکان ہے باری ہے مگر دلی محبت کی کمی زیادتی یہ میرے بس اور اختیار میں نہیں ہے۔اس کو تیرے حوالے کرتا ہوں کیونکہ دل کا تو مالک ہے تو شوہر کو اپنی بیوی کے لئے اس طرح عدل وانصاف وخوش خلقی والا ہونا چاہئے۔ابن ماجہ میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا **خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ** کہ تم سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے بہتر ہو۔میرے پیغمبر نے بیوی کی عظمت کو بڑھایا، بیوی کی جو عظمت وتقدس اسلام میں ہے وہ اور کسی مذہب میں نہیں۔
بخاری ومسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔
مَا غِرْتُ عَلٰی اَحَدٍ مِنْ نِسَآءِ النَّبِیِّ مَاغِرْتُ عَلٰی خَدِیْجَۃَ وَمَا رَاَیْتُھَا وَلٰکِنْ کَانَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُکْثُرُ ذِکْرَھَا۔
کہ طبعی فطری طور پر مجھے اس پر غیرت آتی حضورؐ اکثر حضرت خدیجہؓ کا ذکر فرماتے اور اگر بکری ذبح کرتے تو اس سے حضرت خدیجہؓ کے ساتھ تعلق رکھنے والیوں کی طرف ہدیہ بھیجا کرتے تھے۔ایک بار میں نے کہا بس دنیا میں آپ کی ایک ہی بیوی خدیجہ تھی جس کا آپ بار بار ذکر کرتے ہیں۔وہ بوڑھی تھیں، بیوہ تھیں اللہ نے آپ کو جوان باکرہ حسین بیوی دی ہے۔اس کے ہوتے ہوئے بھی آپ ان کو یاد کرتے ہیں۔فرمایا

عائشہؓ **اِنَّھَا کَانَتْ وَکَانَتْ** خدیجہ تو خدیجہ تھی جب پہلی وحی اتری اور مجھ پر گھبراہٹ ہوئی تو مجھے پہلی تسلی دینے والی وہ تھی اس کا مال دین میں کام آیا۔اس سے اللہ نے مجھے اولاد دی۔جب لوگ مجھے ساحر کاہن مجنون کہتے، راستے میں کانٹے بچھاتے اور پتھر مارتے تھے۔وہی میری مرہم پٹی کرتی تھیں۔میں خدیجہ کے احسانات نہیں بھلا سکتا۔یہ ہے بیوی کی عظمت اور حضرت عائشہؓ کو کہا میں تیرے لئے ایسے ہوں جیسے خاوند ابوزرعہ اپنی بیوی ام زرعہ کے لئے یہ ایک لمبا قصہ ہے۔بخاری شریف میں حدیث ہے جس میں گیارہ عورتوں کی کہانی ہے مطلب یہ ہے کہ جیسے ابوزرعہ ام زرعہ سے انتہائی محبت کرتا ہے اور اس سے خوش اخلاق ہے۔رہن سہن کھانے پینے پہننے میں اس نے بیوی کے ساتھ بہت اچھا معاملہ کر رکھا ہے۔اس طرح محمد ﷺ تیرے لئے ہے اے عائشہؓ۔پھر بیوی کا تعلق خاوند سے دیکھو جب حضور ﷺ نے یہ کہا تو حضرت عائشہؓ نے کہا آپ تو میرے لئے اس سے زیادہ بڑھ کر ہیں میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔

حضور ﷺ بحیثیت والد

اگر تم والد ہو تو حضور ﷺ کی زندگی نمونہ ہے۔فطری طور پر والدین کے دل میں اولاد کی محبت ہوتی ہے۔لیکن محبت کا انداز ایسا بھی نہ ہو کہ جس سے اولاد خراب ہو جائے اور اولاد کی محبت ایسی بھی نہ ہو کہ جن سے والدین ناجائز طریق پر دولت جمع کریں۔اولاد کی عیاشی کا سامان فراہم کریں۔جو والدین اور اولاد کے لئے آخرت کی

بربادی کا سبب بنے بلکہ محبت میں دنیاداری اور دینداری دونوں کا خیال رکھا جائے جیسا کہ حضور ﷺ کی اولاد تھی، لڑکے لڑکیاں تھیں، آپ کو ان سے محبت تھی۔ حضور کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم مدینہ سے تین چار میل کے فاصلہ پر عوالی مدینہ میں ام سیف کے گھر میں پرورش پاتے تھے۔ ام سیف کا شوہر لوہار تھا اس کا گھر اکثر دھویں سے بھرا رہتا تھا مگر اپنے بیٹے کی محبت میں باوجود نظافت طبع کے وہاں پیدل تشریف لے جاتے۔ دھواں برداشت کرتے اپنے صاحبزادہ کو گود میں لیتے اس کو بوسہ دیتے، پھر واپس مدینہ آ جاتے۔ اسی طرح آپ اپنی بیٹی حضرت زینبؓ سے اور زینب کی بیٹی امامہ اپنی نواسی سے بڑی محبت کرتے تھے۔ یہاں تک کہ احادیث میں آتا ہے کہ کبھی حضور ﷺ امامہ کو اپنے کندھے پر سوار کئے ہوئے مسجد میں آتے تھے۔ اسی طرح حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ سے محبت کرتے تھے۔ حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ سے محبت کے واقعات تو بہت مشہور ہیں۔ بہرحال پیغمبر اپنی اولاد سے محبت کرتے تھے مگر روحانی تربیت بھی کرتے۔ حضرت فاطمہؓ سے حضور ﷺ کو بڑی محبت تھی لیکن گھر کا کاروبار خود کرتی تھیں۔ چکی خود پیستی تھیں پانی خود بھرتی تھیں، ایک مرتبہ خادم کا مطالبہ کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا بیٹی تجھے اس سے بہتر چیز نہ بتلاؤں ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۴ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ہر نماز کے بعد اور سونے کے وقت پڑھا کر ایک مرتبہ حضور ﷺ، حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے تو حسنین نے چاندی کے کنگن پہنے ہوئے تھے۔ حضور نے ناپسندیدگی ظاہر فرمائی۔ حضرت فاطمہ کو جب معلوم ہوا تو وہ کنگن

اتار دیئے۔ اس لئے والد اولاد کی محبت کے ساتھ دینی تربیت کرے۔ جب حضرت فاطمہؓ آتیں تو حضور ﷺ کھڑے ہو کر بیٹی کا استقبال کرتے۔ اُس کی پیشانی پر بوسہ دیتے اُمت کو بتایا کہ بیٹی زندہ درگور کرنے کے قابل نہیں بلکہ پیار کے لائق ہے۔
یہ نبی کی سیرت سے ہمیں سبق ملا ہے۔

حضور ﷺ بحیثیت سُسر

اگر آپ سُسر ہیں تو حضور کی زندگی نمونہ ہے۔ حضور ﷺ بیٹیوں کی وجہ سے اپنے دامادوں سے شفقت و محبت کا معاملہ فرماتے تھے۔ جہاں شفقت و محبت کرتے وہاں اصلاح بھی فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے۔ حضرت علیؓ موجود نہ تھے تو آپ نے پوچھا کہ علی کہاں ہیں۔ حضرت فاطمہؓ نے کہا کہ گھریلو معاملات میں کچھ رنجش ہوگئی ہے اس لیے میرے پاس قیلولہ نہیں کیا اور باہر چلے گئے ہیں۔ حضور نے کسی صحابی سے کہا کہ اُن کو تلاش کرو اس نے آ کر خبر دی کہ حضرت علیؓ مسجد کے فرش پر لیٹے ہوئے ہیں۔ حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو بڑے پیار سے کہا قُمْ یَا اَبَا تُرَاب قُمْ یَا اَبَا تُرَابْ۔ اٹھو اے مٹی پر سونے والے محمد تم کو خود جگانے آیا ہے۔ اور حضور ﷺ نے اپنے پاک ہاتھوں سے حضرت علیؓ کے بدن سے مٹی کو جھاڑا اور گھر لے آئے۔ اور جب داماد کو خوش دیکھا تو حضور ﷺ بھی خوش ہوگئے پھر دونوں کو تلقین کی حضرت فاطمہؓ کو کہا فاطمہؓ اگر علیؓ کو تو ناراض کرے گی تو پھر میں بھی ناراض ہوں گا کیونکہ بیوی خاوند کی تابعدار ہوتی ہے

حضور ﷺ نے حضرت علی سے کہا علی! اِنَّ فَاطِمَۃُ بِضْعَۃٌ مِّنِی مَنْ آذَاھَا فَقدآذَانِی

فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔جس نے اس کو دکھایا۔اس نے مجھے دکھایا تو دونوں نے عہد کرلیا کہ ایک دوسرے کے مزاج کے خلاف بات نہ کریں گے۔اسی طرح حضور ﷺ کو حضرت عثمانؓ سے محبت تھی جن کے نکاح میں اپنی دو بیٹیاں حضرت رقیہؓ وام کلثومؓ دیں اسی طرح حضرت زینب کا نکاح ابوالعاص بن ربیع سے ہوا جو آپ کی خالہ کا بیٹا تھا مگر یہ نکاح زمانہ جاہلیت میں ہوا۔حضرت زینب مسلمان تھیں۔اور وہ کافر ومشرک تھا جنگ بدر کے قیدیوں میں ابوالعاص گرفتار ہوکر آیا۔فدیہ لے کر قیدیوں کے رہا کرنے کا حکم ہوا۔ابوالعاص کے پاس فدیہ کی رقم نہ تھی۔حضور ﷺ نے حضرت زینب سے کہا کہ فدیہ کی رقم بھیج دو تو انہوں نے وہ ہار جوان کی والدہ حضرت خدیجہؓ نے ان کو دیا تھا وہ ہار بھیجا تو جب حضور ﷺ نے وہ ہار دیکھا تو حضرت خدیجہؓ کی یاد آئی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔صحابہؓ سے کہا کہ اگر تم راضی ہو تو یہ ہار بیٹی زینبؓ کو واپس بھیج دوں۔جو اس کی والدہ کی یادگار ہے۔تو سب نے رضامندی ظاہر کی ابوالعاص کو رہا کیا گیا تو انہوں نے حضرت زینبؓ کو مدینہ بھیج دیا۔ابوالعاص اسلام سے متاثر تھے اور یہ اسلام لائے تو پھر انہوں نے اپنے معاملات صاف کرکے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور دوبارہ حضرت زینبؓ سے تجدید نکاح ہوا تو رشتہ دامادی کی لاج رکھنا اور داماد سے شفقت محبت کا سلوک کرنا یہ پیغمبر کا اسوۂ حسنہ ہے۔

حضور ﷺ بحیثیت تاجر

اگر آپ تاجر ہیں تو بھی حضور ﷺ کی زندگی آپ کے لئے نمونہ ہے کیونکہ آپ نے اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ ملک شام کی طرف تجارت کے لئے چند بار سفر کیا اور پھر کافی تجربہ کے بعد حضرت خدیجہؓ نے جب آپ کی دیانت وامانت کی شہرت سنی تو اس نے پیغام بھیجا کہ آپ میرا مال تجارت شام لے جائیں اور جو معاوضہ میں دوسروں کو دیتی ہوں آپ کو اس کا دوگنا دوں گی۔تو آپ نے قبول کیا۔اور اس کے مال کے ذریعہ تجارت کی۔آپ تجارت میں معاملہ صاف رکھتے تھے اور جھگڑا نہ کرتے تھے۔اس لئے لاکھوں تاجروں میں آپ کا لقب الصادق اورالامین ہوگیا۔آپ کو صادق امین کہہ کر پکارا جاتا اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا جو تاجر تجارت میں صداقت، دیانت، امانت کا معاملہ کرتا ہے۔وہ قیامت کے دن انبیاء کے ساتھ جنت میں ہوگا۔

حضور ﷺ بحیثیت راعی غنم

اگر آپ چرواہے ہیں تو حضور ﷺ کی زندگی نمونہ ہے کیونکہ حضور نے بچپن میں بکریاں بھی چرائی ہیں بلکہ بخاری میں ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ نَبِیٍ اِلَّا وَقَدْ اَرْعَی الْغَنَمَ

کہ ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں جس سے اشارہ تھا کہ اس نبی نے امت کی گلہ بانی کرنی ہے اور حضور ﷺ نے فرمایا میں نے قریش کی بکریاں چرائی ہیں۔بھیڑ بکریاں وغیرہ چرانا جانوروں کو پالنا ان کے دودھ سے گزارہ کرنا یہ پیغمبر کا اسوۂ حسنہ ہے۔

حضور ﷺ بحیثیت خطیب

اگر آپ خطیب و مبلغ ہیں تو حضور ﷺ کی زندگی نمونہ ہے۔ پیغمبر کا خطاب مختصر اور جامع اور پر اثر اور موقع و محل کے مناسب ہوتا تھا پھر سادگی ہوتی تھی کبھی منبر پر کبھی زمین کے سادہ فرش پر، کبھی اونٹ کی سواری پر، کبھی صفا پہاڑی پر، پھر خطاب بھی انقلابی ہوتا تھا۔

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ھادی
عرب کی زمین جس نے ساری ہلا دی

پھر خطاب بھی سامعین کے حال کے مناسب ہوتا تھا۔ آپ کے خطاب میں توحید، سنت رسالت قیامت، عبادات واخلاق کا درس ہوتا تھا۔ بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے حضورانے فرمایا: **اُوْ تِیتُ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ.**
کہ اللہ نے مجھے جامع کلمات دے کر بھیجا ہے۔

حضور ﷺ بحیثیت مُعلّم

اگر آپ معلم و مدرس ہیں تو حضور کی زندگی نمونہ ہے۔ کہ آپ نے کس طرح شفقت کے ساتھ قرآن وحدیث کی تعلیم دی ہے۔ ابو داؤد کی روایت ہے کہ ایک اعرابی نے مسجد نبوی میں پیشاب کیا صحابہؓ اس کو پکڑنے لگے تو حضور نے فرمایا ایسا نہ کرو کیونکہ یہ مسجد کے آداب سے واقف نہیں ہے اگر یہ بھاگا تو ساری مسجد خراب ہو جائے گی اور اگر اس کا پیشاب رک گیا تو اس کو تکلیف ہوگی۔ میں تو آسانی کا درس

دینے آیا ہوں۔ جب وہ پیشاب سے فارغ ہوا تو حضور نے فرمایا اب اس کو لے آؤ تو اب وہ کانپ رہا تھا کہ سزا ملے گی۔ مگر حضور نے شفقت سے تعلیم دی فرمایا بیٹا۔ **اِنَّمَا الْمَسَاجِدُ بُنِیَتْ لِلصَّلٰوۃِ وَذِکْرِاللّٰہِ** کہ مسجدیں نماز کے لئے اور ذکر کے لئے ہیں۔ پھر آپ نے حضرت بلال سے کہا کہ اس کو سواری دو اور مال بھی دو۔ جب وہ گھر گیا تو سب کو بلایا اور کہا۔

فَوَاللّٰہِ مَارَاَیْتُ مُعَلِّمًا مِثْلَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

کہ جس کو تم ساحر کاھن کہتے ہو میں نے تو اس جیسا شفیق اور مہربان استاد نہیں دیکھا میں نے مسجد میں پیشاب کیا لیکن انہوں نے میرے ساتھ شفقت والا معاملہ کیا تو وہ پورے گھرانے کو لے آیا اور حضور ﷺ کو کہا کہ جیسے مجھے دیوانہ بنایا ان کو بھی کلمہ پڑھاؤ تو وہ سب مسلمان ہو گئے۔

حضور ﷺ بحیثیت اولاد

اگر آپ کسی کی اولاد ہیں تو حضور ﷺ کی زندگی نمونہ ہے۔ جس نے والدین کو عظمت دی ہے۔ ابن ماجہ میں حضرت ابو امامہ کی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: **هُمَا جَنَّتُکَ وَنَارُکَ**

یعنی اگر تو ماں باپ کی غلامی کرے گا تو وہ تیرے لئے جنت کا سبب بنیں گے۔ اگر ان کی توہین و نافرمانی کرے گا وہ تیرے لئے جہنم کا ذریعہ ہوں گے۔ روایات میں ہے جب حضرت حلیمہؓ سعدیہ حضور کو ملنے کے لئے آئی تو حضور ﷺ نے اپنی چادر اس کے

نیچے بچھائی، حضرت حلیمہؓ کی پانی و دودھ سے خدمت کی جب وہ جانے لگی تو حضور ﷺ نے دروازہ تک اس کو پہنچایا۔ سواری پر سوار کیا۔ صحابہؓ نے کہا حضرت یہ بوڑھی عورت کون تھی؟ جس کے لئے آپ نے اتنا اہتمام فرمایا تو آپ نے کہا یہ میری ماں حلیمہ ہے جس نے مجھے دودھ پلایا تھا۔

حضور ﷺ بحیثیت بھائی

اگر آپ کسی کے بھائی ہیں تو حضور ﷺ کی زندگی نمونہ ہے۔ حضور ﷺ نے بہن کے حقوق کا خیال کیا حدیث میں ہے کہ حضور کی رضاعی بہن بی بی شیماء جب غزوہ طائف کے موقع پر قیدیوں کے ساتھ گرفتار ہوکر آئی، ہاتھوں میں ہتھکڑی، پراگندہ بال، پریشان حال، صحابہؓ سے کہتی ہے کہ مجھے کہاں لے جارہے ہوتو صحابہؓ نے حضور محمد عربی کی دربار عالیہ میں لے جانے کو کہا تو اس نے کہا محمد عربی کو میرا سلام دو اور کہو کہ آپ کی بہن شیما تمہارے پاس گرفتار ہوکر آرہی ہے۔ جو تجھے کندھوں پہ اٹھاتی تھی اور تجھے لوری دیتی تھی اور تیرے ساتھ بکریاں چراتی تھی۔ ایک صحابیؓ نے حضور سے آکر کہا کہ ایک عورت ہے اور وہ یہ باتیں کررہی ہے تو حضور ﷺ پریشان ہوکر اٹھے۔ فرمایا یہ میری چادر لے جاؤ میری بہن شیما کے سر پر رکھو اور اس کو چھوڑ دو اور سارے قیدیوں کو بھی چھوڑ دو۔ آج میں اپنی بہن شیما کے احسانات کا بدلہ دیتا ہوں ان سب کو معاف کرتا ہوں۔

حضور ﷺ بحیثیت سالک

اگر آپ صوفی و سالک ہیں اور لوگوں کو ذکر سکھلانے والے ہیں تو حضور ﷺ کی زندگی نمونہ ہے جو پیغمبر، اصحاب صفہ کے ساتھ مسجد نبوی میں بیٹھ کر ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر ذکر کرنا بھی پیغمبر کا اسوۂ حسنہ ہے۔

حضور ﷺ بحیثیت مظلوم

اگر آپ مظلوم ہیں تو پیغمبر کی زندگی نمونہ ہے کہ طائف میں اس پیغمبر کا وجود مبارک پتھروں سے زخمی ہوا۔ اور اُحد میں آپ کے دندان مبارک شہید ہوئے۔ زرہ مبارک ٹکڑے ٹکڑے ہوئی چہرہ مبارک زخمی ہوا۔ پھر بھی آپ دعا کرتے تھے کہ یا اللہ ان کو ہدایت عطا فرما۔

حضور ﷺ بحیثیت فاتح

اگر آپ فاتح ہیں تو حضور ﷺ کی زندگی نمونہ ہے جب مکہ فتح ہوا بخاری شریف میں حضرت عروہؓ بن زبیر کی روایت ہے صحابہ نے کہا اَلْیَوْمُ یَوْمُ الْمَلْحَمَةِ. آج بدلے کا دن ہے جنہوں نے پتھر مارے تھے، اوجھڑیاں ڈالی تھیں، کانٹے بچھائے تھے، شعب ابی طالب میں قید کیا تھا، آج ان سے انتقام لیں گے۔ جب حضور ﷺ کے کان مبارک میں یہ آواز پہنچی تو آپ نے فرمایا: اَلْیَوْمُ یَوْمُ الْمَرْحَمَةِ آج خصوصی رحمت وشفقت کا دن ہے اور آپ نے اعلان کر دیا۔

لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ. آج تم کو ہم نے معاف کردیا ہے۔

آج تمہارے لئے عام معافی کا اعلان کرتا ہوں اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ مَـــنْ

دَخَلَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ فَهُوَ اٰمِنٌ جومسجد حرام میں داخل ہو جائے اس کے لئے امان ہے۔مَنْ دَخَلَ دَارَ اَبِیْ سُفْیَانَ فَهُوَ اٰمِنٌ. جوابوسفیان کے گھر میں داخل ہو اس کے لئے امان ہے۔مَن اَغْلَقَ بَابَهٗ فَهُوَ اٰمِنٌ. جواپنے دروازہ کو بند کرے اس کے لئے امان ہے۔تو فاتح کے لئے پیغمبر کے جگر کی وسعت وپیغمبر کا عدل وانصاف اسوۂ حسنہ ہے۔

حضور ﷺ بحیثیت مہاجر

اگر آپ مہاجر ہیں تو پیغمبر کی زندگی نمونہ ہے۔جس نے کفر کی تلواروں اور نیزوں کی بارش میں وطن کو چھوڑا لیکن حق کا اعلان کیا اور اللہ سے تعلق جوڑا اور ہجرت کا مقصد بتلایا کہ وطن چھوڑنے سے مقصد دین واسلام کے جھنڈے کو بلند کرنا ہے۔اس سے مقصد صرف زمین کا خطہ وٹکڑا لینا نہیں ہے۔

حضور ﷺ بحیثیت حاکم

اگر آپ حاکم، بادشاہ اور فرماں روا ہیں تو عرب وعجم کے فرماں روا کی زندگی نمونہ ہے۔جس نے مدینہ منورہ کے مرکز میں مختصر عرصہ میں اسلامی حکومت قائم کی اور وہیں بیٹھ کر مسلمانوں کی دینی دنیوی ملی ملکی مذہبی، سیاسی ہدایات جاری کیں۔دوسرے بادشاہوں کو اسلام کی دعوت کے خطوط لکھے۔جس سے بڑے مغرور متکبر بادشاہوں کے ایوانوں میں زلزلہ آ گیا۔اس شہنشاہ نبوت نے عجیب شان سے عدل سے انصاف سے اخلاق سے حکمرانی کی۔

حضور ﷺ بحیثیت سپہ سالار

اگر آپ سپہ سالار جرنیل وامیر لشکر ہیں تو حضور ﷺ کی زندگی نمونہ ہے۔کیونکہ آپ نے چھوٹے چھوٹے غزوات وسرایا ومعرکوں میں اکابر صحابہ کو سپہ سالار وامیر لشکر بنایا اور ہدایات جاری کیں اور بڑے بڑے غزوات ومعرکے میں خود بنفس نفیس کمان سنبھالی اور قیادت فرمائی تو جہاد کرنا مجاہدین کی صفوں کو تربیت دینا اور جنگی مشقیں سکھلانا یہ پیغمبر کا اسوۂ حسنہ ہے۔

حضور ﷺ بحیثیت قاضی

اگر آپ قاضی ومفتی ہیں تو حضور ﷺ کی زندگی نمونہ ہے۔کہ آپ شفقت سے سوال کرنیوالوں کے سوالات کے جوابات دیتے تھے اور لوگوں کے جھگڑوں میں قرآن وحدیث کے مطابق فیصلہ کرتے تھے۔جس میں عدل وانصاف کا پیمانہ نظر آتا تھا۔افراط وتفریط ظلم وزیادتی نہ ہوتی تھی۔آپ کا دارالافتاء ودارالقضاء گھر بھی ہوتا تھا۔مسجد بھی ہوتی تھی۔جس وقت کوئی ضرورت مند آتا تو پیغمبر اس کا مسئلہ حل فرماتے تھے۔اب میں آپ کو احادیث کی روشنی میں حضور ﷺ کی سیرت بتلاتا ہوں حضرت حسینؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے تین سوال حضور ﷺ کی سیرت کے بارے میں کئے۔

حضور ﷺ کا عمل............گھر میں تین کام:

شمائل ترمذی میں ہے سَئَلْتُ اَبِیْ عَنْ دُخُوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

کہ میں نے اپنے والد حضرت علیؓ سے سوال کیا کہ حضور ﷺ جب گھر تشریف لے جاتے تو گھر میں آپ کا طریقہ وکیفیت کیا ہوتی تھی؟ تو حضرت علیؓ نے کہا

كَانَ اِذَا اٰوٰى اِلٰى مَنْزِلِهٖ جَزَّءَ دُخُوْلَهٗ ثَلٰثَةَ اَجْزَاءٍ جُزْءً لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَجُزْءً لِاَهْلِهٖ وَجُزْءً لِنَفْسِهٖ ثُمَّ جَزَّءَ جُزْءَهٗ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّاسِ فَيَرُدُّ ذَالِكَ بِالْخَاصَّةِ عَلَى الْعَامَّةِ وَلَا يَدَّخِرُ عَنْهُمْ شَيْئًا.

کہ جب حضور ﷺ گھر آتے تو وقت کو تین حصوں میں تقسیم کرتے۔

پہلا حصہ

اللہ کی عبادت میں خرچ کرتے کیونکہ انسان پر رب کا حق بھی ہے۔ یعنی نماز پڑھنا، ذکر کرنا، دُعا کرنا، یہی شبِ بیداری ہوتی تھی۔ جسمیں رب کو راضی کرتے رب سے مانگتے۔

دوسرا حصہ

گھر والوں کے حقوق ادا کرنے میں خرچ کرتے یعنی گھر والوں سے باتیں کرتے، ان سے ہنسی دل لگی کرتے، ان کے احوال معلوم کرتے، ان کی خبر گیری کرتے کہ تمہارا دن کیسے گزرا کیونکہ انسان پر اہل وعیال کا بھی حق ہے۔

تیسرا حصہ

اپنی ذات کے لئے نکالتے جس میں آپ راحت وآرام کرتے کیونکہ

انسان پر اپنے نفس کا بھی حق ہے۔ پھر جو حصہ اپنے لیے نکالتے اس کو پھر دو حصوں پر تقسیم کرتے۔ ایک حصہ میں آرام کرتے اور دوسرے حصہ میں لوگوں کے احوال معلوم کرتے وہ اس طرح کہ خاص صحابہؓ کرام جو اس وقت حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے ان کے ذریعے عوام تک نفع کی باتیں پہنچتیں۔ اور حضور ان کو ہر قسم کا دینی و دنیوی نفع پہنچاتے اور منافع سے کوئی چیز اُن سے روک نہ رکھتے بلکہ ہر نفع بلا دریغ اُن تک پہنچاتے۔ پھر حضرت علیؓ نے فرمایا۔ شمائل ترمذی میں ہے۔

وَكَانَ مِنْ سِيْرَتِهٖ فِىْ جُزْءِ الْاُمَّةِ اِيْثَارُ اَهْلِ الْفَضْلِ بِاِذْنِهٖ وَقَسْمَهٗ عَلٰى قَدْرِ فَضْلِهِمْ فِى الدِّيْنِ فَمِنْهُمْ ذُوالْحَاجَةِ وَمِنْهُمْ ذُوْ الْحَاجَتَيْنِ وَمِنْهُمْ ذُو الْحَوَائِجِ فَيَتَشَاغَلُ بِهِمْ وَيَشْغَلُهُمْ فِيْمَا يُصْلِحُهُمْ وَالْاُمَّةُ مِنْ مَسْئَلَتِهِمْ عَنْهُ وَاِخْبَارُهُمْ بِالَّذِىْ يَنْبَغِىْ لَهُمْ.

یعنی اس وقت میں آپ کا طریقہ یہ تھا کہ آنے والوں میں سے اہل فضل یعنی اہل علم و عمل کو اجازت دینے میں ترجیح دیتے تھے اور ان کے فضل دینی کے اعتبار سے ان پر تقسیم کرتے تھے۔ بعض اپنی ایک ضرورت کے لئے آتے اور بعض دو ضرورتیں اور بعض تین اور بعض زیادہ ضرورتیں لے کر آتے تو حضور ان سب کی ضروریات کو پورا کرتے تھے اور پھر ان کو ان کاموں میں مشغول کرتے تھے جو ان کے لئے اور تمام امت کی اصلاح کے لئے مفید ہوتے۔ جیسے دینی امور کے سلسلہ میں سوالات کرنا اور ان کے مناسب جوابات دینا پھر حضور ان موجود لوگوں کو فرماتے

لِيُبَلِّغُ الشَّاهِدَ مِنْكُمُ الْغَائِبَ کہ تم میں سے جو موجود ہیں ان علوم و معارف اور اصلاحی باتوں کو ان تک پہنچا دیں۔ جو موجود نہیں ہیں پھر حضور فرماتے:

اَبْلِغُوْنِیْ حَاجَةَ مَنْ لَّا یَسْتَطِیْعُ اِبْلَاغَهَا فَاِنَّهٗ مَنْ اَبْلَغَ سُلْطَانًا حَاجَةَ مَنْ لَا یَسْتَطِیْعُ اِبْلَاغَهَا ثَبَّتَ اللّٰهُ قَدَمَیْهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ.

کہ جو شخص کسی عذر یا شرم یا رعب کی وجہ سے اپنی ضرورت کا اظہار نہیں کر سکا۔ تو اس کی ضرورت مجھ تک پہنچا دو کیونکہ جو ضرورت مند کی ضرورت بادشاہ تک پہنچاتا ہے تو قیامت کے دن اللہ اس کو ثابت قدم رکھے گا۔ پھر فرمایا۔

لَا یُذْکَرُ عِنْدَهٗ اِلَّا ذٰلِکَ وَلَا یُقْبَلُ مِنْ اَحَدٍ غَیْرَهٗ.

کہ حضور ﷺ کی اس خصوصی وقت کی محفل میں ایسی ہی ضروری اور مفید باتوں کا تذکرہ ہوتا تھا اور اس کے علاوہ دوسری فضول باتیں نہیں ہوتی تھیں۔ پھر فرمایا یَدْخُلُوْنَ رُوَّادًا وَلَا یَفْتَرِقُوْنَ اِلَّا عَنْ ذَوَاقٍ کہ صحابہؓ حضور علیہ السلام کی خدمت میں اس وقت کے اندر دینی امور کے طالب بن کر آتے اور بغیر چکھنے کے واپس نہ جاتے یعنی جو دنیوی چیز ہوتی وہ بھی حضور دیتے اور تقسیم فرماتے اور دینی مسائل بھی بتلاتے۔ پھر فرمایا کہ وَیَخْرُجُوْنَ اَدِلَّةً یَعْنِیْ عَلَی الْخَیْرِ

کہ صحابہ اس وقت کی مجلس سے ہدایت و خیر کے مشعل و راہنما بن کر نکلتے تھے جو علوم حاصل فرماتے وہ دوسروں کو پہنچاتے تھے۔

حضور ﷺ کا عمل .... گھر سے باہر گیارہ کام

حضرت حسینؓ فرماتے ہیں۔

فَسَاَلْتُهٗ عَنْ مَخْرَجِهٖ کَیْفَ کَانَ یَصْنَعُ فِیْهِ.

کہ حضور ﷺ جب گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو پھر آپ کا طرز و طریقہ و کیفیت کیسی ہوتی تو حضرت علیؓ نے گیارہ چیزیں ذکر کیں۔

پہلا کام

فرمایا۔ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَخْزِنُ لِسَانَهٗ اِلَّا فِیْمَا یَعْنِیْهِ.

کہ حضور اپنی زبان مبارک کو محفوظ فرماتے بے فائدہ اور فضول بات نہ کرتے بلکہ آپ کی زبان سے ضروری اور مفید بات نکلتی۔

دوسرا کام

وَیُؤَلِّفُهُمْ وَلَا یُنَفِّرُهُمْ

جو لوگ آپ کے پاس آتے آپ ان کی تالیف قلب فرماتے اور ان کو مانوس کرتے ایسی بات نہ کرتے کہ جس وجہ سے ان کو نفرت اور وحشت ہو۔

تیسرا کام

وَیُکْرِمُ کَرِیْمَ کُلِّ قَوْمٍ وَیُوَلِّیْهِ عَلَیْهِمْ

ہر قوم کے بڑے سردار اور معزز کی عزت کرتے اور ان کے ساتھ اکرام و احترام والا معاملہ کرتے بلکہ اپنی طرف سے اس کو قوم کا سردار فرما دیتے تھے۔ تاکہ وہ اسلام کی

طرف مائل ہو پھر اس کی وجہ سے قوم بھی مائل ہو کیونکہ اصل مقصود اسلام کی دعوت تھی۔

چوتھا کام

وَيُحَذِّرُ النَّاسَ. لوگوں کو دینی و دنیاوی نقصان دینے والی چیزوں سے اور عذاب الٰہی سے ڈراتے۔

پانچواں کام:

وَيَحْتَرِسُ مِنْهُمْ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّطْوِىْ عَلٰى اَحَدٍ مِنْهُ بِشْرَهٗ وَلَا خُلُقَهٗ

اور حضور ﷺ خود بھی لوگوں کو تکلیف اور نقصان پہنچانے سے اپنی حفاظت فرماتے مگر اس احتیاط کے باوجود بھی کسی سے اپنی خندہ پیشانی اور خوش خلقی نہیں ہٹاتے تھے۔

چھٹا کام

وَيَتَفَقَّدُ اَصْحَابَهٗ وَيَسْاَلُ النَّاسَ عَمَّا فِى النَّاسِ وَيُحَسِّنُ الْحَسَنَ وَيُقَوِّيْهِ وَيُقَبِّحُ الْقَبِيْحَ وَيُوَهِّيْهِ.

حضور ﷺ اپنے دوستوں کی خبر گیری کرتے اور لوگوں کے حالات معلوم کر کے ان کی اصلاح فرماتے۔ پھر اچھی بات کی تحسین فرماتے جس سے اس کو تقویت ملتی اور بری بات کی برائی بتلا کر اس کو زائل فرماتے اور اس بات سے روک دیتے تھے۔

ساتواں کام

مُعْتَدِلُ الْاَمْرِ غَيْرُ مُخْتَلِفٍ. ہر کام میں اعتدال اور میانہ روی فرماتے۔ آپ کی بات

میں اختلاف نہ ہوتا گڑبڑ نہ ہوتی کہ کبھی کچھ کہہ دیا اور کبھی کچھ کہہ دیا ایک ہی بات ہوتی۔

آٹھواں کام

وَلَا يَغْفُلُ مَخَافَةَ اَنْ يَغْفُلُوْا وَيَمَلُّوْا لوگوں کی اصلاح سے غفلت نہ فرماتے کیونکہ یہ خوف ہوتا کہ وہ غافل ہو جائیں گے اور دین سے اکتا جائیں گے۔ اس لئے ہر وقت لوگوں کی اصلاح کرتے رہتے۔

نواں کام

لِكُلِّ حَالٍ عِنْدَهٗ عَتَادٌ لَا يُقَصِّرُ عَنِ الْحَقِّ وَلَا يُجَاوِزُهٗ.

ہر کام کے لئے آپ کے ہاں ایک خاص انتظام ہوتا حق کے معاملہ میں نہ کبھی کوتاہی کرتے اور نہ تجاوز کرتے۔

دسواں کام

اَلَّذِيْنَ يَلُوْنَهٗ مِنَ النَّاسِ خِيَارُهُمْ

جو لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے والے ہوتے وہ لوگوں میں سے بہترین افراد ہوتے تھے۔ یہ نبی سے فیض وعلوم حاصل کرنے کا ثمرہ تھا۔

گیارہواں کام

اَفْضَلُهُمْ عِنْدَهٗ اَعَمُّهُمْ نَصِيْحَةً وَاَعْظَمُهُمْ عِنْدَهٗ مَنْزِلَةً اَحْسَنُهُمْ

مُوَاسَاۃً وَمُوَازَرَۃً.

حضور ﷺ کے نزدیک افضل وہ ہوتا تھا جس کی خیرخواہی عام ہوتی تھی کہ وہ ہرانسان سے بھلائی کرتا تھا اور حضور کے نزدیک بڑے رتبے والا وہی ہوتا تھا جو مخلوق خدا کی ہمدردی اور مدد زیادہ کرتا تھا۔

حضور ﷺ کا عمل..........مجلس میں سات کام

حضرت حسینؓ فرماتے ہیں۔ فَسَاَلْتُہٗ عَنْ مَجْلِسِہٖ. کہ میں نے حضرت علیؓ سے سوال کیا کہ آپ کی مجلس کا طرز وطریقہ وکیفیت کیا تھی تو آپ نے سات چیزیں ذکر کیں۔

پہلا کام

فرمایا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَا یَقُوْمُ وَلَا یَجْلِسُ اِلَّا عَلٰی ذِکْرٍ

کہ آپ کی نشست و برخواست یعنی مجلس میں بیٹھنا اور اٹھنا سب اللہ کے ذکر کے ساتھ ہوتا۔ جب مجلس میں بیٹھتے تو اللہ کا ذکر کرتے جب اٹھتے تب بھی اللہ کا ذکر ہوتا۔

دوسرا کام

وَاِذَا انْتَھٰی اِلٰی قَوْمٍ جَلَسَ حَیْثُ یَنْتَھِیْ بِہِ الْمَجْلِسُ وَیَاْمُرُ بِذٰلِکَ.

جب حضور ﷺ کسی مجلس میں جاتے تو جہاں جگہ ملتی وہاں بیٹھ جاتے آپ لوگوں کو پھلانگ کر آگے نہ جاتے تھے اور لوگوں کو بھی یہی حکم فرماتے کہ جہاں جگہ ملے وہاں بیٹھ جایا کرو۔ یہ بات ہے کہ جہاں حضور بیٹھ گئے صدر مجلس بن گئے اور حاضرین سامعین وموجودین کا رخ اور توجہ آپ کی طرف ہوجاتی۔

تیسرا کام

یُعْطِیْ کُلَّ جُلَسَائِہٖ بِنَصِیْبِہٖ لَا یَحْسِبُ جَلِیْسُہٗ اِنَّ اَحَدًا اَکْرَمَ عَلَیْہِ مِنْہُ.

حضور ﷺ ہر مجلس میں بیٹھنے والے کا حق ادا فرماتے یعنی بات چیت کرنا بشاشت ومسرت سے پیش آنا جس کا جتنا استحقاق ہوتا آپ پورا فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس ہر بیٹھنے والا یہ خیال کرتا اور سمجھتا کہ حضور ﷺ نے سب سے زیادہ میرا اکرام کیا ہے اور آپ کی مجھ سے محبت واُلفت ہے۔

چوتھا کام

مَنْ جَالَسَہٗ اَوْ فَاوَضَہٗ فِیْ حَاجَۃٍ صَابَرَہٗ حَتّٰی یَکُوْنَ ھُوَ الْمُنْصَرِفُ عَنْہُ

جو حضور ﷺ کے ساتھ آکر بیٹھ جاتا یا کسی کام میں آپ کی طرف رجوع کرتا تو حضور ﷺ اس کے ساتھ بیٹھے رہتے یہاں تک کہ وہ خود اٹھنے کی ابتدا کرے جب وہ اٹھ کر چلتا تو حضور ﷺ بھی اٹھ جاتے۔

پانچواں کام

وَمَنْ سَالَهُ حَاجَةً لَمْ يَرُدَّهُ اِلَّا بِهَا اَوْبِمَيْسُوْرٍ مِنَ الْقَوْلِ قَدْ وَسِعَ النَّاسَ بَسْطَهُ وَخُلُقَهُ فَصَارَ لَهُمْ اَبًا وَصَا رُوْا عِنْدَهُ فِي الْحَقِّ سَوَاءً.

جب کوئی ضرورت مند آپ سے کوئی چیز طلب کرتا تو حضور ﷺ اس کو وہ چیز عطا فرماتے اور اگر وہ چیز نہ ہوتی تو نرمی سے جواب فرماتے آپ کی یہ خندہ پیشانی وخوش خلقی تمام لوگوں کے لئے عام تھی۔اس لئے آپ اس شفقت کی وجہ سے تمام مخلوق کے باپ ہوگئے اور تمام مخلوق حقوق میں آپ کے نزدیک برابر تھی۔

چھٹا کام

مَجْلِسُهُ مَجْلِسُ عِلْمٍ وَحَيَاءٍ وَصَبْرٍ وَاَمَانَةٍ لَا تُرْفَعُ فِيْهِ الْاَصْوَاتُ وَلَا تُؤْبَنُ فِيْهِ الْحُرَمُ وَلَا تُنْثٰى فَلَتَاتُهُ

آپ کی مجلس شرافتوں کا مجموعہ تھی یعنی آپ کی مجلس علم اور حیا اور صبر اور امانت جیسی چیزوں کے ساتھ مزیّن تھی۔آپ کی مجلس میں یہ چیزیں ہوتیں اور لوگ ان چیزوں کو حاصل کرتے آپ کی مجلس میں شور وشغب نہ ہوتا اور نہ اس مجلس میں کسی کی عزت دری کی جاتی اور اس مجلس میں کسی سے لغزش ہوجاتی تو اس کو پھیلایا نہ جاتا اس کی تشہیر نہ ہوتی بلکہ عیوب کو چھپایا جاتا۔

ساتواں کام

مُتَعَادِلِيْنَ يَتَفَاضَلُوْنَ فِيْهِ بِالتَّقْوٰى مُتَوَاضِعِيْنَ يُوَقِّرُوْنَ فِيْهِ الْكَبِيْرَ وَيَرْحَمُوْنَ فِيْهِ الصَّغِيْرَ وَيُؤْثِرُوْنَ ذَا الْحَاجَةِ وَيَحْفَظُوْنَ الْغَرِيْبَ

مجلس والوں کی چھ صفتیں ذکر کیں ہیں۔ایک یہ کہ سب برابر شمار ہوتے تھے کسی کی بڑائی حسب ونسب کی وجہ سے نہ ہوتی بلکہ ایک دوسرے پر فضیلت وعظمت تقویٰ کی وجہ سے تھی۔دوسری یہ کہ سب ایک دوسرے سے تواضع کے ساتھ پیش آنے والے تھے۔تیسری یہ کہ بڑے کی تعظیم کرتے تھے۔چوتھی یہ کہ چھوٹوں پر شفقت کرتے تھے۔پانچویں یہ کہ ضرورت مند کو ترجیح دیتے تھے۔چھٹی یہ کہ مسافر آدمی کی خبر گیری کرتے تھے۔اس روایت میں پیغمبر کے عادات واخلاق کریمانہ وسیرت شریفانہ کا ذکر ہوا ہے۔اب دوسری روایت بھی سنیں جس سے پیغمبر کے اخلاق کی مزید جھلکیاں آپ معلوم کرسکیں گے۔اس میں حضرت حسینؓ فرماتے ہیں کہ

سَاَلْتُ اَبِيْ عَنْ سِيْرَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جُلَسَآءِهٖ

کہ میں نے اپنے والد حضرت علیؓ سے حضور ﷺ کی سیرت کے متعلق سوال کیا کہ پیغمبر کا اپنے اہل مجلس کے ساتھ طرز وطریقہ کیسا تھا تو حضرت علیؓ نے بیس چیزوں کا ذکر کیا ہے۔

حضور ﷺ کی سیرت کی بائیس جھلکیاں

پہلی جھلک

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ دَائِمَ الْبِشْرِ

کہ آپ کا چہرہ ہمیشہ خوش نظر آتا تھا۔آپ کے چہرہ پر نورانی کیفیت ہوتی آپ کا چہرہ مسکراتا چمکتا دمکتا ہوا ہوتا۔آپ کے چہرے پر مسرت کی سرخی ہوتی جیسا کہ دوسری

روایت میں ہے۔ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُتَبَسِّمًا
آپ کے چہرے پر تبسم اور مسکراہٹ کی کیفیت ہوتی مسلمان جب آپس میں ملیں تو چہروں پر بشاشت ہونی چاہئے۔

دوسری جھلک

فرمایا۔سَھْلَ الْخُلُقِ.

آپ خوش خلقی کے ساتھ متصف تھے۔آپ کے اخلاق حسنہ کی نظیر نہیں ملتی۔

تیسری جھلک

فرمایا۔لَیِّنَ الْجَانِبِ لَیْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِیْظٍ

آپ نرم مزاج تھے،نہ آپ کی زبان میں سختی تھی اور نہ دل سخت تھا۔

شمائل ترمذی میں ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ عَشَرَ سِنِیْنَ کہ میں نے دس سال حضور کی خدمت کی۔

فَمَا قَالَ لِیْ اُفٍّ قَطُّ وَمَا قَالَ لِیْ بِشَیْءٍ صَنَعْتُہٗ لِمَ صَنَعْتَہٗ وَلَا بِشَیْئٍ تَرَکْتُہٗ لِمَ تَرَکْتَہٗ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا

یعنی حضور ﷺ نے مجھے اف تک نہیں کہی اور نہ کسی کام کرنے پر فرمایا کہ یہ کام کیوں کیا اور نہ کسی کام نہ کرنے پر مجھے کہا کہ یہ کام کیوں نہیں کیا۔حضور ﷺ اخلاق میں تمام دنیا سے بہتر تھے بلکہ دوسری روایت میں ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔

مَاقَھَرَنِیْ وَلَا ضَرَبَنِیْ وَلَا شَتَمَنِیْ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حضور ﷺ نے اتنی مدت میں نہ مجھے جھڑکا،نہ مجھے مارا اور نہ مجھے سخت الفاظ کہے۔

شمائل ترمذی میں ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔

لَا یَجْزِیْ بِالسَّیِّئَۃِ اَلسَّیِّئَۃَ وَلٰکِنْ یَعْفُوْا وَیَصْفَحُ

کہ آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہ دیتے بلکہ معاف کر دیتے۔

چوتھی جھلک

وَلَاسَخَّابٍ

آپ چلا کر نہ بولتے تھے آپ کے بولنے میں بھی وقار تھا۔حضرت عائشہؓ کی روایت ہے وَلَا سَخَّابًا فِیْ الْاَسْوَاقِ. کہ حضور بازار میں چلا کر بات نہ کرتے بلکہ وقار سے بات کرتے۔

پانچویں جھلک

وَلَا فَحَّاشٍ.

آپ فحش گوئی کرنے والے نہ تھے۔حضرت عائشہؓ کی روایت میں ہے لَمْ یَکُنْ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا. کہ حضور ﷺ طبعًا بھی فحش بات نہ کرتے اور باتکلف بھی فحش بات نہ کرتے تھے۔

چھٹی جھلک

وَلَا عَیَّابِ

آپ کسی کے عیب نہ نکالتے۔ عیب گیری نہ کرتے۔ دوسروں کے عیوب کو نہ پکڑتے۔

ساتویں جھلک

وَلَا مُشَاحٍ

اس کے تین معانی ہیں۔ پہلا معنی کہ آپ کسی کی تعریف میں حد سے زیادہ مبالغہ نہ کرتے جیسے آج کا ماحول خوشامد کے لئے بڑھا چڑھا کر کسی کی تعریف کرنا اس سے خدا ناراض ہوتا ہے۔ دوسرا معنی حد سے زیادہ مذاق کرنے والے نہ تھے البتہ کبھی دل لگی کی بات کر لیتے تھے۔ تیسرا معنی آپ بخیل نہ تھے۔ آپ کی علمی و مالی سخاوت بے مثال تھی۔

آٹھویں جھلک

یَتَغَافَلُ عَمَّا لَا یَشْتَھِی.

اگر آپ کو کوئی چیز ناپسند ہوتی تو آپ ایسی بات سے اعراض کر لیتے گویا سنی ہی نہیں۔ اس کی طرف التفات وتوجہ نہ کرتے۔

نویں جھلک

وَلَا یُؤْیِسُ مِنْهُ وَلَا یُجِیْبُ فِیْهِ.

اگر دوسرے کی کوئی خواہش حضور ﷺ کو پسند نہ ہوتی تو اس کو مایوس بھی نہ کرتے تھے

اور اس سے وعدہ بھی نہ فرماتے تھے۔

دسویں جھلک

قَدْ تَرَکَ نَفْسَهٗ مِنْ ثَلٰثٍ الْمِرَآءِ وَالْاِکْبَارِ وَمَالَا یَعْنِیْهِ.

حضور ﷺ نے تین چیزوں سے اپنے آپ کو بالکل علیحدہ اور دور کر رکھا تھا۔ ایک جھگڑا، دوسرا تکبر کرنا، تیسرا فضول اور بیکار باتیں کرنا۔ یہ پیغمبر کی سیرت ہے اس کو اپناؤ مگر آج دنیا ان قبیح چیزوں میں مشغول نظر آتی ہے۔

گیارہویں جھلک

وَتَرَکَ النَّاسَ مِنْ ثَلٰثٍ کَانَ لَا یَذُمُّ اَحَدًا وَلَا یُعِیْبُهٗ وَلَا یَطْلُبُ عَوْرَتَهٗ

حضور ﷺ نے تین باتوں سے لوگوں کو بچا رکھا تھا ایک یہ کہ کسی کی مذمت نہ کرتے تھے۔ دوسرا یہ کہ کسی کو عیب نہ لگاتے تھے۔ تیسرا یہ کہ کسی کے عیب کو تلاش نہ کرتے تھے۔

بارہویں جھلک

وَلَا یَتَکَلَّمُ اِلَّا فِیْمَا رَجَا ثَوَابَهٗ

حضور ﷺ کی کلام اور گفتگو وہ ہوتی جس پر اجر وثواب ملتا جیسے اللہ کا ذکر ہے تسبیح و تحمید ہے۔ بھلائی کی دعوت ہے برائی سے روکنا ہے۔

تیرہویں جھلک

وَإِذَا تَكَلَّمَ اَطْرَقَ جُلَسَائُهُ كَاَنَّمَا عَلٰى رُؤُسِهِمُ الطَّيْرُ فَإِذَاسَكَتَ تَكَلَّمُوْا.

جب حضور ﷺ گفتگو کرتے تو مجلس کے حاضرین صحابہ کرامؓ اس طرح گردن جھکا کر بیٹھتے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔یعنی ذرہ برابر بھی حرکت نہ ہوتی تھی کیونکہ تھوڑی حرکت سے بھی پرندہ اڑ جاتا ہے۔مقصد یہ کہ پوری توجہ سے بات سنتے پھر جب آپ خاموش ہوتے تو صحابہ کرامؓ کلام کرتے۔حضور ﷺ کی گفتگو کے دوران کوئی گفتگو نہ کرتا بلکہ پوری توجہ سے بات سنتے۔اگر کسی کو بولنا ہوتا تو بعد میں آپ سے بات کرتے یہ پیغمبر کی سیرت ہے اور مجلس کے آداب سے ہے۔

اسی طرح قرآن وحدیث کو سنو کہ تمہاری مکمل توجہ ہو۔

چودھویں جھلک

لَا يَتَنَازَعُوْنَ عِنْدَهُ الْحَدِيْثَ.

حضور ﷺ کی موجودگی میں آپ کی بات میں کوئی نزاع نہ کرتا۔

پندرہویں جھلک

وَمَنْ تَكَلَّمَ عِنْدَهُ اَنْصِتُوْا لَهُ حَتّٰى يَفْرُغَ.

جب کوئی شخص بات کرتا تو اس کے بات کرنے تک سب صحابہؓ خاموش رہتے۔یہاں تک کہ وہ بات سے فارغ ہوجاتا۔

سولھویں جھلک

حَدِيْثُهُمْ عِنْدَهُ حَدِيْثُ اَوَّلِهِمْ

حضور ﷺ مجلس میں ہر شخص کی بات توجہ سے سنتے ایسے جیسے پہلے شخص کی گفتگو توجہ کے ساتھ سنی جاتی ہے یعنی آپ کی مجلس ان مجالس کی طرح نہ ہوتی کہ ابتداء میں توجہ تام ہوتی اور پھر کچھ دیر کے بعد آدمی اکتانا شروع ہوجائے بلکہ آپ کی مجلس میں ابتدا سے لے کر آخر تک ہر ایک کی بات پوری توجہ سے سنی جاتی۔

سترہویں جھلک

يَضْحَكُ مِمَّا يَضْحَكُوْنَ مِنْهُ

جس بات سے لوگ ہنستے حضور ﷺ بھی تبسم فرماتے روکھا پن نہیں تھا۔بلکہ احباب کے ساتھ گھل مل کر رہتے تھے۔

اٹھارہویں جھلک

وَيَتَعَجَّبُ مِمَّايَتَعَجَّبُوْنَ مِنْهُ

جس سے لوگ تعجب کرتے تو آپ اس تعجب میں شریک ہوجاتے یہ نہیں کہ چپ چاپ بالکل الگ تھلگ ہوں بلکہ احباب مجلس کے ساتھ شریک ہوتے۔

انیسویں جھلک

وَیَصْبِرُ لِلْغَرِیْبِ عَلَی الْجَفْوَۃِ فِیْ مَنْطِقِهٖ وَمَسْئَلَتِهٖ

اگر کوئی اجنبی مسافر آدمی بدوی دیہاتی آداب سے غیر واقف، سخت گفتگو کرتا یا کسی چیز کے مانگنے پر بدتمیزی کا مظاہرہ کرتا تو آپ صبر فرماتے جیسا کہ بخاری کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک بدوی آیا حضور ﷺ کی چادر سے پکڑ کر اتنی زور سے کھینچا کہ گردن پر نشان پڑ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا کہتا ہے کہنے لگا بیت المال کے مال سے مجھے مال دو، غلہ اونٹوں پر لدوا دو۔ یہ مال تمہارا نہیں، نہ تمہارے باپ کا ہے یہ بیت المال کا مال ہے۔ ہمارا مال ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللهِ. حضور ﷺ مسکرائے اور فرمایا اس کو مال دو اور غلہ اس کو لدوا دیا۔

بیسویں جھلک

یَقُوْلُ اِذَا رَاَئیْتُمْ طَالِبَ حَاجَۃٍ یَطْلُبُهَا فَارْفُدُوْهُ.

آپ تاکید فرماتے تھے کہ اگر کسی ضرورت مند، طالب حاجت کو دیکھو تو اس کی امداد کیا کرو۔

اکیسویں جھلک

وَلَا یَقْبِلُ الثَّنَاءُ اِلَّا مِنْ مُکَافِیءٍ.

اگر کوئی حضور ﷺ کی تعریف کرتا تو آپ اس کو گوارا نہ فرماتے۔ البتہ اگر بطور شکریہ اداء احسان کے لئے کوئی آپ کی تعریف کرتا تو آپ خاموش ہو جاتے کیونکہ احسان کا

شکریہ ادا کرنا ایک فرض منصبی ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو قبول کر لیتے۔

بائیسویں جھلک

وَلَا یَقْطَعُ عَلٰی اَحَدٍ حَدِیْثَهٗ حَتّٰی یَجُوْزَ فَیَقْطَعَهٗ بِنَهْیٍ اَوْ قِیَامٍ.

آپ کسی گفتگو کو کاٹتے نہ تھے کہ دوسروں کی گفتگو کے درمیان اپنی بات شروع کر دیں اس طرح نہ کرتے تھے۔ البتہ اگر کوئی شخص حد سے تجاوز کرتا تو پھر حضور ﷺ اس کو روک دیتے تھے اور اس کی بات کو قطع کر دیتے یا حضور اس مجلس سے خود اٹھ کر تشریف لے جاتے تھے۔ یہ بھی پیغمبر کی سیرت ہے کہ اگر طاقت ہے تو اس کو روک دو۔ ورنہ اس مجلس سے اٹھ جاؤ۔ پیغمبر کی سیرت کا ہر گوشہ نرالا ہے۔ پیغمبر نے ہمیں زندگی کا ہر انداز سکھایا ہے لیکن آج ربیع الاول میں چراغاں، روشنیاں، جھنڈیاں، جلوس روضہ کی شبیہ یہ رسم و رواج خرافات و بدعات کی جاتی ہیں جو کہ سراسر غلط ہیں۔

حضور ﷺ کا چلنا کیسا تھا

حضرت علیؓ کہتے ہیں۔ اِذَا مَشٰی تَقَلَّعَ کَاَنَّمَا یَنْحَطُّ فِیْ صَبَبٍ. کہ جب حضور ﷺ چلتے تو قدم قوت سے اٹھاتے یعنی پاؤں گھسیٹ کر نہیں چلتے تھے۔ یہ زنانہ چال ہے۔ آپ مردانہ چال چلتے پھر آگے کی طرف جھک کر چلتے گویا کہ پستی کی طرف چل رہے ہیں۔ سینہ تان کر نہ چلتے یہ متکبرانہ چال ہے۔

حضور ﷺ کی عبادت کیسی تھی

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُصَلِّیْ حَتّٰی تَرِمَ قَدَمَاہُ . آپ اتنی نماز پڑھتے کہ پاؤں پر ورم آجاتی تو کسی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ تو مغفور ہیں۔ اللہ نے آپ کے لئے مغفرت کی بشارت دے دی ہے تو فرمایا۔ اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا. کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

ہم سے یہ تو نہیں ہوسکتا کم از کم فرض نمازوں کی تو پابندی کریں۔

حضور ﷺ کی توجہ کیسی تھی

شمائل ترمذی میں حضرت علیؓ کی روایت ہے فرمایا اِذَا الْتَفَتَ اِلْتَفَتَ مَعًا. جب آپ کسی کی طرف متوجہ ہوتے تو پورے بدن سے پھر کر متوجہ ہوتے۔

حضور ﷺ کی نگاہ کی کیفیت کیسی تھی

حضرت ہندؓ بن ابی ہالہ کی روایت ہے فرمایا۔ خَافِضُ الطَّرْفِ. آپ کی نگاہ نیچے ہوتی۔ نَظْرُہٗ اِلَی الْاَرْضِ اَکْثَرُ مِنْ نَظْرِہٖ اِلَی السَّمَآءِ. آپ کی نگاہ بنسبت آسمان کے زمین کی طرف زیادہ رہتی تھی۔ اس میں عاجزی بھی ہے اور نگاہ کی حفاظت بھی ہے۔ اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ راستہ کے تین حق ہیں۔ ایک ہے غَضُّ الْبَصَرِ. کہ نگاہ نیچی ہو۔ غلط نگاہ سے آنکھ کو بچاؤ۔ وہ پیر صحیح نہیں ہے جو مردوں عورتوں کے جھرمٹ میں بیٹھتا ہے۔ عورتوں کو بے پردہ دیکھتا ہے۔ مسند احمد میں حضرت ام سلمہؓ کی روایت ہے ایک مرتبہ عبداللہ ابن مکتوم نابینا صحابیؓ آئے تو حضور ﷺ نے عائشہؓ و حفصہؓ سے کہا پردہ کرو۔ کہنے لگیں حضرت یہ تو نابینا ہے۔ ہمیں نہیں

دیکھ رہا تو فرمایا۔ اَفَعَمْیَاوَانِ اَنْتُمَا. کہ تم تو نابینی نہیں ہو۔ اس لئے مرد و عورت دونوں نگاہ کی حفاظت کریں۔ دوسرا فرمایا۔ اِمَاطَةُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ اگر کوئی تکلیف دینے والی چیز ہے گندگی ہے یا خاردار ٹہنی یا پتھر روڑا ہے۔ اس کو ہٹانا۔ تیسرا فرمایا وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ اَوْمَنْ لَمْ تَعْرِفْ. ہر مسلمان کو سلام کہو اس کو تم پہچانو یا نہ تمہارا واقف ہے یا نہیں۔

حضور ﷺ کا دیکھنا کیسا ہوتا؟

ہندؓ بن ابی ہالہ کی روایت ہے فرمایا۔ جُلُّ نَظْرِہِ الْمُلَاحَظَة. آپ کی عادت آنکھ کے گوشہ سے دیکھنے کی ہوتی کیونکہ آپ انتہائی حیا و شرم کی وجہ سے پوری آنکھ بھر کر نہ دیکھتے تھے۔

حضور ﷺ کی صحابہ کے ساتھ چلنے کی کیفیت کیا تھی؟

فرمایا یَسُوْقُ اَصْحَابَهٗ. کبھی حضور ﷺ سائق ہوتے کہ صحابہؓ کو آگے کر دیتے اور آپ پیچھے چلتے تھے۔ اور کبھی حضور صحابہؓ کے آگے بھی ہوتے۔ راہنمائی کے لئے اور تواضع کے اظہار کے لئے کبھی پیچھے چلتے۔

حضور ﷺ کا ملنا کیسے تھا؟

جب کسی کو ملو سلام کہو۔ یہ پیغمبر کی سیرت ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں فرمایا۔ یَبْدَءُ مَنْ لَقِیَ

بِالسَّلَامِ کہ حضور جس سے ملتے تو ابتدا اسلام سے کرتے تھے آپ نے فرمایا اَفْشُو السَّلَام سلام کو پھیلاؤ بڑا چھوٹے کو چلنے والے بیٹھنے والے کو سوار پیادہ کو سلام کہے۔

حضور ﷺ کی سخاوت کیسے تھی؟

فرمایا اَجُوَدُ النَّاسِ صَدُراً کسی کے سینہ میں اتنی سخاوت نہ تھی جتنی آپ سخی تھے۔ ایک شخص پیغمبر کی خدمت میں آیا۔ حضور ﷺ نے اس کو چالیس بکریاں دیں تو وہ اپنی قوم کے پاس گیا کہنے لگا میری قوم اسلام قبول کرو کیونکہ محمد ﷺ اتنے کھلے دل سے عطا کرتے ہیں کہ جس سے کسی کو مفلسی کا ڈر بھی نہیں رہتا۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔ مَاسُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ قَطُّ فَقَالَ لَا کہ حضور سے جب کسی نے مانگا تو آپ نے انکار نہیں کیا اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کَانَ رَسُوْلُ اللهِ اَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مَنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ. ہوا اتنی تیز نہ چلتی تھی جتنی حضور ﷺ کی سخاوت تیز ہوتی تھی۔

حضور ﷺ کا خوف خدا کیسے تھا؟

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ ساری رات حضور ﷺ نے اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُکَ وَاِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ کی آیت پڑھتے پڑھتے روتے روتے گزار دی۔ بخاری شریف میں ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اِقْرَاءُ عَلَیَّ مجھے قرآن سناؤ۔ میں نے کہا آپ پر تو قرآن اتار اگیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهٗ مِنْ غَيْرِیْ. میں دوسرے سے قرآن کا سننا پسند کرتا ہوں۔ تو میں نے سورۃ نساء کی آیات پڑھیں جب اس آیت پر

پہنچا۔ فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِکَ عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا جس میں قیامت کا حال تھا۔ تو فَالْتَفَتُّ اِلَيْهِ فَاِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ میں نے دیکھا حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ حضرت عبداللہ بن شخیر کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے سینہ مبارک سے رونے کی وجہ سے ایسی آواز نکل رہی تھی۔ جیسے ہانڈی کے جوش مارنے کی آواز ہوتی ہے۔

حضور ﷺ کا توکل کیسا تھا؟

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضور نے ایک مجذوم کوڑھ کی بیماری والے کا ہاتھ پکڑا اور اس کے ساتھ مل کر ایک رکابی میں کھانا کھایا۔ اور کہا میرا اللہ پر بھروسہ ہے۔

حضور ﷺ نے مساوات کا درس کیسے دیا؟

سفر و حضر میں حضور ﷺ صحابہ کرام کے ساتھ کام کر رہے ہیں کبھی آپ جنگل سے لکڑیاں لا رہے ہیں کبھی مسجد نبوی کی تعمیر میں صحابہ کے ساتھ مزدور کی حیثیت سے برابر کے پتھر اٹھا رہے ہیں۔

حضور ﷺ کی غریبوں سے محبت کیسی تھی؟

حضرت ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے غریبوں میں تلاش کرو کیونکہ تمہیں اللہ کا رزق اور اللہ کی مدد ان غریب مسلمانوں کی وجہ سے ملتی ہے۔

حضور ﷺ کا یتیموں سے تعلق کیسا تھا؟

بخاری شریف میں حضرت سہلؓ بن سعد کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا جو یتیم کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرے گا ان بالوں کے برابر اس کو ثواب ملے گا اور فرمایا۔ اَنَا وَ کَافِلُ الْیَتِیْمِ کَھَاتَیْنِ جس طرح یہ دو انگلیاں قریب ہیں اسی طرح یتیم کی کفالت کرنے والا میرے قریب ہوگا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ عید کے دن عید گاہ جا رہے تھے۔ ایک یتیم بچہ رو رہا تھا تو حضور ﷺ نے وجہ پوچھی کہنے لگا میرا والد نہیں جو مجھے بازار سے عمدہ کپڑے لا کر دیتا اور والدہ نہیں جو مجھے غسل دے کر کپڑے پہناتی، سرمہ لگاتی تو حضور نے فرمایا بیٹا پریشان نہ ہو۔ اِنَّ مُحَمَّدًا اَبُوْکَ وَعَائِشَۃَ اُمُّکَ۔ میں تیرا باپ ہوں اور عائشہ تیری ماں ہے۔ پھر آپ نے عائشہؓ سے کہا کہ اگر جنت کا نقد سودا کرنا ہے تو اس روتے ہوئے یتیم کو ہنستا ہوا لے آ حضرت عائشہؓ نے اس کو نہلایا۔ پھر کپڑے پہنائے، آنکھوں میں سرمہ لگایا۔ اب وہ بچہ ہنس پڑتا ہے۔ حضور نے فرمایا اگر آج تیرا باپ ہوتا تو کیا کرتا کہنے لگا مجھے کندھوں پر اٹھاتا عید گاہ لے جاتا فرمایا آج تیرا باپ محمد ہے۔ تو آج میرے کندھوں پر سوار ہو جا یہ پیغمبر کی سیرت ہے۔

حضور ﷺ کے اخلاق کریمانہ

آپ بڑوں کا احترام کرتے تھے۔ ایک مرتبہ فتح مکہ کے بعد حضرت ابو بکرؓ اپنے بوڑھے باپ کو جو کمزور نگاہ والے تھے، سہارا دے کر حضور ﷺ کی خدمت میں

اسلام کی بیعت کروانے لے آئے۔ تو حضور نے فرمایا ابو بکر تم نے ان کو کیوں تکلیف دی ہے۔ مجھے بتلاتے میں خود ان کے پاس چل کر جاتا۔

حضور ﷺ کی بچوں پر شفقت

بچوں کو خود السلام علیکم کہتے۔ ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے، ان کو اپنی گود میں بٹھاتے۔

حضور ﷺ کی تواضع کیسی تھی؟

مجلس میں کبھی پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھتے تھے۔ مصافحہ کے لئے خود ہاتھ بڑھاتے۔ پھر سلام میں خود ابتداء کرتے تھے۔ شمائل ترمذی میں ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَعُوْدُ الْمَرِیْضَ. کہ جب کوئی بیمار ہوتا تو آپؐ اس کی طبع پرسی کے لئے تشریف لے جاتے۔ وَیَشْھَدُ الْجَنَازَۃَ. آپؐ جنازہ میں حاضر ہوتے۔ وَیَرْکَبُ الْحِمَارَ اور گدھے پر بھی سواری کرتے۔ وَیُجِیْبُ الْعَبْدَ. اور غلاموں کی دعوت قبول کرتے۔

حضور ﷺ کا عدل وانصاف کیسا تھا؟

بخاری اور مسلم میں ہے کہ فاطمہ نامی عورت نے چوری کی اس کے قبیلہ کے لوگوں نے کہا کہ حضور ﷺ سے سفارش کی جائے کہ اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ اگر ہاتھ کاٹا گیا تو ہماری ناک کٹ جائے گی۔ تو صحابہؓ نے کہا کہ اسامہؓ حضورؐ کے محبوب ہیں۔ ان کو کہو وہ حضورؐ سے کہیں تو اسامہؓ نے حضورؐ سے کہا تو حضورؐ نے فرمایا کہ اے

اُسامہؓ اللہ کے حدود میں سفارش کرتے ہو۔سنو اگر فاطمہؓ بنت محمدؐ بھی چوری کرتی تو محمدؐ اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا اس لئے عدل کا تقاضا یہ ہے کہ جو بھی غلط کام کا ارتکاب کرے گا اس پر حد جاری ہوگی۔

بہرحال پیغمبر کی سیرت ہمارے لئے نمونہ ہے۔شمائل ترمذی میں ہے حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ مَاذَا كَانَ يَعْمَلُ رَسُوْلُ اللهِ فِيْ بَيْتِهٖ
حضور گھر میں کیا کرتے تھے۔کہنے لگی۔كَانَ بَشَرًا مِنَ الْبَشَرِ. حضور ﷺ انسان تھے اب حضور کی بشریت کا عقیدہ بھی پیغمبر کی سیرت ہے۔يَفْلِيْ ثَوْبَهٗ اپنے کپڑے سے جوں کو خود تلاش کر لیتے جوں پسینہ کی بو اور بدن کی میل سے پیدا ہوتی ہے۔حضور ﷺ کا بدن میل کچیل سے پاک آپ کا پسینہ بھی خوشبو والا اس لئے بعض علماء نے کہا کہ ممکن ہے کسی دوسرے کی جوں آ گئی ہو اور اس کو تلاش کیا ہو لیکن راجح بات یہ ہے کہ آپ نے یہ تعلیم امت کے لئے کیا تھا۔کہ ہر شخص خود اس کا اہتمام کرے۔
وَيَحْلِبُ شَاتَهٗ آپ بکری کا دودھ خود نکال لیتے تھے۔وَيَخْدِمُ نَفْسَهٗ. اپنا کام خود ہی کر لیتے تھے۔دوسری روایت میں ہے۔وَيَخِيْطُ ثَوْبَهٗ. اپنا کپڑا خود سی لیا کرتے۔وَيَخْصِفُ نَعْلَهٗ اور اپنے جوتے کو خود پیوند لگا لیتے تھے۔وَيَكْنِسُ بَيْتَهٗ. کبھی گھر میں صفائی کے لئے خود جھاڑو دے دیتے تھے۔آئیے پیغمبر کی عادات اپنائیں اور ہر ہر ادا میں غلامی کریں۔

حضور ﷺ کا لباس کیسا تھا؟

حضور ﷺ سر مبارک پر اکثر سفید ٹوپی پہنا کرتے تھے۔اور اس کے اوپر عمامہ باندھتے تھے۔حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا گیا کہ عمامہ باندھنا سنت ہے تو انہوں نے کہا کہ سنت ہے۔پھر عمامہ کا شملہ اکثر کندھوں کے درمیان ہوتا۔یہ ابن عمر کی روایت ہے۔كَانَ النَّبِيُّ اِذَا اعْتَمَّ سَدَلَ عَمَا مَتَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ. عمامہ کا رنگ سفید بھی ہوتا اور سیاہ بھی ہوتا۔جیسا کہ شمائل ترمذی میں حضرت جابرؓ کی روایت میں ہے۔دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلَيْهِ عَمَامَةٌ سَوْدَا حضور ﷺ جب فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے تو آپ پر سیاہ عمامہ تھا اور حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں ہے۔اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَيْهِ عَمَامَةٌ سَوْدَا کہ مرض الوفات میں جو آپ نے آخری خطبہ دیا اور آپ ممبر پر تشریف لائے اور خطبہ دیا تو آپ پر سیاہ عمامہ تھا۔بہرحال ٹوپی ہو پھر اس پر عمامہ ہو یہ سنت رسول ہے۔حضورؐ نے فرمایا عمامہ پہنو اس سے حلم میں بڑھو گے۔پھر آپ کو قمیص زیادہ پسند تھی کیونکہ اس میں ستر زیادہ ہے اور زینت بھی زیادہ ہے۔آپ کی قمیص کی آستین نہ زیادہ تنگ اور نہ زیادہ کشادہ تھی بلکہ درمیانی ہوتی۔اور آستین زیادہ لمبی بھی نہ ہوتی بلکہ ہاتھ کے گٹے تک ہوتی اور قمیض زیادہ لمبی بھی نہ ہوتی بلکہ ٹخنوں سے اونچی ہوتی۔قمیض کا گریبان سینہ پر ہوتا۔کبھی آپ قمیض کا گریبان کھول لیتے تھے۔آپ کا سینہ مبارک نظر آتا اور گریبان میں گھنڈیاں ہوتیں۔کبھی ان کو بند کر لیتے۔یہ سنت ہے۔

حضور ﷺ تہبند باندھتے تھے

لنگی باندھنا پیغمبر کی سنت ہے۔اور پاجامہ پہننا بعض روایات سے ثابت ہے اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے۔کہ پہننے کے لئے خریدا اور پسند کیا مگر پہنا نہیں لیکن صحابہؓ کو پہنتے ہوئے دیکھا۔اس لئے پاجامہ پہننا بھی سنت ہوا۔

شمائل ترمذی میں ہے آپ کی تہبند نصف پنڈلی تک ہوتی۔اور فرمایا کہ اس سے نیچے ٹخنوں تک ہوتو حرج نہیں۔اور اگر ٹخنوں سے نیچے ہوتو فرمایا بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے **مَا اَسۡفَلَ مِنَ الۡکَعۡبَیۡنِ مِنَ الۡاِزَارِ فِی النَّارِ.** کہ جتنا حصہ ٹخنوں سے نیچے لٹکے گا وہ جہنم میں ہوگا۔اور جو تکبر سے اس طرح لٹکائے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف رحمت وشفقت کی نگاہ نہیں کریں گے۔پھر حضور ﷺ کی لنگی کا اگلا حصہ پچھلے حصہ سے قدرے نیچے ہوتا تھا۔

حضور ﷺ اپنے اوپر چادر بھی اوڑھتے تھے

کبھی سیاہ بالوں کی چادر ہوتی اور کبھی یمنی منقش دھاریوں والی،کبھی سفید ہوتی اور کبھی سبز اور حضور ﷺ کو زیادہ محبوب لباس سفید تھا۔شمائل ترمذی میں حضرت سمرہ بن جندبؓ کی روایت ہے آپ نے فرمایا **اَلۡبِسُوۡا الۡبَیَاضَ فَاِنَّمَا اَطۡهَرُ وَاَطۡیَبُ.** سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ یہ زیادہ پاک وصاف رہتے ہیں۔

حضور ﷺ کبھی جبہ بھی پہنتے تھے

بخاری شریف میں ہے حضرت مغیرہؓ بن شعبہ فرماتے ہیں۔**اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَبِسَ جُبَّةً رُوۡمِیَّةً ضَیِّقَةَ الۡکُمَّیۡنِ.** کہ حضور ﷺ نے رومی جبہ پہنا کہ جس کی آستینیں تنگ تھیں۔حضور ﷺ کا لباس سادہ ہوتا جس سے ضرورت پوری ہوجائے جو میسر ہوتا وہ پہنتے۔لباس میں تکلف نہ کرتے تھے۔کبھی ایسی چادر وقمیض بھی ہوتی جس میں پیوند لگے ہوتے تھے۔مگر لباس کو صاف ستھرا رکھتے تھے۔میلا کچیلا لباس گندے کپڑے پہننا پسند نہ کرتے تھے۔جب صحابہؓ نے کہا کہ حضرت تکبر اور غرور تو مذموم چیز ہے۔لیکن ہر انسان چاہتا ہے کہ میرے کپڑے اچھے ہوں۔میرا لباس اچھا ہو۔میری جوتی اچھی ہوتو اس پر حضورؐ نے فرمایا۔ **اِنَّ اللّٰهَ جَمِیۡلٌ یُحِبُّ الۡجَمَالَ.** اللہ جمیل ہے جمال کو پسند کرتا ہے۔تو انسان اچھا صاف لباس پہنے اس کو اللہ پسند کرتا ہے۔یہ تکبر نہیں ہے۔

حضور ﷺ کا کھانا کیسے تھا؟

آپؐ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھوتے تھے۔

حضرت سلمان فارسی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

بَرَکَةُ الطَّعَامِ اَلۡوُضُوۡءُ قَبۡلَهٗ وَالۡوُضُوۡءُ بَعۡدَهٗ۔کہ کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھوں کا دھونا برکت ہے۔آپ **بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ** پڑھ کر کھانا کھاتے اور دائیں ہاتھ سے کھاتے اور اپنے سامنے سے کھاتے۔بخاری شریف میں حضرت عمر بن ابی سلمہؓ فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کے پاس

کھانا رکھا ہوا تھا تو آپ نے فرمایا۔ سَمِّ اللّٰہَ تَعَالٰی وَ کُلْ مِمَّا یَلِیْکَ

آپؐ کھانا تین انگلیوں سے کھاتے اور پھر آخر میں ان کو چاٹ لیتے تھے۔ مسلم شریف میں ہے حضرت کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں۔ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْکُلُ بِثَلَاثَۃِ اَصَابِعَ وَیَلْعَقُ یَدَہٗ قَبْلَ اَنْ یَّمْسَحَھَا آپؐ ٹیک لگا کر نہ کھاتے تھے۔ شمائل ترمذی میں حضرت ابوجُحَیفہؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اَمَّا اَنَا فَلَا اٰکُلُ مُتَّکِأً۔ بلکہ آپؐ کا کھانا بھی تواضع کی شکل میں تھا۔ دونوں رانوں کو کھڑا کر کے دونوں قدموں پر بیٹھتے یا داہنے پاؤں کو کھڑا کر کے بائیں پر بیٹھتے چوکڑی مار کر سرین پر نہ بیٹھتے مگر مجبوری کی وجہ سے جیسے بوڑھاپا یا بدن کا موٹا ہونا ہے یا بیماری ہے۔ آپ ایک قسم کے کھانے میں اپنے آگے سے کھاتے۔ اور اگر مختلف قسم کا کھانا ہوتا تو پھر ہر جانب سے لے لیتے تھے۔ آپ کھانے میں عیب نہ نکالتے تھے۔ کہ یہ اچھا نہیں ترش ہے۔ نمک زیادہ ہے۔ محض عیب نکالنے کے لئے یہ نہ کہتے تھے کھانے میں عیب نکالنا خلاف سنت ہے۔ اگر چاہتے کھا لیتے ورنہ چھوڑ دیتے۔ آپ فرماتے تھے کہ پیٹ بھر کر بھی نہ کھاؤ بلکہ ایک تہائی کھانے کے لئے ایک تہائی پانی کے لئے اور ایک تہائی خود معدہ کے لئے چھوڑ دو اس سے نور معرفت میں بھی ترقی ہوتی ہے۔ کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھو لیتے جو تری ہاتھوں پر لگی ہوتی اس کو چہرے اور سر پر مل کر خشک کر لیتے۔ ابوداؤد شریف میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے حضور ﷺ فرمایا اگر کوئی کھانے کی ابتداء میں بِسْمِ اللّٰہ پڑھنا

بھول جائے تو جب یاد آئے بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ پڑھ لے۔ اور ابن ماجہ میں حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے آپؐ کھانے کے آخر میں یہ دعا پڑھتے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ.

بخاری شریف میں حضرت ابوامامہؓ کی روایت ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ غَیْرُ مُکْفِیٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًی عَنْہُ

اور اگر کسی کی دعوت کھاتے تو ان کے لئے یوں دعاء کرتے۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَھُمْ فِیْ مَارَزَقْتَھُمْ وَاغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ .

حضور ﷺ سالن کے لئے سرکہ کو استعمال فرماتے تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سرکہ کیسا اچھا سالن ہے۔ آپ زیتون کا تیل کھانے میں استعمال فرماتے تھے۔ اگر گوشت ہوتا تو اس کو دانتوں سے کاٹ کر کھاتے اور فرماتے اس سے گوشت خوب ہضم ہوتا ہے اور بدن کے زیادہ موافق ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کو پشت اور دستی کا گوشت پسند تھا۔ اور گوشت کے سالن میں کدو مرغوب و پسند تھا۔ اگر آپ مجمع میں کھاتے تو سب کے آخر میں اٹھتے تا کہ جو لوگ دیر تک کھانے کے عادی ہیں وہ شرم کی وجہ سے کھانا جلدی نہ چھوڑ دیں۔

حضور ﷺ کا پانی پینا کیسے تھا؟

آپ تین سانس میں پانی پیتے تھے۔ بخاری شریف میں حضرت انسؓ

فرماتے ہیں۔اَنَّ اَلنَّبِیَّ کَانَ یَتَنَفَّسُ فِی الشَّرَابِ ثَلَاثًا۔پھر فرمایا اَبْرَؤُ وَاَمْرَؤُ اسی طرح پینا زیادہ خوشگوار ہے۔اور خوب سیراب کرنے والا ہے۔اور کبھی دو سانس سے بھی پی لیتے تھے۔پھر سانس برتن کے اندر نہ لیتے تھے۔بلکہ پیالے کو منہ سے ہٹا کر سانس لیتے۔پھر کھانا پانی کھڑے ہوکر نہ کھاتے نہ پیتے اس سے آپ نے منع فرمایا ہے۔البتہ جو پانی متبرک تھا وہ آپ نے کھڑے ہوکر پیا۔زمزم کا پانی، وضو کا باقی پانی کبھی بیان جواز کے لئے کھڑے ہوکر پیا۔مگر آپ کی سنت بیٹھ کر پینے کی تھی۔ پھر آپ دائیں ہاتھ سے پانی پیتے مگر آج یہ سنت بھی ترک ہوگئی۔کھڑے ہوکر کھانا پینا عادت بن گئی۔نامعلوم یہ انسان ہیں یا حیوان ہیں۔بھیڑ بکریوں کی طرح کھا پی رہے ہیں۔پھر بائیں ہاتھ سے پینا اور ایک ہی سانس میں پینا۔اللہ ہم سب کو خلاف سنت کام سے محفوظ فرمائے۔شمائل ترمذی میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے فرماتی ہیں

کَانَ اَحَبُّ الشَّرَابِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلْحُلُوُّ الْبَارِدُ.

حضور ﷺ کو میٹھا اور ٹھنڈا پانی زیادہ پسند تھا۔

ابوداؤد میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ جب دودھ پیتے تو یہ دعا پڑھتے۔اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْہِ وَزِدْنَا مِنْہُ.

حضور ﷺ صبح کو پانی میں شہد ملا کر نوش فرماتے۔یہ سب آپ کی سیرت ہے۔

شمائل ترمذی میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے فرماتی ہیں۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَیُحِبُّ التَّیَمُّنَ فِیْ طُھُوْرِہٖ اِذَا تَطَھَّرَ وَفِیْ تَرَجُّلِہٖ اِذَا

تَرَجَّلَ وَفِیْ اِنْتِعَالِہٖ اِذَا انْتَعَلَ

کہ حضور ﷺ دائیں طرف سے ابتدا کرنے کو پسند فرماتے۔کنگھا پہلے دائیں طرف دیتے۔جوتا پہلے دایاں پہنتے، وضو وغسل میں ابتدا دائیں طرف سے کرتے۔قمیض پہننے میں پہلے دایاں ہاتھ دائیں آستین میں پھر بائیں آستین پہنتے۔ اسی طرح پاجامہ لنگی پہلے دایاں حصہ پھر بایاں حصہ پہنتے اسی طرح کھانا پینا دائیں ہاتھ سے اور فرمایا کہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا پیتا ہے۔

ہر کام کی ابتدا اللہ کے نام سے کرو

یہ پیغمبر کی سیرت ہے۔کھانے پینے کا کام ہے یا تعلیم وتبلیغ کا کام ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ یُبْدَءْ بِبِسْمِ اللّٰہِ فَھُوَ اَبْتَرُ.

بسم اللہ کے بغیر دینی و دنیوی کام میں برکت نہ ہوگی اس لئے نبی ﷺ کی یہ سیرت ہے گھر میں جاؤ تو کہو بِسْمِ اللّٰہِ وَلَجْنَا وَعَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلْنَا گھر سے باہر جاؤ تو کہو بِسْمِ اللّٰہِ خَرَجْنَا وَعَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلْنَا.

مسجد میں جاؤ تو کہو بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ

مسلم شریف میں حضرت ابوسعیدؓ کی روایت ہے۔اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ.

مسجد سے باہر آؤ تو کہو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ وَرَحْمَتِکَ.

بخاری شریف میں حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ بیت الخلاء میں جاؤ تو کہو

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبائِثِ

ابن ماجہ میں حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ بیت الخلاء سے باہر آؤ تو کہو۔

غُفْرَ انکَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَا فَانِیْ.

کسی سے تعزیت کروتو کہواِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اور جب بازار میں جاؤ کہواَللّٰھُمَ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذِہِ السُّوْقِ وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ ھٰذِہِ السُّوْقِ وَشَرِّ مَا فِیْھَا

ابوداؤد میں حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ بارش کے لئے یہ دعاء مانگو۔

اَللّٰھُمَ اسْقِنَا غَیْثًا مُغِیْثًا مُرِیْئًا مُرِیْعًا نَا فِعًا غَیْرَ ضَارٍ عَاجِلًا غَیْرَ اٰجِلٍ

بارش رکنے کے لئے اَللّٰھُمَ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا اَللّٰھُمَّ عَلَی الْاٰکَامِ وَالْجِبَالِ وَالظِّرَابِ وَالْاَوْدِیَۃ

مسلم شریف میں ہے جب تیز آندھی آئے تو یہ دعا پڑھو۔اَللّٰھُمَ اِنِّی اَسْئَلُکَ خَیْرَھَا وَخَیْرَ مَافِیْھَاوَخَیْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِہٖ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ ھا وَشَرِّ مَا فِیْھَاوَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِہٖ.

سواری پر سوار ہوں تو کہو۔سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ.

کشتی یا جہاز پر سوار ہوں تو کہو۔بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرِیھَا وَمُرْسٰھَآ اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ.

جب سفر شروع ہوتو کہواَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا السَّفَرَ وَ اَطْوِلَنَابُعْدَہٗ اَللّٰھُمَ کُنْ لَنَا

صَاحِبَنَا فِیْ سَفَرِنَا ھٰذَا وَالْخَلِیْفَۃَ فِی الْاَھْلِ. اَللّٰھُمَ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَکَآبَۃِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْاِیْمَانِ وَالْاَھْلِ وَالْوَلَدِ.

جب اونچائی پر چڑھوتو کہواَللّٰہُ اَکْبَرُ اور جب نیچے اترو تو سُبْحَانَ اللّٰہِ کہو۔

جب سفر سے واپس آؤ تو کہو آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ.

جب رات کو سونے لگو تو کہو رَبِّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تُبْعَثُ عِبَادَکَ.

شمائل ترمذی میں حضرت حذیفہؓ کی روایت ہے جب نیند سے اٹھو تو کہو۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَا تَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرِ.

جب کسی سے ملو تو کہواَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ.

وہ جواب میں کہے وَعَلَیْکُمُ السَّلَامَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ

جب کسی کو الوداع کرو تو کہواَسْتَوْدِ عُ اللّٰہُ دِیْنَکُمْ وَاَمَانَتَکُمْ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِکُمْ.

جب مصیبت آئے تو کہو حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ.

جب کسی کو مصیبت زدہ دیکھو تو کہو۔اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا.

جب غصہ آئے تو کہواَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ.

بخاری شریف میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے۔جب کسی بیمار کی طبع پرسی کرو تو کہو لَا بَاسَ طُھُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ

جب نیا چاند دیکھو تو کہواَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْیُمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ

والِاسلامِ رَبّی وَرَبُّکَ اللہُ.

آئینہ دیکھتے وقت کہو۔اَللّٰھُمَّ اَنْتَ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ.

جب مرد ہمبستری کرے تو کہے۔ بِسْمِ اللہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ عَمَّا رَزَقْتَنَا

وضو کی ابتدا بِسْمِ اللہِ سے کرو۔

اور آخر میں اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ. پڑھو

گھر کا دروازہ کھولو تو بسم اللہ پڑھو۔

دروازہ بند کرو تو بسم اللہ پڑھو۔

چراغ جلاؤ تو بسم اللہ پڑھو

چراغ بجھاؤ تو بسم اللہ پڑھو۔

بستر بچھاؤ تو بسم اللہ پڑھو

بستر لپیٹو تو بسم اللہ پڑھو۔

پیغمبر کی سیرت پر عمل کا اہتمام مرد بھی کریں اور عورتیں بھی کریں۔عورتیں بھی ہر کام کی ابتداء میں اللہ کا نام لیں اگر آٹا گوندھیں بسم اللہ پڑھیں، روٹی پکائیں بسم اللہ پڑھیں سالن تیار کریں بسم اللہ پڑھیں۔عورتیں بچوں کو دودھ پلائیں تو بسم اللہ پڑھیں۔جانوروں سے دودھ نکالیں تو بسم اللہ پڑھیں۔

یہ حضور ﷺ نے درس اس لئے دیا ہے کہ ایک تو حفاظت ہوگی۔دوسرا اس میں توحید کا درس ہے عقیدہ صحیح ہوگا تیسرا انسان کا رخ ایک اللہ کی طرف ہوگا اور انسان کے دل میں یہ تصور ہوگا کہ ہر جگہ اللہ ہی اللہ موجود ہے۔

مگر افسوس آج دنیا نے خدا کو بھلا دیا۔دوسروں کے نعرے لگاتے ہیں۔دوسروں کا نام لیتے ہیں۔اس لئے پھر اللہ کی گرفت ہوتی ہے۔اللہ ہم سب کو اپنے نام لینے کی اور حضور ﷺ کی سیرت پر چلنے کی توفیق دے۔

حضور ﷺ کی استقامت

یہ حضور ﷺ کی سیرت ہے کہ دین کے کام میں استقامت واستقلال ہو جیسا کہ روایات میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے جب پہلے توحید کا درس دیا اور فرمایا قُوْلُوْا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ تُفْلِحُوْنَ کہ اے مکہ والو اقتدار پر ناز نہ کرو بلکہ شرک سے باز آجاؤ اور ایک اللہ کی عبادت کرو تو کفار نے کہا کہ انہوں نے ایک نئی بات کہی ہے ہم نے بڑوں سے تو یہ کلمہ نہیں سنا۔وہ تو بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ان کے چڑھاوے چڑھاتے تھے۔یہ تمام مکہ کے سردار وڈیرے اکٹھے ہو کر آپ کے چچا ابوطالب کے پاس گئے کہ اپنے بھتیجے کو سمجھاؤ وہ ہمارے بتوں کی توہین کرتا ہے۔

اور کہتا ہے کہ صرف ایک اللہ مختار کل حاجت روا مشکل کشا مالک رازق ہے۔اب ہمارا پیمانہ صبر لبریز ہوگیا ہے۔اس کو کہو اگر مال کی ضرورت ہے تو مال دیں گے۔اور اگر خوبصورت بیوی سے شادی کی ضرورت ہے تو شادی کرادیں گے اور اگر

سرداری کی ضرورت ہے تو سردار بھی بنادیں گے۔اس میں سے جو چاہے ہم وہ کام کریں گے۔مگر کلمہ طیبہ کی تبلیغ بند کردے ورنہ پھر آپ ایک طرف ہوجاؤ۔ ہم اس کو جان سے مارڈالیں گے۔

ابوطالب حضور ﷺ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا تمام قریش اکٹھے ہوکر آئے ہیں کہ اپنے بھتیجے کو کہو کہ تبلیغ سے باز آجائے اور اگر وہ باز نہ آیا تو تم اس کی حمایت نہ کرو۔ ورنہ ہم تم سے مقابلہ کریں گے۔ ابوطالب نے کہا بیٹا میرے سر اور داڑھی کے بال سفید ہوگئے ہیں۔ بوڑھا اور کمزور ہوں ان کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ ابوطالب کو رشتہ داری کی وجہ سے آپ سے پیار تھا۔وہ آپ کی حفاظت چاہتے تھے۔ اس لئے انہوں نے حضور ﷺ سے یہ کہا مگر حضور ﷺ نے فرمایا چچا تمہارے میرے اوپر حقوق ہیں لیکن مجھے اپنی جان کی پرواہ نہیں ہے۔اور آپ بھی میری فکر نہ کریں۔ میں اکیلا نہیں ہوں میرا مددگار اللہ ہے میں تو ہر حال توحید کا درس دوں گا اور اعلان کروں گا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں اس اعلان سے خاموش نہیں رہ سکتا۔اگر وہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر نظام شمسی اور بائیں ہاتھ پر نظام قمری رکھ دیں۔تب بھی میں توحید کی منادی کروں گا اس بات کے کہنے سے میں نہیں رک سکتا۔میں تو پیغام رساں ہوں اور دنیا کو کہوں گا کہ اللہ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ہے اس کو ایک مانو۔

میرے ہاتھوں میں لاکر چاند وسورج بھی اگر رکھ دیں
میرے پیروں تلے روئے زمیں کا سیم وزر بھی اگر رکھ دیں

خدا کے کام سے میں ہرگز باز رہ نہیں سکتا
یہ بت جھوٹے ہیں میں جھوٹوں کو سچا کہہ نہیں سکتا
میں سچا ہوں تو بس میرے لئے میرا خدا بس ہے
کسی کی امداد کی حاجت نہیں اس کی رضا بس ہے

ابوطالب نے جب حضور ﷺ کے اس استقلال کو دیکھا تو وہ بھی کہنے لگا کہ اے محمد ﷺ تیرا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔آج ہمیں بھی چاہئے کہ ہم حب جاہ، حب مال کی لالچ میں آکر نبی کی سیرت کو نہ چھوڑیں بلکہ مستقل مزاج ہوکر پیغمبر کے طریقہ کو اپنائیں۔ ہمارے اسلاف واکابر میں بھی استقلال واستقامت تھی۔

امام ابوحنیفہؒ کی استقامت

امام ابوحنیفہ کا جنازہ جیل سے نکلا مگر عہدہ قبول نہ کیا۔خلیفہ منصور نے آپ کو عہدہ قضا قبول کرنے کی پیشکش کی تھی مگر آپ نے اس پیشکش کو مسترد کردیا۔اور فرمایا جس عہدے میں حکومت کی مرضی کے مطابق فیصلے کرنے پڑیں۔ میں اس کو قبول نہیں کرسکتا۔تو اس پر خلیفہ وقت کو غصہ آیا اس نے چار سال قید کی سخت سزادی۔اور آپ پر وحشیانہ مظالم توڑے گئے۔مگر آپ کے پاؤں میں لغزش نہ آئی یہاں تک کہ جنازہ جیل سے نکلا۔

امام احمد بن حنبلؒ کی استقامت

امام احمد کا امتحان ہوا۔ بادشاہ وقت واثق معتزلی تھا۔اس نے کہا کہ قرآن

اللہ کی مخلوق ہے۔ بڑے بڑے علماء نے بادشاہ وقت کی سختی کے ڈر سے تاویلات شروع کردیں بلکہ امام احمد کو سمجھانے لگے مگر امام احمد نے استقامت کے ساتھ فرمایا کہ قرآن اللہ کی صفت ہے غیر مخلوق ہے۔ قدیم ہے بادشاہ نے امام احمد کے لئے لالچ کا راستہ اختیار کیا تاکہ بیان بدل دیں۔ لیکن امام احمد اپنے مؤقف پر ڈٹے رہے۔ پھر آپ پر ظلم وستم شروع کیا۔ کوڑوں کی سزا مقرر کی۔ مؤرخین نے لکھا کہ اگر ایک کوڑا ہاتھی پر بھی لگتا تو وہ بلبلا اٹھتا مگر آپ ثابت قدم رہے۔ سزا کے دوران فرمایا کہ اللہ ابوحیصہ پر رحم کرے تو پوچھنے والے نے پوچھا کہ ابوحیصہ ڈاکو کے لئے دعا کیوں؟ تو فرمایا جب میں نے جیل میں قدم رکھا تو اسی نے میرے کان میں کہا کہ میں وقت کا بڑا ڈاکو ہوں۔ حکومت کی بے پناہ سختیوں کے باوجود اپنے غلط مؤقف پر کھڑا ہوں اور آپ حق کے داعی ہیں۔ آپ کا مؤقف حق ہے خیال کرنا اگر آپ پھسل گئے تو آنے والی نسلیں پھسل جائیں گی فرمایا اس کی نصیحت نے تو میرے اندر استقامت پیدا کردی ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی استقامت

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے جلال الدین اکبر کے دین اکبری کی مخالفت کی لوگ جب بادشاہ کے دربار میں جاتے تو سجدہ کرتے اور آپ سیدھے اس کے دربار میں گئے تو بیان شروع کردیا۔ بادشاہ نے نظر بند کردیا پھر دوبارہ بلایا اور چھوٹی کھڑکی سے بلایا کہ یہ سجدہ تو نہ کرے گا لیکن گزرتے وقت جھک تو جائے گا تو اس طرح ظاہراً تعظیم ہو جائے گی۔ مگر آپ نے اس کے غرور کو خاک میں ملا دیا اور اس کھڑکی سے

پہلے آپ نے اپنے دونوں پاؤں کو نکالا تاکہ ظالم کے سامنے اکڑ کر جانے کا منظر ہو بادشاہ نے غصہ سے پھر جیل بھیج دیا۔ مگر ظالم کے آگے جھکے نہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ کی استقامت

حضرت شاہ ولی اللہؒ کے انگوٹھے نکالے گئے جبکہ آپ نے یورپ کے فلسفہ کے مقابل اسلام کا فلسفہ پیش کیا تو ان کے انگوٹھے کاٹ دیئے گئے۔

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی استقامت

حضرت شاہ عبدالعزیز پر ایسے مظالم توڑے گئے کہ اخیر میں ان کی بینائی ختم ہوگئی۔ جب تحریک آزادی چلی تو راجہ رنجیت سنگھ نے پنجاب میں علی الاعلان اسلام کے شعائر کا مذاق اڑایا تو سید احمد شہید اور سید اسماعیل شہید رائے بریلی سے لشکر لے کر روانہ ہوئے۔ افغانستان کے راستہ درہ خیبر سے ہوتے ہوئے پشاور پر حملہ آور ہوئے۔ مجاہدین نے حکومت کی دنیوی لالچ کی پیشکش مسترد کردی اور استقامت کے ساتھ بڑھے اور بالاکوٹ کے میدان میں شہید ہوئے۔ پھر انگریز نے جس بربریت کا مظاہرہ کیا وہ سب کو معلوم ہے۔ مساجد و مدارس کو ختم کیا گیا۔ علماء کو پھانسیوں پر لٹکایا گیا۔ اور کالا پانی عبور کرایا گیا۔ مگر حضرت نانوتویؒ، حضرت حاجی امداد اللہؒ، حضرت گنگوہیؒ، حضرت شیخ الہندؒ، حضرت مدنیؒ، حضرت سندھیؒ علماء دیوبند نے استقامت کا منظر دکھایا۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کو برف کے بلاکوں پر لٹایا گیا۔ ہتھکڑی پہنائی گئی۔ حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ پر قاتلانہ حملے ہوئے۔ حضرت مولانا عطاء اللہ

شاہ بخاریؒ نے نو سال جیل کاٹی مگر کیا مجال کہ یہ لوگ کفر کے آگے جھکے ہوں میں کس کس کا ذکر کروں۔ ہمارا ہر عالم اور ہر بزرگ استقامت کا پہاڑ تھا۔ پیغمبر ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر چلنے والا تھا۔

ہری ہے شاخ تمنا ابھی جلی تو نہیں
دبی ہے آگ جگر مگر بجھی تو نہیں
جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے برسر میداں مگر جھکی تو نہیں
فنا فی اللہ کی تہہ میں بقا کا راز مضمر ہے
جسے مرنا نہیں آتا اُسے جینا نہیں آتا

آیئے پیغمبر کائنات کے اسوۂ حسنہ کو اپنایئے اور دونوں جہاں کی کامیابیاں حاصل کیجئے۔ اور دین پر استقامت سے قائم رہیئے۔

نبوی وظیفہ

آخر میں ایک نبوی وظیفہ سن لیں۔ جس کی وجہ سے سیرت مصطفیٰ ﷺ پر عمل کرنے کا ذوق وشوق پیدا ہو اور انسان نیک اعمال کی طرف راغب ہو اور گناہوں سے بچے۔

بخاری شریف میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ میں تم کو جنت کے خزانوں سے ایک خزانہ نہ بتلاؤں تو صحابہؓ نے کہا حضرت ضرور

بتلائیں تو آپؐ نے فرمایا۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

اس کے پڑھنے سے صحیح عقائد و اعمال صالحہ و اخلاق حسنہ کی توفیق ہوگی۔ مگر پڑھتے وقت یہ عقیدہ دل میں پختہ کرلے کہ گناہوں سے پھرنا اور نیکی کی طاقت رکھنا اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہے۔

اس کی ایک تسبیح روزانہ پڑھیں اس کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ نیک کام کرنے کی اور گناہوں سے رکنے کی توفیق عطا فرمادیں گے۔

اَقُوْلُ قَوْلِیْ هٰذَا وَاَسْتَغْفِرُاللّٰهَ الْعَظِيْمَ لِیْ وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ.

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

معراج النبی ﷺ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَمَّا بَعْد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَآ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ.

(بنی اسرائیل)

وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی مَاضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی عَلَّمَہٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی ذُوْمِرَّۃٍ فَاسْتَوٰی وَھُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْاَدْنٰی فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی مَاکَذَبَ الْفُؤَادُ مَارَاٰی اَفَتُمٰرُوْنَہٗ عَلٰی مَا یَرٰی وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی عِنْدَ سِدْرَۃِ الْمُنْتَھٰی عِنْدَھَا جَنَّۃُ الْمَاْوٰی اِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ مَا یَغْشٰی مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی (النجم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ رَاٰی مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ(رواہ الترمذی)

عَنْ کَعْبٍؓ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ قَسَّمَ رُؤْیَتَہٗ وَکَلَامَہٗ بَیْنَ مُحَمَّدٍ وَمُوْسٰی فَکَلَّمَ مُوْسٰی مَرَّتَیْنِ وَرَاٰہُ مُحَمَّدٌ مَرَّتَیْنِ (رواہ الترمذی)

عَنْ بُرَیْدَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اُوْتِیْتُ لَیْلَۃَ الْمِعْرَاجِ ثَلٰثَۃَ اَشْیَاءٍ الصَّلٰوتُ الْخَمْسِ وَخَوَاتِیْمُ سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃِ وَالشَّفَاعَۃُ لِاُمَّتِیْ لِمَنْ لَّایُشْرِکُ بِاللّٰہِ شَیْئاً (رواہ احمد)

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا.

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَداً
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِالْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

درود شریف پڑھ لیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

عَرَجَ النَّبِیُّ اِلَی السَّمَآءِ
بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ
مَثَلُ الْحَبِیْبِ اِذَا اَتٰی
کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ

عَیِیَ اللِّسَانُ عَنِ الثَّنَاءِ

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ

صَلّٰی عَلَیْہِ اِلٰھُنَا

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

زشرح سینہ اش جامی الم نشرح لک برخوان

زمعراجش چہ مے پرسی کہ سبحان الذی اسریٰ

محبوب در گہ کبریا	بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ
واللیل مُو رخ والضحیٰ	کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
قرآن با خلاقش گواہ	حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
نامش محمد مصطفٰے	صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
دی روز دربستانِ سرا	سب طوطیاں خوشنوا
کہتی تھیں نعت مصطفیٰ	بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ
قمریاں بھی اپنے ذوق میں	ڈالی تھیں گردنیں طوق میں
کہتی تھیں اپنے شوق میں	کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
بلبلیں سب سُو بسو	لیتی تھیں ہر ایک گل کی بو
کرتی تھیں باہم گفتگو	حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
چڑیوں کے سن کر چہچہے	انسان بھلا کیوں چپ رہے

لازم ہے اس کو یوں کہے	صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
حضرت چلے معراج کو	بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ
اندھیرا تھا اجالا ہوا	کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
اخلاق ان کے سب بھلے	حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
پڑھو ان پر درود	صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

تمہید

محترم بزرگو، عزیز نوجوانو اور میری معززہ موقرہ ماؤ، بھائیو اور بہنو آج کے خطبہ کا موضوع معراج مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اس مناسبت سے چند آیات و احادیث مبارکہ پڑھی ہیں ان میں دو چیزیں ذکر کرنی ہیں۔

پہلی چیز تلاوت کردہ آیات و احادیث کا مختصر مطلب بیان کیا جائے گا۔ دوسری چیز معراج کا تفصیلی واقعہ بیان کیا جائے گا۔ اور اس واقعہ سے عقائد و اعمال و اخلاق کے متعلق جو ہمیں سبق دیا گیا ہے ان کا بھی ساتھ ساتھ ذکر ہوگا۔

معراج کی وجہ تسمیہ

پہلے معراج کی وجہ تسمیہ یعنی معراج نام رکھنے کی وجہ معلوم کریں۔ اس کی تین وجوہ بیان کی جاتی ہیں۔

(۱) پہلی وجہ کہ معراج عروج سے ہے۔ اس کا معنی چڑھنے اور بلند ہونے کا ہے۔ اور حضور ﷺ کو بھی اس کے ذریعہ بلندی ملی اس لئے اس کو معراج کہتے ہیں۔

(۲) دوسری وجہ چونکہ روایات میں عُـرِجَ بِـیْ کے الفاظ ہیں۔یعنی جب حضور ﷺ کوایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچایا گیاتو آپ نے اس پر عُـرِجَ بِـی کا جملہ فرمایاتواس لئے اس کا نام معراج رکھا گیا ہے۔

(۳) تیسری وجہ بعض نے کہا کہ معراج جنت کی سیڑھی ہے اس کے ذریعہ آپ کو آسمانوں کا یہ سفر کرایا گیااس لئے اس کومعراج کہا گیا۔

اب پہلی چیز ذکر کی جاتی ہے پہلے نمبر پر سورۃ بنی اسرائیل کی پہلی آیت اور سورۃ النجم کی اٹھارہ آیات تلاوت کی ہیں جن میں معراج کا واقعہ ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل کی پہلی آیت کا مطلب:

معراج کے دو حصے ہیں۔پہلا حصہ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک ہے۔اس کی سیر حضور ﷺ کو براق کے ذریعہ کرائی گئی ہے۔

دوسرا حصہ مسجد اقصیٰ سے دَنٰی فَتَدَلّٰی کے مقام تک ہے۔یہ سفر آپ نے جنت کی سیڑھی کے ذریعہ طے کیا ہے۔

لفظ سُبحَانَ سے ابتداء کی دووجوہ:

سورۃ بنی اسرائیل میں معراج کے پہلے حصہ کا ذکر ہے اور سورۃ نجم میں معراج کی دوسرے حصہ کا ذکر ہے۔اللہ نے فرمایا سُبْـحَـانَ. سورۃ بنی اسرائیل کا آغاز لفظ سُبحَانَ سے کیا ہے۔اس کی دووجہ ہیں۔

پہلی وجہ

کیونکہ کفار نے معراج کا انکار کیا تھا اور کہنے لگے کہ یہ بات عقل سے بعید ہے کہ اتنی لمبی سیر اتنے مختصر وقت میں یہ ہونہیں ہوسکتا۔تو کہا گیا سبحان۔پاک ہے وہ ذات یعنی عاجز ہونے سے پاک ہے۔عیب ونقص سے پاک ہے۔جب خدا عجز ونقص سے پاک ہے تو تم معراج کو کیوں مشکل سمجھتے ہو۔معراج تو اسی ذات نے کرایا ہے جو عاجز نہیں بلکہ وہ اس بات پر قادر ہے کہ تھوڑے وقت میں اتنی لمبی سیر کرادی۔

دوسری وجہ

سُبْـحَـانَ سے شروع کرنے کی دوسری وجہ یہ ہے تا کہ اللہ ورسول میں فرق واضح ہو کیونکہ بعض قبر پرست سامریوں کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ زمین پر انسان اور اولاد آدم تھے پھراوپر گئے تو ملک اور فرشتہ ہوگئے۔پھراوپر دنی فتدلی کے مقام پر گئے تو خود خدا ہوگئے۔توانہوں نے نبی اور خدا کوایک کردیا تو لفظ سبحان میں ان کی تردید ہے کہ اللہ سبحان ہے یعنی کھانے پینے سے پاک ہے۔چلنے پھرنے سے پاک ہے۔سونے جاگنے سے پاک ہے۔سواری پر سوار ہونے سے پاک ہے۔شق صدر سے پاک ہے۔وضوکرنے ،نماز پڑھنے سے پاک ہے۔ایک جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ جانے سے پاک ہے۔اور حضور ﷺ کھانے پینے والے ہیں، چلنے پھرنے والے ہیں، آپ کا شق صدر ہوا،سواری پر سوار ہوئے، وضوکیا،نماز پڑھی،ایک جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ گئے۔اسی طرح اللہ والدین سے پاک ہے، اولاد سے پاک ہے، رشتہ داروں

سے پاک ہے، وزیروں مشیروں سے پاک ہے، اعوان وانصار سے پاک ہے اور حضور ﷺ کے والد حضرت عبداللہؓ اور والدہ حضرت آمنہؓ ہے۔ آپ کے تین لڑکے حضرت عبداللہ، حضرت قاسم اور حضرت ابراہیم ہیں۔ اور چار لڑکیاں حضرت رقیہؓ، حضرت زینبؓ، حضرت ام کلثومؓ اور حضرت فاطمہؓ ہیں۔ آپ کے دس چچا، چھ پھوپھیاں، رشتہ دار ہیں۔ آپ کے وزیر ومشیر واعوان وانصار آپ کے صحابہؓ تھے۔ جس سے معلوم ہوا کہ اللہ اللہ ہے۔ اور رسول اللہ رسول اللہ ہے۔ یعنی وہ وہ ہے اور یہ یہ ہے۔ یہ وہ نہیں اور وہ یہ نہیں۔ اس لئے یہ عقیدہ غلط ہے کہ رسول خود خدا ہے۔

الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ۔ وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے خاص بندے

حضرت محمد ﷺ کو لیلاً رات کے تھوڑے حصہ میں۔ اسراء کا معنی رات کی سیر کا ہے مگر اس میں شبہ تھا کہ ساری رات اسی سفر میں گزری تو اس شبہ کو لیلاً کہہ کر دور کیا کہ یہ سفر رات کے قلیل حصہ میں طے ہوا۔ بعض علماء نے کہا کہ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر کو اسراء کہتے ہیں اور مسجد اقصیٰ سے دنٰی فَتَدَلّٰی کے مقام تک کی سیر کو معراج کہتے ہیں مگر اسراء کے لفظ کا اطلاق دونوں پر ہوتا ہے اور کبھی معراج کا اطلاق بھی دونوں پر ہوتا ہے۔ اس لئے عام طور پر دونوں کو معراج کہتے ہیں۔

معراج رات کو کیوں ہوا؟

پہلی وجہ

کہ حضور ﷺ کو دو معجزے ملے۔ ایک قرآن مجید۔ دوسرا معراج۔

چونکہ قرآن مجید لیلۃ القدر کی رات میں نازل ہوا اس لئے معراج بھی رات کو کرایا گیا۔

دوسری وجہ

دنیا میں دو سعادتیں بہت اہم ہیں۔ ایک حضور ﷺ کی پیدائش دوسرا معراج تو پیدائش کی سعادت اللہ نے دن کو دیدی۔ اور معراج کی سعادت اللہ تعالیٰ نے رات کو دے دی تاکہ اللہ کے عدل کا تقاضا پورا ہو جائے۔

تیسری وجہ

اگر دن کو معراج ہوتا تو ہر ایک دیکھ رہا ہوتا تو صدیق اور زندیق میں فرق نہ ہوتا۔ اس لئے معراج رات کو کرایا تاکہ ماننے اور نہ ماننے والے میں فرق ہو جائے۔ کہ جو بن دیکھے مانے گا وہ صدیق ہوگا اور جو پیغمبر کی زبان مبارک سے سن کر بھی نہ مانے گا وہ زندیق ہوگا۔ تو ابوبکر صدیقؓ بنا اور ابوجہل زندیق بنا۔ بِعَبْدِہٖ اس میں خاتم الانبیاء کی عظمت کا ذکر ہے۔ جو عبدیت میں یکتا ہے وہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ غالیوں، بدعتیوں نے کہا کہ حضور ﷺ بشر نہیں بلکہ اللہ کا نور ہیں۔ بشر یہ سیر کیسے کر سکتا ہے۔ تو

اللہ نے بعبدہ کہہ کران کی تردید کی ہے۔کہ تمہارا یہ عقیدہ غلط ہے بلکہ حضور ﷺ اللہ کے عبد ہیں اور بشر ہیں مگر بشر خود نہیں جارہا بلکہ سبحان نے اس کو معراج کرایا ہے۔یعنی اللہ سبحان ہے جو والدین واولادو خاندان سے پاک ہے اور حضور ﷺ کے والدین و اولاد ہے۔اور آپ کا خاندان قریشی وہاشمی ہے۔آپ بشر ہیں تو قرآن کا اعلان ہے کہ نبی انسان ہے اور خدا سبحان ہے۔اللہ نے پیغمبر کی بشریت وعبدیت کا اعلان دوسری جگہ فرمایا۔وَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی. تیسری جگہ فرمایا وَلَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰہِ چوتھی جگہ فرمایا وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا. پھر آپ کلمہ شہادت پڑھتے ہیں۔اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. تو اس میں پہلے حضور ﷺ کی عبدیت کا اقرار ہے اور پھر رسالت کا اقرار ہے۔تو معلوم ہوا کہ حضور ﷺ عبد پہلے ہیں اور رسول بعد میں ہیں۔اس لئے اللہ نے فرمایا بِعَبْدِہٖ کہ ہم نے اپنے خاص بندے کو سیر کرائی۔مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی. یہ سیر مسجد حرام یعنی خانہ کعبہ سے مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس تک کرائی۔معراج کے پہلے حصہ کی سیر کی ابتدا مکہ اور کعبہ سے ہوئی اور اس سیر کی انتہا بیت المقدس میں ہوئی۔اَلَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَہٗ. وہ مسجد اقصیٰ کہ جس کے اردگرد ہم نے دینی اور دنیوی برکتیں رکھی ہیں۔کیونکہ وہ جگہ بہت سے انبیاء کا مولد اور مسکن اور مدفن ہے۔جہاں فرشتوں کا نزول ہوتا تھا۔اور وحی اترتی تھی۔یہ دینی برکت تھی اور اس جگہ چشمے،نہریں،درخت پھل بھی کثرت سے تھے۔یہ دنیوی برکت تھی۔لِنُرِیَہٗ

مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ. یہ سیر ہم نے کیوں کروائی۔تاکہ ہم آپ کو اپنی قدرت کی نشانیاں اور نمونے دکھلائیں جیسا کہ اس سفر میں مختلف واقعات دیکھے اور انبیاء سے ملاقات ہوئی اور انبیاء کی امامت کرائی اور آسمانوں کی سیر کرائی اور بیت المعمور اور سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچایا۔اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ. بیشک اللہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے چونکہ معراج کا واقعہ عجیب اور انوکھا تھا۔تو جو فدائی تھے انہوں نے بن دیکھے پیغمبر کی بات مانی اور اقرار کیا مگر جو ضدی اور منکرین تھے انہوں نے انکار کیا تو اس لئے فرمایا کہ اللہ اپنے بندوں کی باتوں اور اقوال کو سن رہا ہے۔اور بندوں کے افعال اور کاموں کو دیکھ رہا ہے۔تو ان کے مطابق ان کو جزاء وسزا دے گا۔

سورۃ نجم کی اٹھارہ آیات کا مطلب

اب سورۃ نجم کی اٹھارہ آیات کا مختصر مطلب سمجھیں۔ان آیات میں تین چیزوں کا ذکر ہے۔

پہلی چیز:

کہ پہلی چار آیات میں رسول اللہ کا ذکر ہے۔یعنی حضور ﷺ کی نبوت و رسالت کو ثابت کیا گیا ہے اور آپ کے قول و فعل کو وحی الٰہی کہا گیا ہے۔فرمایا وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی. یہ قسم ہے یعنی قسم ہے ستارہ کی جبکہ وہ غروب ہونے لگے۔مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی. یہ جواب قسم ہے کہ نہیں حق سے بھٹکا تمہارا ساتھی اور نہ غلط راستہ اختیار کیا ہے قسم اور جواب قسم میں مناسبت یہی ہے کہ جس طرح ستارہ طلوع

سے لے کر غروب تک اپنی صحیح سمت پر چلتا ہے یعنی اپنی پوری مسافت طے کرنے میں اسی خط پر قائم رہتا ہے ادھر ادھر نہیں ہوتا تو اسی طرح حضور ﷺ اپنی پوری زندگی میں صراط مستقیم پر چلنے والے ہیں۔ ابتداء سے انتہا تک سیدھی راہ پر قائم ہیں۔ پھر اس سے یہ اشارہ کیا کہ جس طرح ستارے سے مسافر راہنمائی حاصل کرتا ہے۔ تو اسی طرح حضور ﷺ کی زندگی بھی از اول تا آخر ہمارے لئے مشعل راہ اور راہنمائی کا ذریعہ ہے۔

پھر اس سے یہ بھی اشارہ ہوا کہ جس طرح ستاروں کے غائب ہونے کے بعد آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اسی طرح تمام انبیاء بمنزلہ ستاروں کے ہیں اپنے اپنے وقت میں اپنی اپنی قوموں کی راہنمائی کے لئے تشریف لائے تو وہ ستاروں کی طرح دنیا سے غائب ہوئے تو ان کے بعد حضور ﷺ کا آفتاب نبوت طلوع ہوا۔ اب سورج کے بعد ستاروں کی روشنی کی ضرورت نہیں ہوتی تو حضور علیہ السلام کے بعد اب کسی نبی کی شریعت نہیں ہوگی۔ بلکہ صرف حضور علیہ السلام کی شریعت چلے گی تو اس سے حضور ﷺ کی رسالت ثابت ہوئی کہ آپ رسول ہیں کیونکہ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۔ اپنی خواہش سے کوئی لفظ نہیں بولتے بلکہ آپ کی زبان سے بولا ہوا لفظ اللہ کی وحی ہوتا ہے تو آپ کا ہر قول و فعل وحی الٰہی ہوا۔ اس لئے یہ نبی سچا ہے اس کی ہر بات سچی ہے۔

دوسری چیز

پانچویں، چھٹی اور ساتویں آیات میں جبرائیل امین جو وحی کا واسطہ ہے اور

وحی پہنچانے والا ہے۔ اس کی قوت و عظمت اور حسن و جمال کا ذکر ہے اور حضور ﷺ کو جبرئیل کی معرفت اور جو قُرب ہوا اس کا ذکر ہے۔ فرمایا عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی. آپ کو سکھایا اس نے جو بڑی مضبوط قوتوں والا ہے۔ ذُوْ مِرَّةٍ نہایت زور والا ہے۔ اور دوسرا معنی ہے نہایت حسن و جمال والا ہے۔ یہ جبرئیل کی عظمت کا ذکر ہے کہ وہ بڑی قوت والا ہے۔ درمیان میں کوئی شیطانی تصرف وحی میں نہیں ہوسکتا۔ فَاسْتَوٰی وَھُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی. پھر وہ جبرئیل سیدھا ہو بیٹھا جبکہ وہ آسمان کے اونچے کنارے پر تھا جیسا کہ روایات میں ہے کہ وحی کے ابتدائی دور میں حضور ﷺ نے جبرئیل کو اصلی شکل میں دیکھا کہ وہ آسمان کے مشرقی کنارہ پر ایک کرسی پر بیٹھا ہے اور اپنے پروں سے آسمان کے ایک کنارے سے لے کر دوسرے کنارے تک خلاء کو پر کر رکھا ہے تو اس وجہ سے حضور ﷺ پر کپکپی طاری ہوئی اور گھر آ کر فرمایا دَثِّرُوْنِیْ دَثِّرُوْنِیْ تو اس پر یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ کی آیات اتریں تو یہ حضور ﷺ کے جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ قرب کا ذکر ہوا اور اس وقت کا بھی کہ آپ وحی کے قاصد کے قریب بھی ہوئے اور اس کو پہچانا بھی۔ لہٰذا حضور ﷺ نے جو یہ کہا کہ مجھ پر جبرئیل علیہ السلام وحی لایا ہے۔ آپ نے اس کو قریب سے پہچانا ہے۔ یہ سچ ہے۔

تیسری چیز

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی سے لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْکُبْرٰی تک گیارہ آیات میں ان حالات کا ذکر ہے جو اللہ اور رسول اللہ کے درمیان معراج کی رات میں واقع

ہوئے۔یعنی جو رسول سچا ہے اور اس نے جبرئیل علیہ السلام کو قریب سے دیکھا اور پہچانا ہے اسی رسول کو اللہ کا بھی قرب حاصل ہوا اور اس نے اللہ کا دیدار بھی کیا اگر چہ بعض مفسرین نے ان ضمائر کو جبرئیل علیہ السلام کی طرف لوٹایا اور جبرئیل علیہ السلام مراد لیا ہے مگر راجح یہی ہے کہ یہ ضمائر اللہ کی طرف ہیں اور مراد اللہ کا دیدار اور قرب ہے۔

اللہ کا قرب، اللہ کا دیدار اور سدرۃ المنتہٰی اور جنت وغیرہ کے مناظر جو آپ کو آسمانوں پر دکھلائے گئے ہیں وہ مراد ہیں۔تو فرمایا ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی جب حضور ﷺ قرب کے مقام میں پہنچے تو ثُمَّ دَنٰی پھر اللہ قریب ہوا فَتَدَلّٰی اور زیادہ قریب ہوا۔ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى پھر دو کمان کی مقدار کے برابر فرق رہ گیا یا اس سے بھی زیادہ نزدیک جب اتنا قریب ہو گیا تو اس انتہائی قرب و نزدیکی کے وقت فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى. پھر اللہ نے اپنے بندے پر حکم بھیجا جو کہ حکم بھیجنا اس نے چاہا اللہ نے وحی فرمائی تو قرب کے مکان میں اللہ کا دیدار ہوا اور اللہ نے وحی کی مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى. جو آنکھ نے دیکھا، دل نے اس کو جھٹلایا نہیں بلکہ دل نے اس مشاہدہ کی تصدیق کی۔مگر اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى اے منکرین تم تو جھگڑتے ہو۔ اس چیز پر جو ہمارے بندے نے دیکھی ہے کہتے ہیں کہ اتنا لمبا سفر آسمانوں کا، جنت جہنم کا کیسے ہو سکتا ہے۔وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى اور دوسری بار بھی حضور ﷺ نے اللہ کا دیدار کیا جبکہ سدرۃ المنتہٰی سے اترے۔عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى۔آرام و رہنے کے لئے بہشت ہے اس سدرۃ المنتہٰی کے پاس۔

اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۔جبکہ ڈھانپ رکھا تھا بیری کے درخت کو جس چیز نے ڈھانپ رکھا تھا حدیث میں ہے کہ سونے کے پتنگوں نے گھیر رکھا تھا۔

یہ سدرۃ المنتہٰی ساتویں آسمان میں بیری کا درخت ہے۔جس کو اللہ کی تجلیات وانوارات نے گھیرا ہوا ہے۔لوح محفوظ سے جو دین کے احکام اترتے ہیں۔ان کی منتھٰی ہے۔ اسی طرح زمین کے تمام احوال واعمال جو اللہ کے پاس پیش ہوتے ہیں۔ان کی بھی منتھٰی ہے۔یہ سدرۃ دونوں کا مرکز ہے۔اس لئے اس کو منتھٰی کہا ہے۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۔نہ نگاہ بہکی اور نہ حد سے بڑھی۔یہ حضور ﷺ کے کمال ادب کا ذکر ہے۔کہ جب اللہ کا دیدار کیا تو آپ کی آنکھ دائیں یا بائیں ادھر ادھر متوجہ نہیں ہوئی اور نہ حد سے تجاوز کیا یعنی آگے بھی نہیں بڑھی بس ایک پر جمی رہی۔اللہ کے دیدار میں مست رہی لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۔بے شک اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ کی نشانیوں میں سے بڑی بڑی نشانیوں کو دیکھا۔معراج میں اللہ کی عظمت والی نشانیوں کو دیکھا۔سورہ بنی اسرائیل میں تھا لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا. یعنی وعدہ تھا کہ ہم نے معراج اس لئے کرایا کہ ہم آپ کو اپنی نشانیاں دکھلائیں تو سورۃ النجم میں اس وعدہ کے پورے ہونے کا ذکر ہے۔لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى. حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج میں اللہ کی عظمت والی نشانیوں کو دیکھا۔

احادیث کا مفہوم

اب احادیث کا مختصر مفہوم معلوم کریں۔

پہلی دو احادیث میں اللہ کے دیدار کا ذکر ہے۔حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اللہ کو معراج کی رات دیکھا تھا۔حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ اللہ نے حضور ﷺ اور موسیٰؑ کے درمیان اپنے دیدار اور اپنے کلام کرنے کو تقسیم کیا ہے۔ حضور ﷺ کو دو مرتبہ اپنا دیدار کرایا۔اور حضرت موسیٰؑ کے ساتھ دو مرتبہ کلام فرمایا۔

تیسری حدیث میں معراج کے تحفوں کا ذکر ہے۔حضرت بریدہؓ کی روایت ہے کہ اللہ نے مجھے معراج کی رات تین تحفے عطا فرمائے۔ پہلا تحفہ پانچ نمازیں۔ پانچ نمازیں مومن کے ایمان کی علامت اور نشانی ہیں۔ دوسرا تحفہ سورۃ بقرہ کی آخری آیات اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے آخر تک حضور ﷺ نے فرمایا مَنْ قَرَأَهُمَا فِيْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ ۔جو رات کو سوتے وقت پڑھ لے اس کی جان و مال و ایمان کی حفاظت کے لئے یہ کافی ہیں۔تیسرا تحفہ اپنی امت کے لئے شفاعت مگر اس کے لئے ہوگی جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریگا۔ان تینوں روایات سے پیغمبر کا معراج ثابت ہوا۔

معراج النبی ﷺ کی پانچ حکمتیں

آیات واحادیث کے مفہوم بیان کرنے کے بعد اب دوسری چیز معراج کا تفصیلی واقعہ اور اس کے ساتھ اس واقعہ سے عقائد و اعمال کے متعلق جو ہمیں سبق ملا ہے۔ان کا تذکرہ کریں گے۔ پہلے یہ معلوم کریں کہ اللہ نے حضور ﷺ کو معراج کیوں کرایا۔اس کی پانچ حکمتیں ہیں۔

پہلی حکمت

تا کہ دنیا کو پتا چلے جیسے نبی اعلیٰ ہے اسکا معراج بھی اعلیٰ ہے۔تمام انبیاء کو معراج زمین پر ہوا۔حضور ﷺ کو معراج عرش بریں پر ہوا۔حضرت نوح علیہ السلام کو معراج پانی کے طوفان میں ہوا۔حضرت ابراہیمؑ کو معراج آگ میں ہوا۔حضرت اسماعیلؑ کو معراج چھری کے نیچے ہوا اور حضرت یعقوبؑ کو معراج بیٹے کی جدائی میں ہوا حضرت یوسفؑ کو معراج کنویں میں ہوا۔حضرت زکریاؑ کو معراج آرے کے نیچے ہوا۔حضرت یونسؑ کو معراج مچھلی کے پیٹ میں ہوا۔حضرت موسیٰؑ کو معراج کوہ طور پر ہوا۔حضرت عیسیٰؑ کو معراج یہود کے حملہ کے وقت ہوا۔جس نبی کو معراج ہوا' فرش پر ہوا۔ایک حضور ﷺ ہیں کہ جن کو معراج عرش بریں پر ہوا۔

قرب موسیٰ اور ہے قرب محمد ﷺ اور ہے
طور سینا اور ہے عرش معلیٰ اور ہے
گل کو کیا مشابہت اس رخ لالہ رنگ سے
اس کی بہار اور ہے اور اس کی بہار اور ہے

دوسری حکمت

تا کہ کائنات کو معلوم ہو کہ نبی کا شان نرالا ہے۔اور وہ سب سے بالا ہے کیونکہ اس کو معراج زمین و آسمان شجر و حجر، جمادات و نباتات لوح و قلم عرش و کرسی سے بھی اوپر ہوئی اور آپ دَنٰی فَتَدَلّٰی کے مقام پر پہنچے۔

تیسری حکمت

اللہ نے اپنے پیغمبر کو اتنی اونچی سیر کرا کے بتا دیا کہ اے محبوب جہاں جہاں میری خدائی ہے وہاں وہاں تیری مصطفائی ہے۔ تو جہاں تک رب اکبر کی الوہیت کا ڈنکا بجے گا وہاں تک حضور انور کی نبوت کا بھی ڈنکا بجے گا۔

چوتھی حکمت

تا کہ نبوت کی شان معلوم ہو کہ نوریوں کا سردار جبرئیل امینؑ حضور ﷺ خیر البشر کا غلام نظر آتا ہے۔ آپ کو بیدار کرنے کے لئے اپنے پروں سے آپ کے قدموں کو مسل رہا ہے۔ اور پھر براق کا رکاب تھامے ہوئے نظر آرہا ہے اور تمام نوری فرشتے پیغمبر کے غلام بنے ہوئے ہیں۔

پانچویں حکمت

جو رسول ﷺ کی بشریت کا منکر ہے۔ اسکے منہ پر خاک پڑے کہ دیکھ بشر کو اللہ نے کتنا اونچا مقام اور انعام دیا اللہ نے رسول اللہ کی بشریت کا آسمانوں پر بھی ڈنکا بجا دیا۔

معراج النبی ﷺ کی تفصیل

اب تفصیلی واقعہ سنیں چونکہ معراج کا واقعہ حضرت ابوذرؓ، حضرت مالکؓ بن صعصعہ حضرت انسؓ بن مالک حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت جابرؓ، حضرت ابن مسعودؓ ان اکابر صحابہ سے منقول ہے۔ اس لئے ہم ان سب روایات کا خلاصہ ذکر کریں گے۔

ایک روایت میں ہے۔ كَانَ النَّبِيُّ نَائِماً فِيْ بَيْتِ اُمِّ هَانِيْ.
کہ حضور اُمّ ھانی کے گھر میں سوئے ہوئے تھے۔

دوسری روایت میں ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں اَنَا فِيْ شِعَبِ اَبِيْ طَالِبْ۔ میں شعب ابی طالب میں تھا۔ ان میں تعارض نہیں کیونکہ ام ہانی کا گھر شعب ابی طالب میں تھا تو دونوں روایتیں درست ہیں۔

تیسری روایت میں ہے۔ فُرِجَ سَقْفُ بَيْتِيْ ۔ کہ میرے گھر کی چھت کو کھولا گیا تو اس میں بھی تعارض نہیں ہے کیونکہ ام ہانی آپ کے چچا ابوطالب کی بیٹی تھی تو ام ہانی کا گھر چچا زاد بہن کا گھر ہوا اور چچا زاد کا گھر اپنا گھر ہوتا ہے اس لئے مجازاً بَيْتِيْ کہا ہے اور چوتھی روایت میں ہے۔ بَيْنَمَا اَنَا فِي الْحَطِيْمِ مُضْطَجِعاً اِذْ اَتَانِيْ اٰتٍ کہ میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا اور جبرائیل آیا۔

پانچویں روایت میں ہے بَيْنَمَا اَنَا مُضْطَجِعاً فِي الْحِجْرِ عِنْدَ الْبَيْتِ بَيْنَ رَجُلَيْنِ اِذْ اَتَاهُ جِبْرَائِيل وَمِيْكَائِيل وَمَعَهُمَا مَلَكٌ آخَرَ

چھٹی روایت میں فی الحجر کی جگہ فی الحطیم ہے اس میں تعارض نہیں کیونکہ حطیم اور حجر ایک ہی جگہ کا نام ہے۔ جو بیت اللہ کے متصل حصہ ہے۔ جب قریش سے تعمیر کا خرچہ ختم ہو گیا تو یہ حصہ باہر رہ گیا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا دو آدمیوں کے درمیان ایک حضرت حمزہؓ اور دوسرے جعفرؓ بن ابی طالب تھے تو اچانک جبرائیلؑ اور میکائیلؑ تشریف لائے ایک اور فرشتہ بھی تھا اور مجھے جگایا

اب ان میں اور پہلی روایت میں بھی تعارض نہیں کیونکہ تطبیق یوں ہے۔ حضور ﷺ ام ہانی کے گھر سوئے ہوئے تھے۔ وہ ام ہانی کا گھر تھا جو چچازاد بہن کا گھر یعنی اپنا ہی گھر تھا جو شعب ابی طالب میں تھا۔ فرشتوں نے آپ کو اس جگہ سے اٹھایا اور مسجد حرام میں لے آئے اور اور پھر وہاں آپ حمزہؓ و جعفرؓ کے درمیان حطیم میں سو گئے۔

ساتویں روایت میں ہے بَیْنَمَا اَنَا عِنْدَ الْبَیْتِ بَیْنَ النَّائِمِ وَالْیَقْظَانِ ۔ کہ میں نینداور بیداری کی درمیانی حالت میں تھا اور اس جگہ سے فرشتوں نے آپ کو جگایا اور اٹھایا اور زمزم کے کنویں پر لے آئے۔ اس سے ہمیں عقیدہ توحید کا سبق ملا ہے۔ کہ اللہ و رسول میں فرق ہے۔ یہی دلیل ہے کہ جو سونے والا تھا وہ حضرت محمد ﷺ ہے اور جو نیند کرنے سے پاک ہے وہ محمد مصطفیٰ کا خدا ہے۔

اللہ کے بارے میں ہے لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ کہ اللہ کو نیند نہیں آتی۔ اور حضور ﷺ تو حطیم میں سوئے ہوئے تھے۔ فرشتوں نے جگایا، اٹھایا تو یہ اللہ و رسول اللہ میں فرق ہوا۔ جس نے فرق نہیں کیا اس کا بیڑہ غرق ہوا۔ فَشَقَّ مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِہٖ اِلٰی اَسْفَلِ بَطْنِہٖ آپ کا شق صدر ہوا اور سینہ کی ہڈی سے پیٹ کے نچلے حصہ تک کا حصہ کھولا گیا فَاسْتَخْرَجَ قَلْبَهٗ فَغَسَلَهٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ۔ آپ کے دل کو نکالا اور تین مرتبہ اس کو دھویا ثُمَّ اُتِیَ بَطَسْتٍ مِنْ ذَھَبٍ مُمْتَلِیًا حِکْمَةً وَّاِیْمَانًا پھر سونے کا ایک تھال لایا گیا جو حکمت وایمان سے بھرا ہوا تھا۔

فَاَفْرَغَهٗ فِیْ صَدْرِہٖ وَمَلَأَهٗ حِلْمًا وَّعِلْمًا وَّ یَقِیْنًا وَّاِیْمَانًا وَّ اِسْلَامًا

ثُمَّ اَطْبَقَهٗ. پھر اس کو سینے میں ڈال کر سینے کو حلم، علم، یقین، ایمان اور اسلام سے بھر دیا اور پھر سینہ کو بند کر دیا۔ یہ سونے کا تھال جنت سے اس لئے لایا گیا۔ تاکہ انوارات و برکات کے جواہر سے آپ کے قلب مبارک کو بھر دیا جائے۔ تین مرتبہ اس کو دھویا۔ زمزم کے پانی سے آپ کے دل کو اس لئے دھویا گیا کہ اصل میں حضور ﷺ، حضرت ابراہیمؑ، و اسماعیلؑ کی دعاء کا ثمرہ و نتیجہ ہیں اور یہ زمزم کا پانی حضرت اسماعیلؑ کی ایڑی سے نکلا۔ اس لئے اس نسبت کو باقی رکھنے کے لئے زمزم سے دھویا۔ ثُمَّ اُتِیَ بِالْبُرَاقِ مُسْرَجًا مُلْجَمًا وَھُوَ دَآبَّةٌ اَبْیَضُ طَوِیْلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ دُوْنَ الْبَغْلِ ۔ پھر براق کی سواری لائی گئی جس پر زین بھی تھی اور لگام بھی تھی یہ براق سفید جانور بڑے قد والی سواری تھی گدھے سے بڑی اور خچر سے چھوٹی تھی۔ براق برق سے ہے برق کا معنی بجلی کا ہے۔ اس کی تیزی بھی بجلی کی طرح تھی۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے یَضَعُ خَطْوَهٗ عِنْدَ اَقْصٰی طَرْفِہٖ اور دوسری روایت میں آتا ہے یَضَعُ حَافِرَهٗ عِنْدَ مُنْتَھٰی بَصَرِہٖ کہ جہاں اس کی نگاہ پڑتی تھی وہاں اس کے قدم پڑتے تھے اور براق چلتی بھی تھی اور اڑتی بھی تھی۔ حدیث میں ہے۔ اِذَا اَتٰی عَلٰی جَبَلٍ اِرْتَفَعَتْ رِجْلَاهُ وَاِذَا ھَبَطَ اِرْتَفَعَتْ یَدَاهُ کہ جب پہاڑ پر آتی تو اس کے پچھلے پاؤں اونچے ہو جاتے اور جب کسی وادی میں اترتی اس کے اگلے ہاتھ اونچے ہو جاتے تاکہ پیغمبر کو بلندی اور پستی کی وجہ سے معمولی دھچکہ بھی نہ لگے اور فرمایا لَهٗ جَنَاحَانِ فِیْ فَخِذَیْهِ ۔ اس براق کی دونوں جانبوں میں پر تھے وہ اڑتی بھی تھی۔ اللہ کی ذات ہر بات پر قادر

ہے۔اس نے براق کواس طرح بنایا جب حضور ﷺ براق پر بیٹھنے لگے تو فَاسْتَصْعَبَ عَلَيْهِ وہ شوخی کرنے لگی تو جبرائیلؑ نے اپنا ہاتھ اس پر رکھا اور کہا اُسْكُنْ فَمَا رَكِبَكَ اَحَدٌ اَكْرَمَ عَلَى اللهِ مِنْ مُحَمَّدٍ اے براق تجھے پتا نہیں ایسا عظمت والا سوار تجھ پر سوار کبھی نہیں ہوا۔فَارْفَضَّ عَرَقًا. بس براق شرم سے پسینہ پسینہ ہوگئی اور وہ بیٹھ گئی۔اور حضور ﷺ اس پر سوار ہوئے۔

بعض علماء نے کہا کہ براق نے زبان حال سے جواب دیا کہ اے جبرائیل میں شوخی نہیں کررہی بلکہ اپنی خوش قسمتی پر جھوم رہی ہوں کہ ایسا عظمت والا سوار آج مجھ پر سوار ہورہا ہے۔

دس جنتی جانور

بعض روایات میں ہے کہ دس جانور قیامت کے دن جنت میں داخل ہونگے کیونکہ یہ بھی رب کی توحید کے گواہ ہیں

پہلا جانور۔ بُراق جس پر انبیاء نے اور حضور ﷺ نے سواری کی یہ بھی اللہ کی توحید کی دلیل ہے۔کیونکہ پیغمبر کا معجزہ اللہ کی توحید کی دلیل ہوتا ہے۔اور اس نے انبیاء کا احترام کیا اس لئے جنت میں جائیگی۔

دوسرا جانور۔ نَاقَةُ الصَّالِحِ یعنی وہ اونٹنی جو پتھر سے نکلی تھی حضرت صالحؑ کا معجزہ تھی وہ بھی رب کی توحید کی دلیل تھی۔

تیسرا جانور۔ حمارِ عُزیرؑ حضرت عزیر علیہ السلام جس گدھے پر سوار تھے کیونکہ وہ بھی رب کی توحید کی دلیل تھا۔اس لئے کہ حضرت عزیرؑ نے ایک بستی سے گزرتے ہوئے کہا کہ ان کو اللہ کس طرح زندہ کریں گے۔تو اللہ نے حضرت عزیرؑ کو سو سال موت دے دی اور گدھا بھی مرگیا۔سو سال کے بعد حضرت عزیرؑ کو زندہ کیا اور فرمایا کہ اپنے اس گدھے کو دیکھ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا۔کہ کس طرح ہم اس کی ہڈیوں کو جوڑتے ہیں اور ان پر کیسے گوشت چڑھاتے ہیں۔وہ گدھا سامنے کھڑا ہوگیا یہ رب کی قدرت کا نمونہ تھا۔

چوتھا جانور۔ عِجلِ خلیلؑ وہ بچھڑا جس کو حضرت ابراہیمؑ بھون کر فرشتوں کی مہمانی کے لئے لائے تھے۔اس میں بھی توحید کا مسئلہ ظاہر ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو غیب کا علم نہ تھا کہ یہ فرشتے ہیں انہوں نے سمجھا یہ انسان ہیں۔

پانچواں جانور۔ كَبْش اسمَاعِيلؑ : یعنی وہ مینڈھا جو اللہ نے جنت سے بھیجا تھا۔حضرت اسماعیلؑ کی قربانی کے بدلہ میں یہ بھی رب کی توحید کی دلیل ہے۔حضرت ابراہیمؑ کو غیب کا علم نہ تھا وہ تو سمجھ رہے تھے کہ اسماعیل کی قربانی ہوگئی مگر اللہ نے بہشتی دنبہ بھیج دیا۔

چھٹا جانور۔ هُدهُد سليمانؑ : یعنی وہ ھدھد کہ جب حضرت سلیمانؑ نے پرندوں کی حاضری لی تو وہ غیر حاضر تھا۔جب وہ آیا تو حضرت نے فرمایا تو کہاں تھا کہنے

لگااَحَطتُّ بِمَالَمْ تُحِطْ بِه ۔میں وہ خبر لایا ہوں جس کا آپ کو علم نہیں۔اس نے بھی اللہ کی توحید کی گواہی دی۔وہابی ہو گیا اس نے کہا حضرت سلیمانؑ کو غیب کا علم نہیں ہے تو اللہ نے اس کے لئے بھی جنت میں بھیجنے کا فیصلہ کر دیا۔

ساتواں جانور۔نَمَلَةُ سُلیمانؑ: یعنی وہ چیونٹی کہ جب حضرت سلیمان لشکر کے ساتھ آ رہے تھے تو کہنے لگی یَااَیُّھَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسَا کِنَکُمْ ۔اے چیونٹیو اپنے سوراخوں میں داخل ہو جاؤ لَا یَحْطِمَنَّکُمْ سُلَیْمَانُ وَجُنُوْدُہٗ وَھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۔کہیں حضرت سلیمانؑ اور ان کا لشکر تمہیں روند نہ ڈالیں اور وہ شعور نہ رکھتے ہوں کیونکہ ان کو غیب کا علم نہیں ہے۔اس چیونٹی نے بھی رب کی توحید کی گواہی دی اس کو بھی اللہ نے جنت کا داخلہ دے دیا۔

آٹھواں جانور۔کَلْبُ اَھْلِ الْکَھْفِ: یعنی اصحاب کہف کا کتا جس نے ان کا احترام کیا تو اللہ نے اس کو بھی ان کے ساتھ جنت میں داخل کر دیا تو جو انسان نیک لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے تو قیامت کے دن جہاں نیک لوگ ہونگے وہ بھی ساتھ ہوگا۔

نواں جانور۔حُوْتُ یونس :یعنی وہ مچھلی جس کے پیٹ میں حضرت یونسؑ رہے اس نے نبی کی حفاظت کی اور توحید کی گواہی کا مرکز بنی کیونکہ اس مچھلی کے اندر حضرت یونسؑ نے کہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ ۔تو اس مچھلی کو بھی جنت مل گئی۔

دسواں جانور۔بَقَرَۃُ بنی اسرائیل :یعنی وہ گائے جس کو بنی اسرائیل نے سوالات وجوابات کے بعد ذبح کیا۔وہ بھی اللہ کی توحید کی دلیل تھی کہ جنہوں نے گائے کو معبود بنا رکھا تھا اس کی پوجا کرتے تھے تو جب اس کو ذبح کیا گیا تو ان کو سمجھایا گیا یہ کیسے معبود ہے جو خود ذبح ہو گئی۔اپنے آپ کو نہ بچا سکی۔

اب براق پر سفر شروع ہوا جِبْرَائِیْلُ اٰخِذٌ بِرِکَابِہٖ وَمِیْکَائِیْلُ اٰخِذٌ بِزِمَامِہٖ جبرائیلؑ نے رکاب کو تھاما ہوا اور میکائیلؑ نے لگام کو پکڑا ہوا تھا۔اور ایک روایت میں ہے کہ ستر ہزار فرشتے بھی ساتھ تھے۔

مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک چار واقعات

اب مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جو سفر ہوا اس میں بالاتفاق چار واقعات وحالات پیش آئے۔

پہلا واقعہ

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ہم نے سفر کیا اور ایسی جگہ پہنچے جہاں کھجور کے درخت بہت تھے۔تو جبرائیلؑ نے کہا اَنْزِلْ فَصَلِّ ھٰھُنَا ۔اس جگہ آپ اتریں اور نماز پڑھیں۔تو میں نے نماز پڑھی۔تو جبرائیل نے کہا کہ آپ جانتے ہیں آپ نے نماز کہاں پڑھی ہے۔تو میں نے کہا نہیں تو جبرائیل نے کہا صَلَّیْتَ بِطَیْبَةَ اِلَیْھَا الْمُھَاجَرَۃُ کہ آپ نے جہاں نماز پڑھی ہے یہ مدینہ منورہ ہے جس کا نام طیبہ ہے یعنی جو پاک ہے جس کی طرف آپ نے ہجرت کر کے جانا ہے۔

دوسرا واقعہ

پھر دوسری جگہ ہم پہنچے تو جبرائیلؑ نے کہا اَنْزِلْ فَصَلِّ هٰهُنَا کہ اس جگہ اتریں اور نماز پڑھیں تو میں نے اتر کر نماز پڑھی پھر جبرائیلؑ نے کہا هَلْ تَدْرِیْ اَیْنَ صَلَّیْتَ۔ آپ جانتے ہیں کہ کس جگہ آپ نے نماز پڑھی ہے قُلْتُ لَا میں نے کہا نہیں جبرائیل نے کہا صَلَّیْتَ بِمَدْیَنَ عِنْدَ شَجَرَةِ مُوْسٰی ۔آپ نے جہاں نماز پڑھی یہ مدین ہے جو شجرہ موسیٰ کے نزدیک ہے۔

تیسرا واقعہ

پھر تیسری جگہ ہم پہنچے تو جبرائیلؑ نے کہا اس جگہ اتر کر نماز پڑھیں تو میں نے اتر کر نماز پڑھی تو جبرائیلؑ نے کہا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی ہے تو میں نے کہا نہیں تو جبرائیلؑ نے کہا صَلَّیْتَ بِطُوْرِ سِیْنَا حَیْثُ کَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی یہ طور سینا ہے جہاں اللہ نے حضرت موسیٰؑ سے کلام کیا۔

چوتھا واقعہ

چوتھی جگہ ہم پہنچے تو جبرائیلؑ نے کہا اس جگہ اتر کر نماز پڑھیں تو میں نے نماز پڑھی تو جبرائیلؑ نے کہا آپ جانتے ہیں یہ کونسی جگہ ہے جہاں آپ نے نماز پڑھی تو میں نے کہا نہیں تو جبرائیلؑ نے کہا صَلَّیْتَ بَیْتَ اللَّحْمِ حَیْثُ وُلِدَ عِیْسٰی۔ یہ بیت اللحم کی جگہ ہے جہاں حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش ہوئی تھی۔

ان واقعات سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ ہر جگہ موجود نہیں اور نہ آپ کو غیب کا علم ہے اور نہ آپ کو جمیع ما کان و ما یکون کا علم ہے۔ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا اور عالم الغیب ہونا اور علم کلی رکھنا صرف اللہ کی صفت ہے۔

انبیاء کی امامت

اب حضور ﷺ بیت المقدس میں پہنچے حضورؐ براق سے اترے تو جبرائیل نے براق کو اسی جگہ حلقہ کے ساتھ باندھا جہاں تمام انبیاء باندھتے تھے اور ایک روایت میں جبرائیل نے پتھر پر انگلی رکھی اس میں سوراخ ہوگیا۔ تو اس سے باندھا پھر حضور ﷺ اور جبرائیل نے دو رکعت نفل ادا کی پھر مئوذن نے اذان دی اور اقامت کہی گئی اور تمام انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو بنفس نفیس بیت المقدس میں جمع کیا گیا۔ حدیث میں ہے۔

فَقَامُوْا صُفُوْفًا یَنْتَظِرُوْنَ مَنْ یَؤُمُّهُمْ. تمام انبیاء نے صفیں بنالیں اب انتظار میں تھے کہ کون امامت کرائیگا۔ تو اَخَذَ جِبْرَائِیْلُ بِیَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ جبرائیل نے حضور ﷺ کے ہاتھ کو پکڑا اور فرمایا۔ تَقَدَّمْ فَاِنَّکَ اِمَامُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ آگے بڑھیں آپ ہی اولین و آخرین کے امام ہیں تو آپ نے ان کو دو رکعت نماز پڑھائی۔ اس میں شرکیہ عقیدہ کی تردید ہے کیونکہ غالی بدعتی نبی کو اپنے دروازہ پر بلاتا ہے حالانکہ تمام صحابہؓ نبی کے دروازہ پر گئے حضرت بلالؓ حبشہ سے حضرت صہیبؓ روم سے حضرت سلمانؓ فارس سے حضرت ابو ہریرہؓ یمن سے حضرت عمروؓ بن طفیل دوس

سے یہ سارے صحابہ ؓ چل کر حضور کے پاس آئے اور پھر اللہ نے قرآن کو بھی آپ کے پاس بھیجا۔ آپ حضر میں ہیں قرآن حضر میں۔ آپ سفر میں ہیں قرآن سفر میں۔ آپ احد و بدر میں قرآن وہاں آیا۔ آپ حنین وخیبر میں قرآن وہاں آیا۔ جہاں حضور ﷺ ہیں وہاں جبرائیل وحی لیکر آیا ہے اور پھر جب اللہ نے حضورؐ کو آسمانوں پر بلایا تو کتنے اہتمام سے بلایا۔ جبرئیلؑ کو بھیجا، میکائیل علیہ السلام کو بھیجا، ستر ہزار فرشتوں کو بھیجا، براق کی سواری کو بھیجا، جنت کا تھال بھیجا، زمزم کا پانی بھیجا، قبر کا عذاب ختم کرایا، جہنم کے دروازے بند کرائے، جنت کو سجایا سنوارا گیا، ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو بیت المقدس جمع کیا، سب کو مقتدی بنایا، حضورؐ کو امام بنایا مگر شرک کا پرچار کرنے والے نے ایک حلوے کی دیگ پکائی ایک پلیٹ لڈو کی لائی اور کہا کھڑے ہوجاؤ نبی آ گئے۔ حضور علیہ السلام یہاں موجود ہیں کتنا صاف جھوٹ ہے۔ حضور ﷺ کو تم نہیں بلا سکتے۔ نبی کو اس کا خدا بلا سکتا ہے۔ سامریو! کچھ ہوش کرو غلط عقائد سے توبہ کرو۔

بیت المقدس کے راستہ سے معراج کیوں ہوا

بیت المقدس کے راستہ سے معراج اس لئے ہوا کہ جو نبی کعبہ کا امام تھا آج وہ بیت المقدس کا بھی امام ہوتا کہ اس کی عظمت کا اعلان ہو کہ یہ نبی امام القبلتین ہے۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو کس لئے جمع کرایا

پہلی وجہ

اللہ کے علم میں تھا کہ ختم نبوت کے منکر آئیں گے تو اس میں ان کی تردید کردی کہ جو نبی تھا وہ حضور ﷺ کی اقتداء میں بیت المقدس میں نماز پڑھ رہا تھا اور جو نبی نہیں تھا وہ اس اجتماع میں شریک نہ تھا۔ اب آپ جائزہ لیں کہ حضور کے پیچھے صفوں میں حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت زکریا حضرت یحییٰ، حضرت موسیٰ وحضرت عیسیٰ علیہم السلام سب تھے۔ مگر غلام احمد قادیانی انگریزوں کا بنایا ہوا جعلی نبی نہیں تھا۔ اس کا معراج کی رات ان صفوں میں نہ ہونا، اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ دجال ہے، کذاب ہے، جھوٹا ہے نبی نہیں ہے۔

دوسری وجہ:

اللہ کے علم میں تھا کہ کچھ لوگ اہل بدعت ہونگے جو کہیں گے کہ نبی حاضر و ناظر ہر جگہ موجود ہے۔ تو اس سے ان کی بھی تردید کردی کہ جہاں حضور ﷺ ہوں وہاں حضرت آدم علیہ السلام امامت نہیں کراسکتے، حضرت نوح علیہ السلام امام نہیں ہوسکتے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام مصلی پر نماز کی امامت نہیں کراسکتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام نہیں بن سکتے بلکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں سے کوئی نبی مصلی پر امامت کے لئے کھڑا نہیں ہوسکتا جب حضورؐ کی موجودگی

میں کوئی نبی امام نہیں بن سکتا تو پھر دوسرا کون ہے جو امام بن سکتا ہے۔ آج کا غالی مولوی مصلی پر امام بن کر کھڑا ہے اور پھر کہتا ہے کہ حضور علیہ السلام بھی موجود ہیں۔ یہ عقیدہ غلط ہے ہر جگہ موجود وہ ہے جس کی ہم سربسجود ہو کر عبادت کرتے ہیں۔ اس غالی مشرک کو کہو اگر حضورؐ موجود ہیں تو پھر مُصلّٰی چھوڑ اور اگر مصلّٰی پر امامت کے لئے تو کھڑا ہے تو پھر شرکیہ عقیدہ چھوڑ۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔ حضور ﷺ کی موجودگی میں کوئی امام نہیں بن سکتا، ہاں جس کو حضور ﷺ خود مصلے پر کھڑا کر دیں۔

جیسے حضرت ابو بکرؓ کیلئے فرمایا

مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ. ابوبکر کو کہو صحابہؓ کو نماز پڑھائے

تیسری وجہ

اللہ نے عالمِ ارواح میں انبیاء سے جو عہد لیا تھا کہ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتَابٍ وَّ حِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ کہ جب تمہارے پاس میرا رسول آئے تو اس کی تصدیق کرنا تو اس رات اس عہد کو پورا کرایا گیا کہ تمام انبیاء نے آپ کی امامت میں اقتداء کی اور انبیاء کو بتلایا گیا کہ جس نبی کے متعلق تم سے وعدہ لیا تھا وہ حسین ماہ جبین، دلنشین، نازنین رحمۃ للعالمین یہ نبی ہے۔

چوتھی وجہ

حضور ﷺ کی امامت سے اشارہ کیا کہ اب تمام انبیاء کی شریعتیں منسوخ ہیں اب قیامت تک ایک کی شریعت کا راج چلے گا۔

اللہ کی حمد وثناء انبیاءؑ کی زبانی

بیت المقدس میں ہر نبی نے اللہ کی تعریف کی اور حضور ﷺ نے بھی اللہ کی تعریف کی چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی حمد وثناء ان الفاظ سے کی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اِتَّخَذَنِیْ خَلِیْلًا وَاَعْطَانِیْ مُلْکًا عَظِیْمًا وَجَعَلَنِیْ اُمَّۃً قَانِتًا یُؤْتَمُّ بِیْ وَاَنْقَذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَجَعَلَهَا عَلَیَّ بَرْدًا وَسَلَامًا۔ اس اللہ کے لئے حمد ہے۔ جس نے مجھے اپنا خلیل بنایا۔ اور مجھے ملک عظیم عطا کیا اور امام و پیشوا بنایا اور آگ کو میرے اوپر ٹھنڈا اور سلامتی والا بنایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یوں تعریف کی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَلَّمَنِیْ تَکْلِیْمًا وَجَعَلَ هَلَاکَ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَنِجَاۃَ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ عَلٰی یَدِیْ وَجَعَلَ مِنْ اُمَّتِیْ قَوْمًا یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ یَعْدِلُوْنَ۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے میرے ساتھ بلا واسطہ کلام فرمائی اور قوم فرعون کو ہلاکت اور بنی سرائیل کی نجات میرے ہاتھ پر ظاہر فرمائی اور میری امت سے ایسی قوم بنائی جو حق کے مطابق ہدایت کرتے اور حق کے ساتھ انصاف کرتے ہیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے اس طرح حمد کی اَلحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ لِیْ مُلْکًا عَظِیْمًا وَعَلَّمَنِیَ الزَّبُوْرَ وَاَلَانَ لِیَ الحَدِیْدَ وَسَخَّرَلِیَ الْجِبَالَ وَالطَّیْرَ یُسَبِّحْنَ مَعِیْ وَاَعْطَانِیَ الْحِکْمَۃَ وَفَصْلَ الْخِطَابَ۔ کہ اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھے ملک عظیم عطا فرمایا اور مجھے زبور کتاب سکھلائی اور لوہے کو

میرے لئے نرم کر دیا اور پہاڑوں و پرندوں کو میرے لئے مسخر کر دیا وہ میرے ساتھ تسبیح کہتے ہیں اور مجھے حکمت و علم عطا کیا اور مجھے ایسا خطاب عطا کیا۔ جو حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے یوں حمد وثنا کی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ سَخَّرَ الرِّیَاحَ وَسَخَّرَلِیَ الشَّیَاطِیْنَ وَاٰتَانِیْ مُلْکًا عَظِیْمًا لَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِنْم بَعْدِیْ ۔ حمد اس اللہ کے لئے ہے۔ کہ جس نے میرے لئے ہوا کو اور جنات کو مسخر کر دیا اور ایسی بادشاہت عطا فرمائی۔ کہ جو میرے بعد کسی کے لئے مناسب نہ ہوگی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف یہ تھی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی جَعَلَنِیْ کَلِمَۃً وَجَعَلَ مَثَلِیْ مِثْلَ آدَمَ خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ وَعَلَّمَنِیَ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ وَالتَّوْرَاۃَ وَالْاِنْجِیْلَ وَجَعَلَنِیْ اَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ وَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ وَجَعَلَنِیْ اُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ وَرَفَعَنِیْ وَطَھَّرَنِیْ وَاَعَاذَنِیْ وَاُمِّیْ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ فَلَمْ یَکُنْ لِلشَّیْطَانِ عَلَیْنَا سَبِیْلاً ۔ اس اللہ کے لئے شکر ہے کہ جس نے مجھ کو کلمہ سے بنایا یعنی کلمہ کُنْ سے بغیر باپ کے پیدا کیا۔ جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر باپ کے مٹی سے پیدا کیا اور مجھے کتاب و حکمت کی تعلیم دی اور معجزات عطا کئے اور مجھے آسمانوں پر اٹھا لیا۔ اور مجھے اور میری والدہ کو شیطان کے اثرات سے محفوظ کر لیا۔

حضور ﷺ نے یوں تعریف کی حضور ﷺ نے فرمایا۔ کُلُّکُمْ اَثْنٰی رَبَّہٗ وَاَنَا مُثْنٍ رَبِّیْ ۔ ہر نبی نے اللہ کی تعریف اپنے اپنے انداز میں کی ہے۔ اب میں بھی اپنے رب کی تعریف کرتا ہوں تو آپ نے فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَرْسَلَنِیْ رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ وَکَافَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ فِیْہِ بَیَانٌ لِکُلِّ شَیْئٍ جَعَلَ اُمَّتِیْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ وَجَعَلَ اُمَّتِیْ وَسَطًا وَجَعَلَ اُمَّتِیْ ھُمُ الْاَوَّلُوْنَ وَھُمُ الْاٰخِرُوْنَ وَشَرَحَ لِیْ صَدْرِیْ وَرَفَعَ عَنِّیْ وِزْرِیْ ۔ حمد اس اللہ کے لئے ہے۔ جس نے مجھے رحمۃ للعالمین بنایا اور تمام جہانوں کے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنایا اور مجھ پر وہ کتاب اتاری ہے۔ جس میں تمام دینی امور کا ذکر ہے اور اللہ نے میری امت کو بہترین امت بنایا ہے اور درمیانی امت بنایا ہے اور میری امت کو ظہور میں آخری بنایا ہے اور میرے سینہ کو کھول دیا ہے۔ اور مجھ سے بوجھ کو اتارا ہے۔ اور میرے ذکر کو سب سے بلند کیا ہے اور مجھے خاتم اور فاتح بنایا ہے تو حضرت ابراہیم نے اس کے بعد آپ کی ان الفاظ میں تائید کی کہ وَبِھٰذَا فَضَّلَکُمْ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ کہ اے انبیاء ان فضائل کی وجہ سے حضور ﷺ تم سب پر فضیلت پا گئے۔

اس کے بعد اب معراج کا دوسرا حصہ شروع ہوا۔ پہلا سفر مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک براق کے ذریعہ ہوا۔ اب دوسرا سفر مسجد اقصیٰ سے مقام قرب تک جنت کی سیڑھی کے ذریعہ ہوا۔ روایات میں ہے کہ اس سیڑھی کے دس زینے تھے۔ ایک سونے

سے دوسرا چاندی سے تھا۔ پہلے سات زینے کے ذریعے سات آسمانوں تک پہنچے اور آٹھویں زینے کے ذریعہ سدرۃ المنتہٰی تک پھر نویں زینہ کے ذریعہ اس جگہ تک پہنچے جہاں قلموں کے لکھنے کی آواز سنی جارہی تھی۔ پھر دسویں زینے کے ذریعے عرش تک پہنچے۔ آج یہ اشکال بھی حل ہوگیا کہ آپ سیڑھی کے ذریعہ آسمانوں پر عرش تک کیسے پہنچے۔ دیکھئے آپ کے ہاں لفٹیں ہوتی ہیں۔ اس کے ذریعہ بٹن دبا کر ایک منزل سے دوسری منزل دوسری سے تیسری منزل اسی طرح اس سے زیادہ منزلوں تک انسان پہنچتا ہے تو آواز آتی ہے یہ انسان کی بنائی ہوئی لفٹ ہے جس کے ذریعہ یہ منزلیں طے کرتے ہیں اور وہ تو رحمان کی بنائی ہوئی لفٹ تھی بس آپ نے ایک زینہ پر قدم رکھا پہلے آسمان کو پہنچ گئے۔ پھر دوسرے زینہ پر قدم رکھا تو دوسرے آسمان کو پہنچ گئے۔ اسی طرح سات آسمانوں تک پہنچے پھر سدرہ تک پھر صریف اقلام کی جگہ پھر عرش پر پہنچ گئے۔

اسی طرح یہ اشکال بھی حل ہوگیا کہ آسمانوں پر کیسے گئے وہاں تو زمہریر یا نار کا طبقہ ہے۔ آج جدید سائنس والوں نے چاند پر پہنچنے کی کوشش کی۔ راکٹ سیارے چھوڑے، کہتے ہیں ہم یہ کرکے آئے، یہ لائے اگرچہ پورے نہ پہنچے مگر معراج کا مسئلہ حل ہوگیا کہ تمہارے سیارے راکٹ جاسکتے ہیں تو خدا جو قادر ہے وہ محمد ﷺ کو بھی بلاسکتا ہے۔

معراج جسمانی کے دلائل

حضور ﷺ کا یہ معراج جسمانی تھا۔ آپ کے جسم اور روح دونوں کو بیداری

کے حال میں یہ معراج کرایا گیا۔

پہلی دلیل

سُبْحَانَ کا لفظ ہے کیونکہ یہ عجیب چیز کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اور عجیب چیز جنت کی سیر تھوڑے وقت میں اتنی لمبی سیر جسم کے ساتھ کرانا ہے۔ اور روح کی سیر خواب اور نیند میں کوئی بعید و عجیب چیز نہیں ہے۔ خواب تو غیر نبی کو بھی آسکتا ہے۔ سبحان کا لفظ بتلا رہا ہے۔ کہ معراج جسمانی تھا۔

دوسری دلیل

اَسْرٰی کا لفظ ہے کیونکہ قرآن مجید میں جہاں یہ لفظ بولا گیا ہے اس سے مراد جسم اور روح ایک ساتھ ہے۔ جیسے سورۃ شعراء میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں ہے۔ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ۔ اے موسیٰ میرے بندوں کو رات کے کسی حصہ میں لے جائیں کیونکہ فرعون کا لشکر آپ کے پیچھے آرہا ہے۔ اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام کے قصہ میں ہے۔ قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ ۔ فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام سے کہا کہ ہم آپ کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ آپ پریشان نہ ہوں وہ لوگ آپ کی طرف نہ پہنچیں گے۔ آپ رات کے کسی حصہ میں اپنے اہل کو لے کر چلے جائیں۔ تو ان آیات میں اسراء سے مراد جسم و روح دونوں ہیں لہٰذا اَلَّذِیْ اَسْرٰی میں بھی جسم وروح دونوں مراد ہیں۔

تیسری دلیل

بِعَبۡدِهٖ کالفظ ہے۔ کیونکہ عبد کا لفظ بھی جسم وروح دونوں پر بولا جاتا ہے جیسا کہ فرمایا وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبۡدُاللّٰهِ اورجگہ فرمایا وَاَوۡحٰى اِلٰى عَبۡدِهٖ اورجگہ فرمایا وَاِنۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ رَيۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰى عَبۡدِنَا۔

چوتھی دلیل

براق پر سوار ہونا ہے جانور پر سوار جسم وروح دونوں ہوتے ہیں سوار صرف روح نہ تھی بلکہ جسم وروح دونوں تھے۔

پانچویں دلیل

جنت کی سیڑھی کے ذریعہ آپ آسمانوں پر گئے تو سیڑھی پر صرف روح نہیں چڑھی تھی بلکہ جسم وروح دونوں تھے۔ جیسے آپ سیڑھی پر چڑھتے ہیں تو آپ کا جسم روح کے ساتھ ہوتا ہے۔

چھٹی دلیل

آپ کا امام ہونا ہے امام صرف روح نہیں ہوتی بلکہ جسم وروح دونوں ہوتے ہیں۔ جیسے آپ امامت کراتے ہیں تو امامت صرف آپ کی روح نہیں کراتی۔ بلکہ جسم روح سمیت ہوتی ہے۔

ساتویں دلیل

شق صدر دلیل ہے کیونکہ شق صدر روح کا نہیں ہوا۔ بلکہ یہ جسم کا ہوا تھا۔

آٹھویں دلیل

آپ کا دودھ پینا اور آپ کا پانی پینا یہ سب جسم وروح کا کام ہے۔

خلاصہ یہ آٹھ دلائل ہیں کہ معراج جسمانی تھا۔ آپ کی جسم وروح دونوں کو معراج ہوا۔ پھر حضور ﷺ فرماتے ہیں فَعُرِجَ بِىۡ اِلَى سَمَاءِ الدُّنۡيَا ۔کہ مجھے آسمان دنیا کی طرف اٹھالیا گیا۔

حضور ﷺ کی آسمانوں کی سیر

پہلا آسمان............حضرت آدمؑ سے ملاقات

جب حضور ﷺ کی سیر پہلے آسمان کی طرف ہوئی تو آپ نے ایک فرشتہ دیکھا جس کا نام اسماعیل تھا وہ صاحب السماء الدنیا تھا یعنی خازن تھا۔ اس کے آگے ستر ہزار فرشتے تھے اور ہر فرشتہ کے ساتھ ایک لاکھ فرشتہ تھا۔ اب جبرئیل علیہ السلام نے خازن کو دروازہ کھولنے کو کہا اور کہا اِفۡتَح تو خازن نے کہا مَنۡ هٰذَا تم کون ہو تو کہا جبرئیل ہوں خازن نے کہا مَنۡ مَعَكَ۔ آپ کے ساتھ کون ہے تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا مَعِىَ مُحَمَّدٌ میرے ساتھ حضور ﷺ ہیں۔ تو خازن نے کہا اُرۡسِلَتَ اِلَيۡهِ کیا تمہیں حضور ﷺ کی طرف بھیجا گیا تھا تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا

نَعَمْ ہاں مجھے بھیجا گیا تھا تو فرشتے نے کہا مَرْحَبًا وَاَهْلًا وَنِعْمَ الْمَجِيْئُ جَاءَ ۔ تمہارا آنا مبارک ہے اور آنے والا اچھا ہے اب فرشتے نے آسمان دنیا کے دروازہ کو کھولا تو حضور فرماتے ہیں۔ہم نے وہاں دیکھا فَاِذَا فِيْهَا اٰدَمُ ۔ پہلے آسمان میں حضرت آدم تھے۔

جبرئیل نے کہا هٰذَا اَبُوْكَ اٰدَمُ ۔ یہ آپ کے باپ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ ۔آپ ان پر سلام کہیں۔تو حضور ﷺ نے سلام کہا۔ حضرت آدم نے سلام کا جواب دیا اور باپ نے بیٹے کا استقبال کیا اور کہا مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ. اے میرے نیک بیٹے اور نبی صالح تم کو مبارک ہو۔حضرت آدم نے بھی حضور ﷺ کی بشریت کا اعلان کیا کہ وہ اولاد آدم سے ہیں۔ یہ میرا کمال والا بیٹا ہے جس کا نام سنا تھا۔آج اس سے ملاقات ہو رہی ہے۔ حضرت آدم کے جملہ مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ نے غالی مشرک بدعتی کی تردید کر دی اور بتلا دیا کہ آدم ابوالبشر ہے۔حضور ﷺ سید البشر ہیں۔حضور ﷺ فرماتے ہیں عَلٰى يَمِيْنِهٖ اَسْوِدَةٌ وَعَلٰى يَسَارِهٖ اَسْوِدَةٌ اِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِيْنِهٖ ضَحِكَ وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰى ۔حضرت آدم کے دائیں طرف ان کی اولاد کی روحیں ہیں اور بائیں طرف بھی ان کی اولاد کی روحیں ہیں جب وہ دائیں طرف دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور جب وہ بائیں طرف دیکھتے ہیں تو روتے ہیں۔

دوسری روایت میں ہے کہ ان کی دائیں طرف سے ایک دروازہ ہے جس

سے خوشبو نکلتی ہے اور بائیں طرف سے ایک دروازہ ہے جس سے بدبو نکلتی ہے۔تو حضور ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے کہا یہ دائیں بائیں کون ہیں تو جبرئیل نے کہا فَاَهْلُ الْيَمِيْنِ مِنْهُمْ اَهْلُ الْجَنَّةِ وَاَهْلُ الْيَسَارِ مِنْهُمْ اَهْلُ النَّارِ ۔یعنی دائیں طرف سے ان کی نیک اور جنتی اولاد کی روحیں ہیں جب ان کو دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور بائیں طرف سے ان کی جہنمی اولاد کی روحیں ہیں جب ان کو دیکھتے ہیں تو غمگین ہوتے ہیں اور روتے ہیں۔

پہلے آسمان میں حضرت آدمؑ سے ملاقات کی حکمت

اس سے اشارہ کیا کہ جس طرح شیطان کی دشمنی کی وجہ سے حضرت آدمؑ کو آسمان اور جنت سے زمین کی طرف ہجرت کرنی پڑی۔اسی طرح آپ کو بھی ایک وقت دشمنوں کی مخالفت کی وجہ سے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنی ہوگی۔چنانچہ ایسا ہوا آپ نے ہجرت فرمائی۔

دوسرا آسمان۔حضرت یحییٰ وحضرت عیسیٰ علیہما السلام سے ملاقات

ثُمَّ عُرِجَ بِيْ اِلَى السَّمَآءِ الثَّانِيَةِ. حضور ﷺ فرماتے ہیں پھر مجھے دوسرے آسمان پر پہنچایا گیا وہاں بھی دوسرے آسمان کے خازن سے یہی سوال وجواب ہوئے اور پھر اس نے دروازہ کھولا تو اس آسمان میں حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جبرئیل علیہ السلام نے تعارف کرایا هٰذَا يَحْيٰى وَعِيْسٰى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ ۔ یہ حضرت یحییٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام ہیں

فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا ان پر سلام کہوتو میں نے سلام کہا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ۔

حضرت یحیٰ وحضرت عیسیٰ علیہما السلام سے ملاقات کی حکمت

حضرت عیسیٰؑ سے ملاقات میں چار حکمتیں تھیں۔

(۱) مسند احمد میں ہے کہ قیامت کے دن جب انتہائی مشکل ہوگی لوگ حساب و کتاب کی انتظار میں ہونگے اور شفاعت کے لئے انبیاء کے پاس جائیں گے۔ سب جواب دے دیں گے۔ آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام تجویز بتلائیں گے۔ **ھذا محمد** ﷺ کہ اگر کچھ بنے گا تو ان سے بنے گا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سب کو لے کر حضور ﷺ کے پاس جائیں گے۔ اس لئے آپ سے ملاقات کرائی گئی۔

(۲) چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قریب آسمان سے اتریں گے اور دجال کو قتل کر دیں گے اور حضور ﷺ کے دین کی نصرت واشاعت کریں گے اس لئے ان سے ملاقات کرائی۔

(۳) حضور ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سب سے زیادہ میرے قریب ہیں کیونکہ فرمایا لَيْسَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں آیا۔ اس قرب کی وجہ سے ان سے ملاقات کرائی گئی۔

(۴) اس ملاقات میں اشارہ کیا کہ جس طرح یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

خلاف سازشیں کیں مگر اللہ نے ان کی حفاظت فرمائی۔ اسی طرح آپ کے خلاف بھی منصوبے بنائیں گے مگر اللہ آپ کی حفاظت کرے گا چنانچہ ایسا ہوا اللہ نے آپ کی حفاظت فرمائی۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قرابت نسبی تھی کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام و یحییٰ علیہ السلام دونوں خالہ زاد بھائی تھے۔ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ یحییٰ علیہ السلام کو بھی ملاقات کا شرف عطا فرمایا گیا۔

تیسرا آسمان..........حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات

ثُمَّ عُرِجَ بِیْ اِلَی السَّمَآءِ الثَّالِثَةِ ۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں پھر میں تیسرے آسمان پر پہنچا تو یہاں حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جبرئیل علیہ السلام نے تعارف کرایا فرمایا هٰذَا يُوْسُفُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ. یہ یوسف علیہ السلام ہیں۔ ان پر سلام کہوتو میں نے سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ. حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ نے ایسا حسین پیدا کیا کہ جس طرح چودھویں کا چاند حسن میں ستاروں پر فائق ہوتا ہے اسی طرح ان کا حسن دوسرے لوگوں پر فائق تھا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ ملاقات کی حکمت

اس میں اشارہ تھا کہ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے خلاف برادران نے حسد کیا مگر حاسدین کامیاب نہ ہوئے اور پھر حضرت یوسف علیہ السلام

نے اپنے دشمنوں کو معاف کر دیا تھا۔ اسی طرح آپ کے ساتھ بھی قریش مکہ حسد کریں گے۔ مختلف تکلیفیں دیں گے مگر وہ حاسد کامیاب نہ ہوں گے۔ آخر فتح آپ کی ہوگی۔ مکہ فتح ہوگا اور آپ بھی اپنے حسن اخلاق کی بناء پر ان دشمنوں کو معاف کر دیں گے چنانچہ ایسا ہوا حضور ﷺ نے لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ کہہ کر عام معافی کا اعلان کر دیا۔

چوتھا آسمان..........حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات

ثُمَّ عُرِجَ بِیْ اِلَی السَّمَآءِ الرَّابِعَةِ ۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں پھر مجھے چوتھے آسمان پر پہنچایا گیا وہاں حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو جبرئیل علیہ السلام نے تعارف کرایا۔ هٰذَا اِدْرِيْسُ علیه السلام یہ حضرت ادریس ہیں ان پر سلام کرو۔ تو میں نے سلام کیا۔ اورانہوں نے جواب دیا اور کہا مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ.

حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات کی حکمت

اس میں دو حکمتیں ہیں۔

پہلی حکمت کہ حضرت ادریس علیہ السلام فن کتابت کے موجد تھے تو اس ملاقات سے اشارہ کیا کہ آپ بھی بادشاہوں کو خط و کتابت کے ذریعہ اسلام کی دعوت دیں گے چنانچہ آپ نے سلاطین کو خطوط کے ذریعہ اسلام کی دعوت دی۔

دوسری حکمت حضرت ادریس علیہ السلام کو بلند مقام عطا فرمایا۔ جیسا کہ فرمایا

وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا تو اس ملاقات سے اشارہ کیا کہ اے پیغمبر آپ کو بھی ہم بلند مقام عطا فرمائیں گے۔ جیسا کہ فرمایا وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔

پانچواں آسمان..........حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات

ثُمَّ عُرِجَ بِیْ اِلَی السَّمَآءِ الْخَامِسَةِ ۔ حضور ﷺ نے فرمایا پھر مجھے پانچویں آسمان پر پہنچایا گیا تو وہاں حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ جبرئیل علیہ السلام نے تعارف کرایا هٰذَا هَارُوْن علیه السلام فَسَلِّمْ عَلَيْهِ ۔ یہ حضرت ہارون علیہ السلام ہیں ان پر سلام کہو۔ تو میں نے سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ۔

حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات کی حکمت

اس ملاقات میں اشارہ تھا کہ جس طرح حضرت ہارون علیہ السلام نے اپنی قوم کو گوسالہ پرستی سے روکا مگر انہوں نے نبی کی بات نہ مانی بلکہ مخالفت کی تو ہلاک ہوئے۔ اللہ کی ان پر گرفت ہوئی۔ اسی طرح اے میرے محبوب علیہ السلام قریشی سردار جب آپ کی بات نہ مانیں گے اور الٹا مخالفت کریں گے تو وہ بھی ہلاک ہوں گے۔ اور اسی طرح ہوا۔ قریشیوں نے بات نہ مانی تو مکہ میں قحط آیا اور یہ لوگ جنگل میں مردار کھاتے اور غلاظت کھاتے رہے اور پھر غزوۂ بدر میں قریشیوں کے سردار ذلیل ورسوا ہوئے۔

چھٹا آسمان ....حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات

ثُمَّ عُرِجَ بِیْ اِلَی السَّمَآءِ السَّادِسَۃِ.

حضور ﷺ فرماتے ہیں پھر مجھے چھٹے آسمان کی طرف پہنچایا گیا۔ تو وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ جبرئیل علیہ السلام نے تعارف کرایا کہ **ھٰذَا مُوْسٰی فَسَلِّمْ عَلَیْہِ** ۔ کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں ان پر سلام کہو تو میں نے سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا اور کہا **مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ** ۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جب میں آگے بڑھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام رونے لگے تو ان سے کہا گیا کہ آپ کے رونے کی وجہ کیا ہے؟ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا یا اللہ رونا اس لئے آ گیا کہ اس جوان کو میرے بعد بھیجا مگر جنت میں اس کی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ ہوں گے۔ یہ طبعی اور فطری طور پر رونا آیا۔ یہ حسد نہیں تھا کیونکہ نبی گناہوں اور حسد سے پاک ہوتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی حکمت

اس میں تین حکمتیں ہیں۔

پہلی حکمت اس طرف اشارہ تھا کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ کوہ طور پر کلام کیا۔ تو آپ سے بھی رب تعالیٰ بلا واسطہ کلام فرمائیں گے۔ چنانچہ معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ کلام فرمایا۔

دوسری حکمت اس میں اشارہ تھا کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام شام

میں ظالموں کے مقابلہ میں جہاد کے لئے گئے اور کامیابی ہوئی اور دشمن صلح پر آمادہ ہوئے۔ اسی طرح آپ بھی شام میں داخل ہوں گے اور آپ کو کامیابی ہوگی۔ چنانچہ آپ غزوۂ تبوک کے لئے گئے۔ اور آپ کو کامیابی ہوئی۔ **دومۃ الجندل** کے سردار نے جزیہ دیکر صلح کی۔

تیسری حکمت اس میں اشارہ تھا کہ جس طرح ملک شام حضرت موسیٰ کے بعد حضرت یوشع علیہ السلام کے ہاتھ پر فتح ہوا اسی طرح اے محبوب ملک شام بھی آپ کے بعد آپ کے خلیفہ کے ہاتھ پر فتح ہوگا۔ چنانچہ حضور ﷺ کے بعد حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر ملک شام فتح ہوا۔

ساتواں آسمان ....حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات

ثُمَّ عُرِجَ بِیْ اِلَی السَّمَآءِ السَّابِعَۃِ ۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے ساتویں آسمان پر پہنچایا گیا تو وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو جبرئیل علیہ السلام نے تعارف کرایا۔ **ھٰذَا اَبُوْکَ اِبْرَاھِیْمُ فَسَلِّمْ عَلَیْہِ** یہ آپ کے باپ حضرت ابراہیم ہیں۔ اس کو سلام کہو۔ تو میں نے سلام کہا انہوں نے جواب دیا اور فرمایا **مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ** ۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا آپ اپنی امت کو کہیں کہ **اِنَّ الْجَنَّۃَ قِیْعَانٌ** جنت خالی میدان ہے۔ **غِرَاسُھَا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ** یعنی یہ کلمات تمہارے لئے جنت میں درخت لگانے کا ذریعہ ہیں ان کو پڑھو گے

تمہارے لئے جنت میں باغ لگیں گے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کی حکمت

اس میں اشارہ تھا کہ آپ ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں کا ثمرہ ہیں۔آپ نے فرمایا اَنَا دَعْوَۃُ اَبِیْ اِبْرَاھِیْمَ اورحضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر کے وقت اس کی آبادی کی دعا فرمائی تھی۔کہ یا اللہ اس کے آباد کرنے والا عرب والوں میں سے بھیج۔تواس ملاقات سے اشارہ کردیا کہ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں کا نتیجہ ہیں کعبہ کی آبادی کا ذریعہ بنیں گے۔

حضرات توجہ کریں اس سے عقیدہ کی تین باتیں معلوم ہوئیں۔

پہلی بات۔کہ حضور ﷺ بشروانسان ہیں۔دلیل کہ ہر نبی علیہ السلام نے حضور ﷺ کی بشریت پرمہر ثبت کردی کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام اورحضرت ابراہیم علیہ السلام نے مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ والنَّبِیِّ الصَّالِحِ کہا کہ نیک وصالح فرزند اورصالح نبی کومبارک ہواور باقی ہر نبی نے مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ والنَّبِیِّ الصَّالِحِ کہا کہ صالح بھائی اورصالح نبی کومبارک ہو۔اورحضرت آدم علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کاحضور ﷺ کوفرزنداور بیٹا کہنااور باقی انبیاء کاحضور ﷺ کو بھائی کہنا۔ یہ آپ کی بشریت کی دلیل ہے۔جاہل غالی بشریت کا انکار کرتا ہےاور خدا کا ہر نبی رسول اللہ کی بشریت کا اقرار کرتا ہے جو بشریت کا اقرار کرتا ہے۔اس کا تعلق اللہ کے نبیوں سے ہوگا اور جوانکار کرتا ہے۔اس کا اللہ کے انبیاء سے تعلق نہ رہا۔ہم پیغمبر کو

صرف بشر تو نہیں کہتے بلکہ ہم تو سید البشر افضل البشر کہتے ہیں۔تمام بشروں کا سردار کہتے ہیں۔

دوسری بات۔یہ ہے کہ حضور ﷺ حاضروناظر نہیں۔جو حاضروناظر ہوتا ہے وہ ایک جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ جاتا نہیں۔حضور ﷺ تو پہلے آسمان کو چھوڑ کر دوسرے پر پہنچے۔پھر دوسرے کو چھوڑ کر تیسرے پر پہنچے اسی طرح ساتویں آسمان تک پہنچے۔

تیسری بات۔یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کو علم کلی نہیں یعنی جمیع ماکان ومایکون کا علم نہیں اور علم غیب بھی نہیں۔علم کلی اور علم غیب دونوں اللہ تعالیٰ کی صفتیں ہیں۔کیونکہ جو علم کلی رکھتا ہے اور جس کو علم غیب ہے اس کو تعارف کرانے کی ضرورت نہیں ہے۔اور جبرائیل علیہ السلام ہرآسمان پرتعارف کرارہے ہیں کہ یہ آدم علیہ السلام ہیں اور یہ یحییٰ علیہ السلام وعیسیٰ علیہ السلام ہیں۔یہ یوسف علیہ السلام ہیں اور یہ ادریس علیہ السلام ہیں۔یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں اور یہ ہارون علیہ السلام ہیں یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں توجس کو تعارف کرایا جارہا ہے وہ تمام چیزوں کا یا پوشیدہ چیزوں کا جاننے والا نہیں۔ وہ صرف ایک اللہ ہے جس کو علم کلی وعلم غیب ہے۔

معراج کے واقعہ سے ہمیں توحید کا سبق ملتا ہے اور شرکیہ عقائد کی تردید ہے۔ ثُمَّ رُفِعْتُ اِلَی بَیْتِ الْمَعْمُوْرِ حضور ﷺ نے فرمایا پھر مجھے بیت المعمور پہنچایا گیا۔یہ فرشتوں کا کعبہ ہے جو عین کعبہ کی محاذات پر ہے اور ساتویں آسمان پر ہے جس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے عبادت کے لئے داخل ہوتے ہیں۔مگر پھران کو قیامت تک واپس آنے کا موقع نہ ملے گا۔ ثُمَّ رُفِعْتُ اِلٰی سِدْرَۃِ الْمُنْتَھٰی حضور ﷺ

فرماتے ہیں پھر مجھے سدرۃ المنتھٰی پر پہنچایا گیا۔حدیث میں ہے یہ بیری کا درخت ہے جس کی جڑیں چھٹے آسمان میں اور شاخیں ساتویں آسمان پر ہیں۔اس کی جڑوں میں چار نہریں ہیں دونہریں ظاہری جو کھلم کھلا ہیں یہ نیل وفرات ہیں اور دونہریں باطنی جو اندر اندر چلنے والی ہیں جو جنت میں ہیں۔ یہ کوثر وسلسبیل ہیں۔اوران کی جڑوں سے پانی،شہد،شراب اوردودھ کی نہریں بھی نکلتی ہیں۔حضور ﷺ نے فرمایا **نَبِقُهَا مِثْلَ قِلَالِ هَجَرَ.** اس کے پھل ہجر کے مٹکوں کی طرح بڑے ہیں اور **وَرَقُهَا مِثْلَ آذَانِ الْفِيَلَةِ** اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح بڑے ہیں۔ **غَشِيَهَا اَلْوَانٌ.** اللہ کی تجلیات نے اس کو گھیرا ہوا ہے۔ **فِيهَا فَرَاشٌ مِنْ ذَهَبٍ** ۔اس میں سونے کے پروانے تھے۔اسی کو اللہ نے ذکر کیا۔**اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى** ۔سونے کے پروانوں اور اللہ کے تجلیات نے اس کو ڈھانپا ہوا ہے۔اس کو **سدرۃ المنتھٰی** کہا گیا کیونکہ منتھٰی کا معنی ہے انتہاء کی جگہ اوپر کے فرشتے نیچے نہیں آسکتے۔اور نیچے کے فرشتے اوپر نہیں جاسکتے اس لئے تو سید الملائکۃ نوریوں کا سردار جبرائیل امین بھی اسی جگہ ٹھہر گیا تو حضورؐ نے کہا جبرائیل اب تک ساتھ رہا اب کیوں رک گیا؟ تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا اب میری طاقت نہیں اگر ایک پر بھی اوپر جاؤں تو میرے پر جل جائیں گے۔

اسی کو شیخ سعدیؒ نے ذکر کیا ہے۔

بدو گفت سالار بیت الحرام

اے حامل وحی برتر خرام
چوں در دوستی مخلصم یافتی
عنانم از صحبت چرا تافتی
بگفتا مرا تر مجالم نہ ماند
نماندم کہ نیروئے بالم نماند
اگر یکسر موئے برتر پرم
فروغ تجلّی بسوزد پرم

جبرئیل نے کہا: بقول شاعر

جہاں سے تیری ابتداء ہے
وہاں میری انتہا ہے
آقا تیری معراج کہ تو لوح وقلم تک پہنچا
میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا
جہاں نوری کی انتہا ہے
وہاں سے بشر کی ابتداء ہے

اب غالی یہ غلط کہتا ہے کہ بشر ہوکے عرشاں تے جا کوئی نہیں سگدا۔

معراج کے واقعہ نے ثابت کردیا کہ محمد ﷺ بشر ہوکر عرش پر پہنچا اور جبرئیل نوری ہوکر نہ جاسکا۔ بلکہ سدرہ پر رک گیا۔نوری کا آنا جانا تو عادت ہے کمال تو اس میں ہے بشر ہوکر عرش پر جائے۔

سبق ملا ہے مجھے یہ معراجِ مصطفیٰ سے
کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں

اسی سدرۃ پر حضور ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو اس کی اصل شکل میں دیکھا فرمایا لَہٗ سِتُّ مِأَۃِ جَنَاحٍ قَدْ سَدَّ الْاُفُقَ اس کے چھ سو پر تھے اور اس نے افق سماء کو گھیر رکھا تھا۔ ثُمَّ رُفِعَتِ اِلَی الْجَنَّۃِ آپ فرماتے ہیں پھر مجھے جنت کی طرف اٹھایا گیا۔ جنت کا منظر دکھلایا گیا۔ جس میں پانی دودھ شہد اور شرابا طہورا کی نہریں ہیں اور حوض کوثر کو دیکھا اور اس کے باغوں میں انار بڑے ڈول کی مقدار میں ہیں اور وہاں کے پرندے بختی اونٹ کے برابر ہیں اور واقعی اللہ نے جنت میں ایسی نعمتیں تیاری کی ہیں کہ مَالَا عَیْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ. نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کے کان نے سنا اور نہ کسی کے دل پر خیال گزرا ہوگا۔

ثُمَّ عُرِضَتْ عَلَیَّ النَّارُ آپ فرماتے ہیں پھر مجھ پر جہنم پیش کی گئی جو اللہ کے غضب وجلال کا مظہر ہے۔ اگر اس میں لوہا اور پتھر بھی ڈال دیئے جائیں تو وہ ان کو بھی کھا جائے گی۔ ثُمَّ عُرِجَ بِیْ حَتّٰی ظَھَرْتُ مُسْتَوًی اَسْمَعُ فِیْہِ صَرِیْفَ الْاَقْلَامِ پھر مجھے ایسی ہموار جگہ پر پہنچایا گیا جہاں میں نے قلموں کی آواز کو سنا جس سے تقدیر کو لکھا جا رہا تھا۔ پھر فرمایا اس جگہ رَاَیْتُ رَجُلًا مَغِیْبًا فِیْ نُوْرِ الْعَرْشِ. ایک شخص دیکھا جو عرش الٰہی کے نور میں چھپا ہوا ہے۔ میں نے کہا جبرئیل علیہ السلام یہ کون ہے نَبِیٌّ اَمْ مَلَکٌ نبی ہے یا فرشتہ ہے تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا

یہ وہ شخص ہے کہ دنیا میں اس کے اندر تین چیزیں تھیں۔

پہلی چیز۔ لِسَانُہٗ رَطْبٌ بِذِکْرِ اللّٰہِ. اس کی زبان اللہ اللہ کے ذکر سے تر تھی۔

دوسری چیز۔ قَلْبُہٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ. اس کا دل مسجد سے معلق تھا۔ مسجد سے محبت تھی۔ ایک نماز کے بعد دوسری نماز کی انتظار میں رہتا تھا۔

تیسری چیز۔ وَلَمْ یَسْتَبْ لِوَالِدَیْہِ قَطُّ. زندگی بھر اس نے والدین کو سخت سست نہیں کہا ان کی توہین نہیں کی ان کا احترام کرتا رہا۔ اب حضورؐ فرماتے ہیں کہ میں مقام دَنٰی فَتَدَلّٰی تک پہنچا۔ بعض روایات میں ہے کہ حضورؐ فرماتے ہیں کہ میں رفرف پر سوار ہوا اور قاب قوسین پہنچا اور مجھے اللہ کا یہ قرب حاصل ہوا۔ رفرف تخت ہے یا جنت کی سواری ہے۔ تو اب آواز آئی اُدْنُ یَا مُحَمَّدُ اُدْنُ یَا اَحْمَدُ اُدْنُ یَا خَیْرَ الْبَرِیَّۃِ اے محمدؐ اے احمدؐ تمام مخلوق سے افضل اب میرے قریب ہو جاؤ۔ بس فَاَدْنَانِیْ رَبِّیْ اللہ نے مجھے قریب کر لیا۔ اتنے قریب ہوئے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں رَاَیْتُ رَبِّیْ بِعَیْنَیَّ میں نے اپنے رب کو ان ظاہری آنکھوں کے ساتھ دیکھا۔ وہ منظر کیا عجیب ہوگا۔ جب حضور ﷺ نے اللہ کی تجلی کو آنکھوں سے دیکھا فرمایا فَخَرَرْتُ سَاجِدًا. اس وقت اللہ کی عظمت سامنے تھی میں نے اپنا سر سجدے میں ڈال دیا تا کہ دنیا پر واضح ہو جائے کہ حضور دنیا میں بھی اللہ کے بندے اور ساجد تھے اور عرش پر جب پہنچے تب بھی اللہ کے بندے اور ساجد تھے۔ اور اللہ مسجود تھا۔ اس غالی مشرک کی تردید ہوگئی جو کہتا ہے کہ نبی اس جگہ تو عبد تھا پھر ملک ہوگیا پھر عرش پر خود خدا

ہوگیا۔فرمایانہیں یہاں بھی عبدتھا وہاں بھی عبد تھا یہاں بھی مانگنے والا وہاں بھی رب سے مانگنے والا یہ یہ ہے اور وہ وہ ہے یعنی حضور ﷺ حضور ﷺ ہیں اور اللہ اللہ ہے۔ جو دونوں کو ایک کہتے ہیں غلط کہتے ہیں۔

مقام محمد ﷺ

اس جگہ اللہ نے حضور ﷺ سے کلام کی اللہ نے فرمایا یا مُحَمَّدُ سَلْ اے پیغمبر مانگو۔حضور ﷺ نے فرمایا یا اللہ آپ نے ابراہیمؑ کو خلیل بنایا۔حضرت داؤدؑ کو ملک عظیم عطا کیا اور ان کے لئے لوہے کو نرم کر دیا۔اور حضرت سلیمانؑ کو ملک عظیم دیا اور انسان وجن شیاطین وہواء کو ان کے لئے مسخر کر دیا۔اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توراۃ دی اور حضرت عیسیٰؑ کو انجیل دی تو میرا مقام کیا ہے اللہ نے کہا آپ کو بھی میں نے مقام دیا ہے۔اِتَّخَذْتُکَ حَبِیْبًا میں نے آپ کو حبیب اللہ بنایا ہے۔
وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا کَافَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا تمام لوگوں کے لئے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔آپ بشیر بھی ہیں نذیر بھی ہیں۔اب اس مقام پر جہاں صرف عبد اور معبود ساجد اور مسجود رب اور شاہ عرب محبّ اور محبوب رحمان اور نبی اخر الزمان تھے تو اللہ نے کہا اے محبوب میرے لئے کیا تحفہ لائے ہو تو حضور ﷺ نے عجز و نیاز کے ساتھ تین تحفے پیش کئے۔

مُحب اور محبوب میں تحائف ثلاثہ کا تبادلہ

پہلا تحفہ۔اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ کہ یا اللہ تمام قولی اور زبانی عبادتیں تیرے لئے ہیں۔میں تو صرف تیرے نام کا وظیفہ ہی زبان سے پڑھوں گا۔تو موحد وہی ہوگا جو غیر اللہ کے نام کے وظیفے نہ پڑھے۔غیر اللہ کو نہ پکارے صرف اللہ کو پکارے۔

دوسرا تحفہ۔وَالصَّلٰوٰتُ کہ یا اللہ تمام بدنی وجسمانی عبادتیں تیرے لئے ہیں۔میں تو صرف تیری عبادت اور تیرا ہی سجدہ کروں گا تو موحد وہی ہوگا جو غیر اللہ کو سجدے نہ کرے غیروں کے در پر نہ جھکے ایک اللہ کو سجدہ کرے۔

تیسرا تحفہ۔وَالطَّیِّبَاتُ. کہ یا اللہ تمام مالی عبادتیں بھی تیرے لئے ہیں میں تو صرف تیرے نام کی نذر و نیاز دوں گا۔جب حضور ﷺ نے تین تحفے پیش کئے تو اللہ نے بھی اپنے محبوب کو تین تحفے دیئے۔فرمایا محبوب جب تو نے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ کہا تو میں اس کے بدلہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ. کا تحفہ دیتا ہوں۔کہ جب تو نے اقرار کیا کہ تمام قولی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں تو میں کہتا ہوں اے نبی تجھ پر سلام ہو سلامتی ہو اور اے محبوب تو نے کہا وَالصَّلٰوٰتُ تو اس کے بدلہ میں وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ کا تحفہ دیتا ہوں کہ جب تو نے اقرار کیا کہ تمام بدنی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں تو میں بھی کہتا ہوں اے نبی تجھ پر اللہ کی رحمت ہو اور جب اے محبوب تو نے کہا۔وَالطَّیِّبَاتُ تو اس کے بدلہ میں وَبَرَکَاتُہٗ کا تحفہ دیتا ہوں۔کہ جب تو نے اقرار کیا کہ تمام مالی

عبادتیں اللہ کے لئے ہیں۔تو میں بھی کہتا ہوں کہ اے نبی تجھ پر اللہ کی برکتیں ہوں۔ پیغمبر کے سینہ میں وسعت تھی اور ادھر اللہ کی رحمت میں بھی وسعت تھی تو حضور ﷺ نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ کہ اے اللہ ہم پر اور تیرے تمام نیکوکار بندوں پر سلامتی ہو۔

پانچ نمازوں کا تحفہ

بخاری شریف میں حضرت ابوذرؓ کی روایت ہے کہ اللہ نے معراج کی رات پچاس نمازیں فرض کیں مگر حضور ﷺ جب واپس ہوئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضور ﷺ سے نمازوں کے متعلق سوال کیا تو آپ نے پچاس نمازوں کا ذکر کیا۔حضرت موسیٰ نے کہا میں نے قوم کا تجربہ کیا پچاس نماز کی آپ کی امت طاقت نہ رکھے گی۔حضور ﷺ واپس تشریف لے گئے تو دس نمازیں معاف ہوئیں۔پھر آئے۔پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ بھی آپ کی امت پر مشکل ہوں گی۔آپ پھر واپس گئے یہاں تک کہ باقی پانچ نمازیں رہ گئیں۔حضرت موسیٰ نے کہا آپ اب بھی واپس جائیں۔ان میں بھی تخفیف ہو تو حضور ﷺ نے فرمایا اے موسیٰ اِنِّیْ اَسْتَحْیِیْ مِنْ رَّبِّیْ۔اب مجھے بار بار اللہ کے ہاں جانے سے حیا آتی ہے۔بس ندا آئی لَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ. اے پیغمبر میرا فیصلہ تبدیل نہیں ہوتا۔اس لئے آپ اپنی امت میں اعلان کریں کہ نمازیں پانچ پڑھیں ثواب پچاس کا عطا کروں گا اس لئے ہر مسلمان فکر کرے کہ نبی کو جو معراج کی

رات پانچ نماز کا تحفہ ملا ہے اس کی پابندی کریں۔جماعت سے پڑھیں۔خشوع خضوع سے پڑھیں۔قلبی توجہ کے ساتھ نماز اللہ کے دربار میں مقبول ہوتی ہے۔

حضور ﷺ نے اتنی لمبی سیر رات کے مختصر حصہ میں کی اور عجائبات کو دیکھا اور پھر واپس تشریف لائے اور گھر میں اس قصہ کا تذکرہ کیا۔اور پھر صبح کو صحابہؓ کو بتلایا جب کفار کو معلوم ہوا تو انہوں نے اس واقعہ کا مذاق اڑایا اور قریش نے انکار کیا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اتنے مختصر وقت میں اتنی طویل سیر بیت المقدس میں پہنچنا اور پھر آسمانوں پر پہنچنا حالانکہ یہاں سے بیت المقدس تک کی مسافت کو طے کرنے میں بڑا وقت لگتا ہے۔

حضرت جابرؓ کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ لَمَّا کَذَّبَنِیْ قُرَیْشٌ قُمْتُ فِی الْحِجْرِ کہ میں حطیم میں کھڑا تھا جب قریش نے اس بات کو جھٹلایا اور کہنے لگے کہ اگر تم بیت المقدس گئے ہو تو بتاؤ کہ اس کے دروازے کتنے ہیں کھڑکیاں کتنی ہیں۔روشن دان کتنے ہیں اس کی لمبائی چوڑائی کتنی ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں فوری طور پر میں پریشان ہوگیا کیونکہ بیت المقدس تو تھوڑا وقت گئے تھے اس کی وہ نشانیاں یاد نہ تھیں اور نہ یہ خیال تھا بس اللہ نے کرم فرمایا فَجَلَّی اللّٰہُ لِیْ بَیْتَ الْمُقَدَّسِ. اللہ نے بیت المقدس کو میرے سامنے کردیا۔فَطَفِقْتُ اُخْبِرُھُمْ عَنْ آیَاتِہٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْہِ۔وہ مجھ سے سوال کررہے تھے اور میں دیکھ کر ان کو بتلا رہا تھا۔

صدیق اور زندیق کا بیان

پھر حضور ﷺ نے یہ قصہ ابوجہل کو بتلایا اس نے انکار کیا اور الٹا استہزاء کرنے

لگا اور جاتے ہوئے راستہ میں حضرت ابوبکرؓ سے ملاقات ہوئی تو اس نے ابوبکرؓ سے کہا کہ ایک شخص کہتا ہے میں نے رات کے تھوڑے وقت میں بیت المقدس تک پھر ساتوں آسمانوں تک سدرۃ المنتہیٰ بیت المعمور عرش تک سیر کی ہے۔ کیا یہ بات عقل تسلیم کر سکتی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا عقل تو نہیں مانتی مگر تم نے یہ بات کس سے سنی ہے کہنے لگا جس نبی کی غلامی کی رٹ لگاتے ہو اور جس کی دوستی کا دم بھرتے ہو اس نے کہی ہے ابوجہل نے غلط سمجھا تھا کہ ابوبکرؓ اس بات کو نہ مانے گا جو عقل نہ مانے مگر ابوبکرؓ نے کہا ابوجہل اگر حضور ﷺ نے یہ بات کہی ہے تو پھر میرا عقیدہ سن لے۔ آسمان اپنی جگہ سے ہٹ سکتا ہے۔ زمین اپنی جگہ سے بدل سکتی ہے۔ سورج اپنی جگہ چھوڑ سکتا ہے۔ چاند اپنی جگہ سے ہٹ سکتا ہے۔ کواکب نجوم ستارے اپنی جگہ چھوڑ سکتے ہیں ہوائیں رخ موڑ سکتی ہیں دریا اپنا راستہ چھوڑ سکتے ہیں دنیا کا سارا نظام بدل سکتا ہے مگر میرے محمد ﷺ کا قول نہیں بدل سکتا۔ جو پیغمبر نے کہا وہ سچ ہے۔ عقل میں بات آئے نہ آئے۔ مگر جو رسول اللہ ﷺ نے کہا غلط نہیں ہو سکتا۔

حضرت ابوبکرؓ نے حضور ﷺ کو آ کر یہ ماجرہ سنایا حضور ﷺ نے فرمایا اَنْتَ الصِّدِّیْقُ یَا اَبَابَکْرٍ اے ابوبکرؓ آج دربار مصطفوی سے تجھے صدیق کا لقب مل رہا ہے۔ جو کچھ حضور ﷺ نے کہا ابوبکرؓ نے اس کی تصدیق کر دی۔ یہی فرق ہے صدیق اور زندیق میں۔ جس نے پیغمبر کی زبان مبارک سے سن کر انکار کیا وہ زندیق ہو گیا اور جس نے دشمن کی زبان سے رسول اللہ کی بات سن کر اقرار کیا وہ صدیق ہو گیا۔ زندیق

دنیا میں ذلیل وخوار ہوا اور آخرت میں فی النار ہوا اور صدیق دنیا میں رسول اللہ کا یار غار وفادار تابعدار ہوا اور آخرت میں جنت کی بہار کا حقدار ہوا۔

علامہ سیوطیؒ نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ جب جبرئیل علیہ السلام سدرہ پر رک گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا جبرئیل یہ سارا سفر رات کو ہوا ہے اب تو بھی رک گیا تو بتلاؤ جب رات کا اتنا عظیم سفر قوم کے سامنے ذکر کروں گا وہ تو مخالفت کریں گے اس کا اقرار کون کرے گا۔ تو جبرئیل نے کہا اِنَّ قَوْمَکَ یُکَذِّبُکَ وَاَبُوْبَکْرٍ یُصَدِّقُکَ وَهُوَ صِدِّیْقٌ. فرمایا محبوبِ خدا محمدِ مصطفیٰ ﷺ آپ پریشان نہ ہوں جب کفار قریش انکار کریں گے تیرا یار ابوبکرؓ تیری تصدیق کریگا اور اسی طرح ہوا کہ ابوبکرؓ نے معراج کی سب سے پہلے بن دیکھے تصدیق کی۔

معراج کے تین تحفے

معراج کے واقعہ سے حاصل ہونے والے تین تحفوں کو اپناؤ۔

پہلا تحفہ

نماز ہے اس کو اپناؤ۔ حضور ﷺ نے فرمایا نماز دین کا ستون ہے جو نماز چھوڑ دے قیامت کے دن اس کا حشر فرعون، قارون، ہامان کے ساتھ ہوگا۔ اور جو نماز پڑھے گا اس کا حشر محمد ﷺ، ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ وعلیؓ وصحابہؓ کے ساتھ ہوگا۔

دوسرا تحفہ

سورۃ بقرہ کی آخری آیات اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے آخر سورۃ تک سوتے وقت پڑھ لیا کرو جان، مال ایمان، عزت کی حفاظت ہوگی۔

تیسرا تحفہ

باوضو رہنا ہے اور وضو کے بعد تحیۃ الوضو پڑھ لینا یہ بھی اپنا معمول بناؤ۔ بخاری میں ہے حضور ﷺ نے حضرت بلالؓ سے کہا کہ بلال وہ تیرا کون سا اہم عمل ہے کہ جس کی وجہ سے تجھے اتنی عظمت مل گئی کہ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَیْکَ میں نے معراج کی رات عرش پر تیری جوتی کی آواز سنی چلتا تو فرش پر تھا اور جوتی کی کھٹکھٹاہٹ عرش پر سنائی دیتی تو حضرت بلالؓ نے کہا کہ میں ہمیشہ باوضو رہتا ہوں اور وضو کے بعد دو رکعت تحیۃ الوضو نفل پڑھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان احکام پر عمل کی توفیق نصیب فرمائے اور برے کاموں سے محفوظ فرمائے۔ معراج کی داستان بتا رہی ہے کہ عروج و ترقی اللہ کی عبادت میں ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے بتلائے ہوئے احکام کی اتباع میں ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

دوسری تقریر

معراج کے واقعات

اب بعض حالات اور واقعات کا ذکر کیا جاتا ہے جو حضور ﷺ نے معراج کی رات اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ بعض واقعات معراج کے پہلے حصہ میں زمین پر پیش آئے۔ بعض واقعات معراج کے دوسرے حصہ میں آسمانوں پر پیش آئے۔ بہرحال حضور ﷺ نے ان مناظر کو دیکھا ہے ان واقعات میں ہمارے لئے عبرت و نصیحت کی چیزیں ہیں۔

پہلا واقعہ۔ آسیب وسحر سے حفاظت

حضور ﷺ فرماتے ہیں میں براق پر تھا کہ ایک بڑا جن آگ کا شعلہ لے کر سامنے آیا تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ کو میں ایسے کلمات کی تعلیم دیتا ہوں کہ ان کے پڑھنے سے یہ شعلہ بجھ جائے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں۔ اَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ وَبِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ اَللَّتِیْ لَا يُجَاوِزُ هُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَفِی الْاَرْضِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ طَوَارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِلَّا طَارِقًا يَّطْرُقُ بِخَيْرٍ حضور ﷺ فرماتے ہیں میں نے یہ کلمات پڑھے تو آگ کا شعلہ ختم ہوگیا۔

دوسرا واقعہ۔مجاہدین کی فضیلت

حضور ﷺ نے فرمایا پھر میرا گزر ایسی قوم پر ہوا یَــزْرَعُــوْنَ فِــیْ یَــوْمٍ وَیَـحْـصُـدُوْنَ فِیْ یَوْمٍ کُلَّمَا حَصَدُوْا عَادَ کَمَا کَانَ کہ وہ ایک دن میں کھیتی کرتے ہیں دوسرے دن اس کو کاٹ لیتے ہیں اور وہ کھیتی پھر ہو جاتی ہے۔تو میں نے کہا جبرئیل مَاھٰذَا یہ کیا ہے تو جبرئیل نے کہا ھٰؤُلَاءِ الْمُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یُضٰعَفُ لَھُمُ الْاَجْرُ. یہ مجاہدین فی سبیل اللہ ہیں۔جن کی نیکیوں کا ثواب دھرا کر دیا گیا ہے۔

تیسرا واقعہ۔اللہ کے نام کی عظمت

حضور ﷺ فرماتے ہیں۔اِنِّیْ اَجِدُ رِیْحًا طَیِّبَۃً. میں نے ایک عمدہ خوشبو پائی تو میں نے جبرئیل علیہ السلام سے کہا مَا ھٰذِہِ الرَّائِحَۃُ الطَّیِّبَۃُ. یہ پاکیزہ خوشبو کیا ہے تو فرمایا رَائِحَۃُ مَا شِطَۃِ بِنْتِ فِرْعَوْنَ یہ اس عظمت والی باندی کی خوشبو کا منظر رب نے دکھایا ہے جو فرعون کی بیٹی کو کنگھا دے رہی تھی اور کنگھی گر گئی۔تو اس نے کنگھی اٹھائی اور کہا بِسْمِ اللّٰہِ تَعِسَ فِرْعَوْنَ. کہ اللہ کا نام لے کر کنگھی اٹھاتی ہوں فرعون ہلاک ہو جس نے اللہ کے مقابلہ میں ربوبیت والوہیت کا دعویٰ کر رکھا ہے تو فرعون کی بیٹی نے فرعون کو کہا کہ یہ تیرے سوا دوسرے کو رب کہتی ہے تو فرعون نے اس لونڈی کو طلب کیا اب اس کا ایمان واستقلال ملاحظہ کریں۔

وعظ وتقریر کرنا آسان ہے مگر دین کے لئے جان و مال واولاد کی قربانی دینا

مشکل ہے۔آج تو کسی سپاہی، تھانیدار پولیس فوج کو دیکھیں تو پیشاب نکلنے لگتا ہے کہ کیا ہوگا مگر اس باندی کا کمال دیکھیں کہ فرعون شاہی تخت پر بیٹھا ہے لاؤ لشکر ساتھ ہے حکومت سلطنت فوج انتظامیہ ساتھ ہے۔ جولان، ہتھکڑیاں، چاقو، چھریاں اسلحہ کا منظر سامنے ہے۔اس حال میں فرعون لونڈی سے کہتا ہے اَوَلَکِ رَبٌّ غَیْرِیْ. کیا میرے سوا تیرا اور کوئی رب ہے۔باندی کہتی ہے فرعون تو خدا نہیں ہے بلکہ رَبِّــــیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ. میرا رب بھی اللہ ہے اور تیرا رب بھی اللہ ہے تو اب فرعون بگڑ گیا کہنے لگا کہ آگ پر کڑھاؤ رکھو اس میں تیل ڈالو جب تیل ابلے جوش مارنے لگے تو اس کا دودھ پینے والا بچہ اس میں ڈال دو تا کہ یہ اللہ کا نام چھوڑ دے جب اس کے شیر خوار دودھ پینے والے بچہ کو اس کی چھاتی سے چھین کر کڑھا میں ڈالا۔اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کی برسات تھی رونے لگی اور اللہ سے فریاد کی یا اللہ میرا تو کوئی قصور نہ تھا میں تو تیرے نام کی دیوانی تھی تیرے نام پر فدا تھی انہوں نے اس وجہ سے یہ کیا مگر یا اللہ میں اولاد قربان کر سکتی ہوں۔تیرا نام نہیں چھوڑ سکتی۔غیب سے آواز آئی پریشان نہ ہو بچہ بھی ہم نے دیا ہے حفاظت بھی ہم نے کرنی ہے۔اب اندر سے اس بچے نے آواز دی۔یَا اُمِّیْ لَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ فَاِنَّکِ عَلَی الْحَقِّ اے میری ماں کیوں پریشان حال ہے تو حق پر ہے۔ذرا آ کر منظر تو دیکھ جس کو انہوں نے نار سمجھ رکھا ہے۔اللہ نے اس کو مجھ پر گلزار بنا دیا ہے۔یہ عورت جا کر دیکھتی ہے بچہ موجود ہے آگ نے اس پر کچھ اثر بھی نہیں کیا۔

تیرہ بچوں کی بچپن میں گفتگو

تیرہ بچے ایسے ہیں جنہوں نے بچپن میں گفتگو کی ان میں سے ایک تو اسی عورت کا بچہ ہے۔

دوسرا بچہ۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام پر زلیخا کی تہمت لگی تو چھوٹے بچے نے آپ کی پاکدامنی کی گواہی دی جس کو قرآن نے ذکر کیا۔

قَالَ هِیَ رَاوَدَتۡنِیۡ عَنۡ نَّفۡسِیۡ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنۡ اَهۡلِهَا اِنۡ کَانَ قَمِیۡصُهٗ قُدَّ مِنۡ قُبُلٍ فَصَدَقَتۡ وَهُوَ مِنَ الۡکٰذِبِیۡنَ وَاِنۡ کَانَ قَمِیۡصُهٗ قُدَّ مِنۡ دُبُرٍ فَکَذَبَتۡ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِیۡنَ فَلَمَّا رَاٰ قَمِیۡصَهٗ قُدَّ مِنۡ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنۡ کَیۡدِ کُنَّ اِنَّ کَیۡدَ کُنَّ عَظِیۡمٌ.

حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ میں نے تو خیال بھی نہیں کیا بلکہ زلیخا نے مجھ سے خواہش کی میرا تو دامن پاک ہے تو اس پر عورت کے خاندان سے ایک شیر خوار بچہ نے گواہی دی کہ اگر یوسف علیہ السلام کا کرتہ آگے سے پھٹا ہے تو عورت سچی ہے اور یوسف جھوٹے ہیں اور اگر کرتہ پیچھے سے پھٹا ہے تو عورت جھوٹی ہے اور یوسف علیہ السلام سچا ہے تو جب عزیز مصر نے دیکھا کہ کرتہ پیچھے سے پھٹا ہے تو اس نے بھی کہا کہ یہ تم عورتوں کا فریب ہے اور تمہارا فریب بڑا ہے تو حضرت یوسف علیہ السلام کی براءت پر بچے نے گواہی دی۔

تیسرا بچہ۔ جس نے جریج کی پاکدامنی پر گواہی دی جیسا کہ بخاری شریف میں ہے حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک

راہب وصالح آدمی تھا جس کا نام جریج تھا۔ وہ نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کو ماں نے بلایا تو اس نے نماز میں ہونے کی وجہ سے جواب نہ دیا تین مرتبہ ماں نے بلایا مگر اس نے جواب نہ دیا۔ تو ماں نے بددعا دے دی کہ اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتۡهُ حَتّٰی تُرِیَهٗ وُجُوۡهَ الۡمُوۡمِسَاتِ کہ یا اللہ جب تک یہ زانیہ عورتوں کا منہ نہ دیکھے اتنے تک اس کو موت نہ دینا۔ بس ماں کی بددعا لگ گئی۔ اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا لَوۡ کَانَ جُرَیۡجٌ فَقِیۡهًا لَقَطَعَ صَلٰوتَهٗ وَاَجَابَ اُمَّهٗ اگر جریج فقیہ ہوتا تو نماز توڑ دیتا اور ماں کو جواب دیتا۔ کیونکہ نماز کی قضا ہوسکتی تھی مگر تقدیر غالب ہوئی۔ اب جریج اپنے عبادت خانہ میں تھا کہ ایک عورت آئی اور اس کو غلط کام کی دعوت دی مگر اس نے انکار کیا تو اس عورت نے جریج کے خلاف منصوبہ بنالیا۔ وہ عورت ایک چرواہے کے پاس آئی اس سے برا کام کرایا اس سے ایک بچہ پیدا ہوا تو اس عورت نے جریج پر بہتان باندھا کہ یہ بچہ اس سے ہے۔ اب لوگ غصہ میں تھے انہوں نے آکر اس کے عبادت خانہ کو توڑا اور اس کو سخت وسست باتیں کیں تو جریج نے وضو کیا اور نماز نفل پڑھی اور اللہ سے مانگا اور پھر اس بچے کے پاس آیا اور کہا یَا غُلَامُ مَنۡ اَبُوۡکَ. اے بچہ تو خود بتلا کہ تیرا باپ کون ہے؟ یہ مجھ پر زنا کا الزام لگا رہے ہیں، میرا دامن پاک ہے۔ تو اس شیر خوار بچے نے کہا میرا باپ راعی یعنی چرواہا ہے تو دودھ پینے والے بچے نے جریج کی پاکدامنی کی گواہی دی۔ جب ان کے سامنے حقیقت حال واضح ہوگئی تو جریج کو کہنے لگے ہم تجھ کو سونے کا عبادت خانہ بنادیتے ہیں ہم سے غلطی ہوئی مگر جریج نے کہا نہیں

بلکہ جیسے پہلے مٹی سے تھا اب بھی اسی طرح بنادو۔

چوتھا بچہ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جب حضرت مریم علیہا السلام پر تہمت لگی کہ بغیر خاوند کے یہ بچہ کہاں سے لائی ہے۔ جس کو قرآن نے ذکر کیا ہے **قَالُوْا یَا مَرْیَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَیْئًا فَرِیًّا یٰاُخْتَ هَارُوْنَ مَاکَانَ اَبُوْکِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا کَانَتْ اُمُّکِ بَغِیًّا.** جب حضرت مریمؑ اپنی گود میں بچہ لے کر قوم کے سامنے آئی تو قوم کہنے لگی اے مریم یہ تو نے جھوٹ بولا ہے اس سے بڑھ کر کیا جھوٹ ہوگا کہ کنواری عورت دعویٰ کرے کہ یہ میرا بچہ ہے۔ اے ہارون کی بہن تیرا خاندان تو پاک تھا نہ تیرا باپ برا آدمی تھا نہ تیری ماں بدکارہ تھی یہ تجھ میں بری خصلت کہاں سے آئی۔ جب حضرت مریم پریشان ہوئی تو اللہ نے القاء کیا کہ پریشان نہ ہو اس بچہ کی طرف تو اشارہ کر تیری پاکدامنی کی گواہی اس سے دلواؤں گا۔ تو **فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ قَالُوْا کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْکِتَابَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا.** حضرت مریم نے اس بچہ کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے معلوم کرلو۔ کہنے لگے جو بچہ ابھی گود میں شیر خوار ہے اس سے ہم کیسے سوال وجواب کریں بس ابھی یہ بات ہو رہی تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بول پڑے فرمایا تمہارے خیالات غلط ہیں میری ماں پاک ہے میں بھی پاک ہوں میں تو اللہ کا بندہ ہوں اللہ نے مجھے کتاب دی ہے اور اپنا نبی بنایا ہے۔

پانچواں بچہ۔ حضرت مریم علیہا السلام جس کا قصہ آل عمران میں ہے جبکہ

حضرت زکریاؑ حجرے میں داخل ہوئے اور حضرت مریمؑ کے پاس بے موسم میوے پائے تو حضرت مریم سے تعجباً سوال کیا۔ **قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰی لَکِ هٰذَا.** اے مریم یہ بے موسم میوے کہاں سے آ گئے ہیں۔ گرمی کے میوے سردی کے موسم میں اور سردی کے میوے گرمی کے موسم میں **قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِاللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ.** رب کی طرف سے آئے ہیں اور اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے اس وقت حضرت مریم کی عمر دو سال سے کم تھی۔

چھٹا بچہ۔ حضرت یحییٰ ہیں جبکہ ان کی عمر ایک سال ایک ماہ تھی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تو حضرت یحییٰ علیہ السلام نے کہا **اِنِّیْ اَشْهَدُ اَنَّکَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ.** میں گواہی دیتا ہوں کہ تم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہو۔

ساتواں بچہ۔ جس کا تفصیلی قصہ مسلم شریف میں ہے کہ ایک زمانہ میں کافر بادشاہ تھا اس کے پاس ایک ساحر رہتا تھا۔ جب اس کے مرنے کا وقت قریب آیا تو اس نے بادشاہ کو کہا کہ ایک ہوشیار سمجھدار لڑکا مجھے دو تاکہ میں اس کو اپنا علم سکھا جاؤں تو ایک لڑکا منتخب ہوا۔ جو ہر دن ساحر کے پاس آتا اور اس سے وہ علم سیکھتا تھا اور یہ لڑکا جو ساحر سے علم سیکھنے آتا تھا تو درمیان راستہ میں ایک راہب رہتا تھا جس سے اس کی ملاقات بھی ہوتی تھی اور وہ راہب اس وقت دین کے لحاظ سے حق پر تھا۔ تو وہ لڑکا اس کی ملاقات سے متاثر ہوتا رہا اور خفیہ مسلمان ہوگیا۔ تو یہ لڑکا ایک دن جا رہا تھا تو راستہ میں ایک شیر نے لوگوں کا راستہ روک رکھا تھا جس وجہ سے لوگ پریشان تھے تو اس

لڑکے نے ہاتھ میں پتھر لیا اور دعا کی یا اللہ اگر راہب کا دین سچا ہے تو میرے اس پتھر مارنے سے یہ شیر ہلاک ہو جائے اور یہ دعا کر کے پتھر مارا تو وہ ختم ہو گیا تو لوگوں میں یہ شہرت ہوگئی کہ اس لڑکے کے پاس عجیب علم ہے لہٰذا ایک نابینا آیا اور درخواست کی کہ میری آنکھیں درست کر دو تو لڑکے نے کہا میں آنکھیں ٹھیک کرنے والا نہیں ہوں۔ وہ تو صرف اللہ وحدہ لاشریک لہ ہے اگر تو اس ذات پر ایمان لانے کا وعدہ کرے تو میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تیری بینائی درست کر دے تو اس نے وعدہ کیا اس نے دعا کی وہ ٹھیک ہوا تو پھر وہ مسلمان ہو گیا۔ یہ خبریں بادشاہ کو پہنچیں تو اس نے راہب اور اندھے کو قتل کر دیا اور لڑکے کے متعلق کہا اس کو پہاڑ پر پہنچاؤ اور وہاں سے گراؤ مگر اللہ کی قدرت کا کرشمہ دیکھئے کہ جو لوگ اس لڑکے کو پہاڑ پر لے گئے تھے وہ پہاڑ سے گر کر ہلاک ہو گئے اور لڑکا صحیح سالم واپس آ گیا۔ پھر بادشاہ نے کہا کہ ان کو دریا میں لے جاؤ اور غرق کر دو۔ مگر قدرت کا نظارہ دیکھیں جو لوگ اس لڑکے کو غرق کرنے کے لئے لے گئے جب وہ کشتی پر اس کو سوار کر کے درمیان دریا میں غرق کرنے کا ارادہ کرنے لگے تو وہ خود غرق ہو گئے مگر بچہ صحیح سالم واپس آ گیا۔ اب لڑکے نے بادشاہ کو کہا کہ اگر تو مجھے مارنا چاہتا ہے تو پھر تمام لوگوں کو میدان میں جمع کر اور مجھے سولی پر لٹکا اور یہ کہہ کر مجھے تیر مار کہ بِسْمِ اللّٰہِ رَبِّ الْغُلَامِ. اللہ کے نام کے ساتھ تیر مارتا ہوں جو اس لڑکے کا رب ہے چنانچہ بادشاہ نے یہی ترکیب کی تو وہ لڑکا اپنے رب کے نام پر قربان ہو گیا۔ اب تو لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ ہم بھی لڑکے کے رب

پر ایمان لاتے ہیں واقعی لڑکا سچا ہے۔ ہم سب مسلمان ہوتے ہیں۔ تو بادشاہ کو کہا گیا کہ تو ایک کی فکر کرتا تھا اب تو سارے لوگ مسلمان ہو رہے ہیں تو بادشاہ کو غصہ آیا کہنے لگا کہ خندقیں کھودو اور ان میں آگ کو بھر دو اور اعلان کر دو کہ جو مسلمان ہوگا ان کو ان خندقوں میں ڈالیں گے۔ اب لوگوں کو آگ میں ڈالا جا رہا ہے۔ مگر وہ اسلام سے نہ پھرے اسی کو قرآن نے سورۃ بروج میں ذکر کیا ہے کہ قُتِلَ اَصْحَابُ الْاُخْدُوْدِ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ. یعنی جن لوگوں نے مسلمانوں کے لئے آگ کی خندقیں کھودیں وہ ملعون ہوئے خدا کی رحمت سے دور ہوئے اب جن کو ڈالا گیا ان میں ایک مسلمان عورت بھی لائی گئی اس کو کہا گیا کہ اسلام سے پھر جا ورنہ تیرے شیر خوار بچہ کو آگ میں ڈالیں گے مگر وہ عورت پختہ رہی تو اس کے دودھ پینے والے بچے کو آگ میں ڈالا گیا تو اس شیر خوار بچہ نے آگ کے اندر سے کہا یَا اُمِّ اِصْبِرِیْ فَاِنَّکِ عَلَی الْحَقِّ. اے میری ماں صبر کر تو تو حق پر ہے اور جس کو دنیا نار سمجھتی ہے اللہ نے وہ نار مجھ پر گلزار کر دی ہے۔

آٹھواں بچہ۔ مُبَارَکُ الْیَمَامَہ ہے۔ حدیث میں ہے حضور ﷺ کے پاس ایک شخص اہل یمامہ سے آیا۔ اور ساتھ بچہ لایا جو اس دن پیدا ہوا تھا حضور ﷺ نے فرمایا یَا غُلَامُ مَنْ اَنَا. اے بچہ بتلا میں کون ہوں کہنے لگا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ تو اللہ کا رسول ہے تو آپ نے فرمایا بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ تو اس دن سے اس کا نام مبارک الیمامہ ہو گیا۔

نواں بچہ۔ مُبْرِیُ الْاَمَۃ ہے حدیث میں آتا ہے کہ ایک عورت اپنے

بچے کو گود میں لئے ہوئے دودھ پلا رہی تھی تو ایک شخص حسین وجمیل سواری پر سوار گزرا تو اس نے اس کی اس ظاہری اچھی ہیئت کو دیکھ کر کہا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اِبْنِیْ مِثْلَہٗ. اے اللہ میرے بیٹے کو بھی ایسا بنا تو بچے نے دودھ پینا چھوڑ دیا اور اس کی طرف دیکھا اور کہا اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ مِثْلَہٗ اے اللہ مجھے اس جیسا نہ بنا ثُمَّ مَرَّ عَلَیْھَا بِجَارِیَۃٍ یَضْرِبُھَا النَّاسُ. پھر ایک لونڈی کا گزر ہوا جس کو لوگ مار رہے تھے۔ وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّھَا زَنَتْ وَسَرَقَتْ اور کہہ رہے تھے کہ اس نے زنا کیا، چوری کی اس قسم کی تہمتیں لگا رہے تھے اور وہ کہہ رہی تھی حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ. کہ میرا اللہ ہی میرے لئے کافی ہے اور وہی کارساز ہے۔ تو اس عورت نے یہ منظر دیکھ کر کہا اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ اِبْنِیْ مِثْلَھَا. اے اللہ میرے بیٹے کو ایسا نہ بنانا کہ وہ اس طرح ذلیل ہو تو فَتَرَکَ الْوَلَدُ ثَدْیَھَا تو لڑکے نے دودھ پینا چھوڑ دیا اور اس کی طرف دیکھ کر کہا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِثْلَھَا اے اللہ مجھے ایسا بنانا تو وہ عورت کہتی ہے کہ میں نے لڑکے سے کہا اس کی کیا وجہ ہے حالانکہ ظاہری حالت تو سوار کی اچھی تھی اور لونڈی کی ظاہری حالت ذلت کی تھی تو لڑکے نے کہا اَمَّا الرَّاکِبُ فَھُوَ مِنَ الْجَبَابِرَۃِ. یہ شاہسوار ظالم جابر سرکش تھا جو اللہ کو پسند نہیں اس لئے میں نے کہا اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ مِثْلَہٗ اور اَمَّا الْاَمَۃُ فَلَمْ تَزْنِ وَلَمْ تَسْرِقْ وَاِنَّمَا ھُمْ یَکْذِبُوْنَ عَلَیْھَا. یہ باندی مقام والی تھی لوگ اس پر تہمت لگا رہے تھے مگر یہ زنا چوری میں ملوث نہ تھی بلکہ وہ اللہ کے نام کی دیوانی تھی۔ اس لئے وہ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ کہہ رہی تھی اور یہ اللہ کو پسند

ہے۔ اس لئے میں نے کہا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِثْلَھَا کہ یا اللہ اگرچہ تکلیف ومصیبت آئے مگر تیرا نام نہ چھوٹے کیونکہ اس بچے کی زبان سے اس باندی کی براءت ہوئی تو اس لئے اس کو مبری الامۃ کہا گیا۔

دسواں بچہ۔ حضرت نوح علیہ السلام ہیں ایک روایت میں ہے کہ جب یہ پیدا ہوئے تو والدہ نے دشمنوں کے خوف کی وجہ سے ان کو غار میں رکھا تو پھر غمگین ہونے لگی تو حضرت نوح علیہ السلام نے کہا یَا اُمِّ لَا تَخَافِیْ عَلَیَّ وَلَا تَحْزَنِیْ فَاِنَّ اللّٰہَ خَلَقَنِیْ وَھُوَ یَحْفَظُنِیْ. اے اماں میرے لئے نہ ڈر، نہ غمگین ہو، مجھے پیدا کرنے والا بھی اللہ ہے اور میری نگرانی کرنے والا بھی اللہ ہے۔

گیارہواں بچہ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی ادھر فرعونیوں کی مخالفت ودشمنی بھی تھی کہ فرعون ہر پیدا ہونے والے لڑکے کو قتل کرا دیتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے آپ کو تنور میں چھپا دیا اور خود کسی ضرورت کے لئے گئی ادھر بہن کو معلوم نہ تھا تو اس نے تنور میں روٹی پکانے کے لئے آگ جلا دی جب موسیٰ علیہ السلام کی والدہ واپس آئی تو کہا یَا حَسْرَتَا قَدْ اَحْرَقْتُمْ. افسوس تم نے میرے بچے کو جلا دیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اندر سے آواز دی کہ پریشان نہ ہوں اللہ نے مجھے محفوظ رکھا ہے۔ آگ نے مجھے نہیں جلایا۔ اور بعض روایات میں کہ حضرت موسیٰ کی والدہ نے ان کی پیدائش کے وقت پریشانی کا اظہار کیا تو حضرت موسیٰ نے کہا یَا اُمِّ لَا تَخَافِیْ وَلَا

تَحۡزَنِیۡ فَاِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا اے اماں پریشان نہ ہو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

بارہواں بچہ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ پیدا ہوئے تو اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے اور یہ کلمات کہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَاشَرِیۡکَ لَہٗ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ ھَدَانَا لِھٰذَا۔

تیرہواں بچہ۔ حضرت محمد ﷺ ہیں ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ جب پیدا ہوئے اَوَّلُ مَا تَکَلَّمَ بِہٖ آپ نے پہلی کلام جو فرمائی وہ یہ تین جملے تھے۔ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ کَبِیۡرًا وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ کَثِیۡرًا وَسُبۡحَانَ اللّٰہِ بُکۡرَۃً وَّاَصِیۡلًا. تو ہمارے پیغمبر صاحب لولاک صاحب معراج نے پہلا اعلان اللہ کی توحید کا کیا۔ فرمایا اللہ اکبر کبیرا سب سے بڑا اللہ ہے۔ جب کسی عالم کو اپنے علم پر نظر ہونے لگے یا زاہد کو اپنے زہد پر نگاہ پڑنے لگے یا امیر کو اپنی امیری پر فخر ہونے لگے تو فوراً کہے اَللّٰہُ اَکۡبَرُ کَبِیۡرًا ہم تو کچھ بھی نہیں۔ سب سے بڑا ایک اللہ ہے جس نے سب کو عطا کیا ہے۔ پھر فرمایا وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ کَثِیۡرًا جب بڑا اللہ ہے تو گیت بھی اسی کا گاؤ جس کا کھائیے اس کا گائیے کہ تمام تعریفیں ایک اللہ کے لئے ہیں پھر فرمایا وَسُبۡحَانَ اللّٰہِ بُکۡرَۃً وَّاَصِیۡلًا کہ صبح و شام ایک اللہ کی تسبیح کرو اس کی پاکیزگی بیان کرو کہ اللہ شریکوں سے پاک ہے۔ پیغمبر کے معراج کی داستان ماننے والو اپنا عقیدہ صحیح بنا لو کہ اللہ ہی بڑا ہے اللہ ہی تمام تعریفوں کا مستحق ہے۔ اللہ ہی تمام شریکوں اور عیبوں سے پاک ہے اس لئے چلتے پھرتے یہ کلمے پڑھا کرو اس سے عقیدہ درست ہو گا خاتمہ ایمان پر ہو گا۔

چوتھا واقعہ۔ نماز نہ پڑھنے والے

حضور ﷺ فرماتے ہیں پھر ہم ایسی قوم پر آئے کہ تُرۡضَخُ بِالصَّخۡرِ رُؤُسُھُمۡ کُلَّمَا رُضِخَتۡ عَادَتۡ کَمَا کَانَتۡ. کہ جن کے سروں کو پتھروں کے ساتھ کچلا جا رہا ہے جب وہ کچلے جاتے ہیں تو پھر صحیح سالم ہو جاتے ہیں۔ پھر ان کو کچلا جاتا ہے۔ میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا ھٰؤُلَاءِ الَّذِیۡنَ تَتَثَاقَلُ رُؤُسُھُمۡ عَنِ الصَّلٰوۃِ الۡمَکۡتُوۡبَۃِ. یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں کہ جن کے سر فرضی نماز سے بوجھل رہتے تھے یعنی بے نماز لوگ ہیں جو نماز نہ پڑھتے تھے۔

پانچواں واقعہ۔ زکوٰۃ نہ دینے والے

حضور ﷺ نے کہا پھر ایسی قوم پر گزر ہوا کہ عَلٰی اَقۡبَالِھِمۡ رِقَاعٌ وَعَلٰی اَدۡبَارِھِمۡ رِقَاعٌ یُسۡرَحُوۡنَ کَمَا تُسۡرَحُ الۡاِبِلُ وَالۡغَنَمُ یَاۡکُلُوۡنَ الضَّرِیۡعَ وَالزَّقُّوۡمَ وَرَضَفَ جَھَنَّمَ وَحِجَارَتَھَا. جن کے آگے اور پیچھے چھوٹے کپڑے ہیں ان کو جانوروں کی طرح ہانکا جا رہا ہے ان کی غذا تھوہر کے درخت اور جہنم کے انگارے ہیں اور پتھر ہیں میں نے کہا جبرئیل علیہ السلام یہ کون ہیں تو فرمایا ھٰؤُلَاءِ الَّذِیۡنَ لَا یُؤَدُّوۡنَ صَدَقَاتِ اَمۡوَالِھِمۡ. یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں کی زکوٰۃ نہ ادا کرتے تھے۔

چھٹا واقعہ۔ زنا کرنے والے

حضور علیہ السلام نے فرمایا پھر ایسی قوم پر گزر ہوا کہ بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ لَحْمٌ نَضِیْجٌ فِیْ قُدُوْرٍ وَلَحْمٌ نِیِّیٌ اَیْضًا فِیْ قُدُوْرٍ خَبِیْثٍ فَجَعَلُوْا یَاْکُلُوْنَ الْخَبِیْثَ کہ ان کے سامنے ایک طرف حلال پکا ہوا گوشت ہانڈی میں ہے دوسری طرف کچا بدبودار حرام گوشت ہے تو وہ حرام گوشت کو کھا رہے ہیں۔ میں نے کہا جبرئیل یہ کون لوگ ہیں جو حلال گوشت نہیں کھاتے اور حرام کھا رہے ہیں تو فرمایا ھٰذَا الرَّجُلُ مِنْ اُمَّتِکَ تَکُوْنُ عِنْدَہُ الْمَرْاَۃُ الْحَلَالُ الطَّیِّبَۃُ فَیَاْتِیْ اِمْرَاَۃً خَبِیْثَۃً فَیَبِیْتُ عِنْدَھَا حَتّٰی یُصْبِحَ. یہ وہ مرد ہیں کہ جن کے پاس حلال بیوی ہوتی مگر وہ اس کو چھوڑ کر حرام کاری کرنے والی عورت کے ساتھ رات گزارتے اور حرام کاری کرتے ہیں۔

اور اسی طرح وَالْمَرْاَۃُ تَقُوْمُ مِنْ عِنْدِ زَوْجِھَا حَلَالًا طَیِّبًا فَتَاْتِیْ رَجُلًا خَبِیْثًا فَتَبِیْتُ عِنْدَہُ حَتّٰی تُصْبِحَ. یہ وہ عورتیں تھیں کہ جو اپنے حلال پاکیزہ خاوند سے اٹھ کر چلی جاتیں اور بدکار مردوں کے پاس جا کر رات گزارتیں یعنی یہ مرد اور عورتیں ہیں جو زنا کا ارتکاب کرتے تھے اور اس کام کو عادت بنا لیتے تھے۔

ساتواں واقعہ۔ یتیموں کا مال کھانے والے

حضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر ایسی قوم پر گزر ہوا مَشَافِرُھُمْ کَمَشَافِرِ الْاِبِلِ کہ جن کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹ کی طرح تھے ان کا منہ کھولا جاتا اور ان کے پیٹ میں گوشت ڈالا جاتا مگر تخرج من ادبارھم پھر وہ گوشت ان کے نیچے سے

نکل جاتا تھا میں نے کہا جبرئیل یہ کون ہیں فرمایا ھٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتَامٰی ظُلْمًا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ظلماً یتیموں کا مال کھاتے تھے۔

آج دوزخ میں ان کو یہ سزا مل رہی ہے۔

آٹھواں واقعہ۔ سود کھانے والے

حضور ﷺ نے کہا پھر ایسی قوم پر گزر ہوا کہ بُطُوْنُھُمْ کَاَمْثَالِ الْبُیُوْتِ کہ ان کے پیٹ مکانوں کی طرح بڑے تھے اور سیرت حلبیہ میں ہے کہ وہ خون کی نہر میں تھے اور پتھر ان کی غذا تھی تو میں نے کہا جبرئیل یہ کون ہیں تو فرمایا ھٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبَا. یہ وہ لوگ ہیں جو سود کھاتے تھے اور قیامت کے دن اس طرح اٹھیں گے جس طرح وہ شخص کھڑا ہوتا ہے کہ جس پر جن کا سایہ ہو اور بے ہوش ہو۔

نواں واقعہ۔ ڈاکہ مارنے والے

حضور ﷺ نے فرمایا پھر میرا گزر ایک خاردار لکڑی پر ہوا لَا یَمُرُّ بِھَا ثَوْبٌ وَلَا شَیْءٌ اِلَّا خَرَّقَتْہُ کہ اس کے ساتھ کپڑا یا کسی چیز کا گزر ہوتا تو وہ اس کو پھاڑ دیتی اور چیر دیتی تو میں نے کہا جبرئیل ماھذا یہ کیا ہے تو جبرئیل نے کہا ھٰذَا مَثَلُ اَقْوَامٍ مِنْ اُمَّتِکَ یَقْعُدُوْنَ عَلَی الطَّرِیْقِ فَیَقْطَعُوْنَھَا. یہ ان بدمعاشوں کی حالت کی مثال دکھلائی گئی ہے جو راستوں پر بیٹھتے ہیں اور ڈاکے ڈالتے ہیں لوگوں کی جان و مال و عزت کو لوٹتے ہیں۔

دسواں واقعہ۔خیانت کرنے والے

حضور ﷺ نے فرمایا پھر میرا گزر اس انسان پر ہوا جس نے لکڑیوں کو گٹھڑی میں جمع کیا ہے مگر وہ اس کے اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا لیکن اس میں اور زیادہ لکڑی ڈال رہا ہے تو میں نے کہا جبرئیل یہ شخص کون ہے تو اس نے کہا **ھٰذَا الرَّجُلُ مِنْ اُمَّتِکَ تَکُوْنُ عِنْدَہٗ اَمَانَاتُ النَّاسِ لَا یَقْدِرُ عَلٰی اَدَائِھَا وَ یُرِیْدُ اَنْ یَتَحَمَّلَ عَلَیْھَا** . یہ وہ شخص ہے کہ جس کے پاس لوگوں کی امانتیں تھیں اور ان کو ادا نہ کرتا تھا بلکہ ان میں خیانت کرتا تھا اور پھر بھی اور امانتیں اٹھاتا تھا۔

گیارہواں واقعہ۔غیبت کرنے والے

حضور ﷺ نے کہا پھر ایسی قوم پر گزر ہوا کہ **لَھُمْ اَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ یَخْمِشُوْنَ بِھَا وُجُوْھَھُمْ وَصُدُوْرَھُمْ**. کہ ان کے ناخن تانبے کے ہیں جس سے وہ اپنے منہ اور سینہ کو چھیل رہے ہیں۔ میں نے کہا جبرئیل یہ کون ہیں تو کہا **ھٰٓؤُلَاءِ الَّذِیْنَ یَأْکُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ وَیَقَعُوْنَ فِیْ اَعْرَاضِھِمْ** ۔ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی غیبت کرتے تھے اور ان کی عزت دری کرتے تھے۔

بارہواں واقعہ۔دنیا کی مثال

حضور ﷺ نے فرمایا میرا گزر ایسی جگہ پر ہوا جہاں ایک عورت زیوروں سے آراستہ اور مزین ہے تو اس نے کہا **یَا مُحَمَّدُ اُنْظُرْنِیْ** اے محمد مجھے دیکھیں تو میں نے

جواب نہ دیا اور نہ وہاں رکا میں نے کہا جبرئیل یہ کیا ہے کہا **تِلْکَ الدُّنْیَا** یہ دنیا کی مثال آپ کو دکھلائی گئی اگر آپ اس کو جواب دیتے تو آپ کی امت دنیا کو آخرت پر پسند کرتی۔

تیرھواں واقعہ۔غلط بات کرنے والے

حضور ﷺ نے کہا میرا گزر ایسی جگہ سے ہوا کہ جہاں ایک چھوٹا سوراخ ہے اور اس سے ایک بڑا بیل نکل رہا ہے پھر وہ بیل اس سوراخ کے اندر جانا چاہتا ہے مگر نہیں جا سکتا۔ میں نے کہا جبریل یہ کون ہے تو کہا **ھٰذَا الرَّجُلُ یَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَۃِ الْعَظِیْمَۃِ ثُمَّ یَنْدِمُ عَلَیْھَا فَلَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یَّرُدَّھَا**. یہ اس شخص کی حالت کی مثال دکھائی گئی ہے کہ جو ایک بڑی بات اپنی زبان سے نکالتا ہے پھر اس پر نادم ہوتا ہے اور وہ اس کے واپس لوٹانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ یعنی اپنی حیثیت سے بڑی بات کہتا ہے یا کوئی غلط بات کہتا ہے۔ جس پر پھر پریشان ہوتا ہے۔

چودھواں واقعہ۔شیطان کی کیفیت

حضور ﷺ فرماتے ہیں پھر ہمارا گزر ایک بوڑھے مرد پر ہوا اور اس نے کہا **ھَلُمَّ یَا مُحَمَّدُ** ﷺ اے محمد ﷺ ادھر آؤ تو جبرئیل نے کہا **سِرْ یَا مُحَمَّدُ** اے پیغمبر آپ آگے چلیں اس کو جواب نہ دیں کیونکہ یہ عدو اللہ ابلیس ہے تو یہ اللہ نے شیطان کی کیفیت کی مثال دکھلائی۔

پندرھواں واقعہ۔دنیا کا زوال

حضور ﷺ نے کہا پھر آپ نے ایک بوڑھی عورت کو دیکھا جو راستہ کے کنارہ پر ہے کہنے لگی یَا مُحَمَّدُ اُنْظُرْنِیْ اے محمدؐ مجھ کو دیکھو میں آپ سے سوال کرنا چاہتی ہوں تو حضور ﷺ نے اس کی طرف التفات نہیں کیا۔حضورؐ نے کہا جبرئیل یہ کیا ہے تو جبرئیل نے کہا لَمْ یَبْقِ مِنْ عُمُرِ الدُّنْیَا اِلَّا مَا بَقِیَ عَنْ عُمَر تِلْکَ الْعَجُوْزَۃِ. یعنی دنیا کی عمر سے باقی اتنی ہے جتنی اس بوڑھی کی عمر سے باقی ہے۔اشارہ تھا دنیا کے زوال وفنا کی طرف یہ دنیا کے فانی ہونے کی مثال دکھلائی گئی۔

سولھواں واقعہ۔شراب کی حرمت

حضور ﷺ فرماتے ہیں مجھے دو برتن پیش کئے گئے ایک برتن میں دودھ تھا تو اس سے میں نے سیر ہو کر پیا دوسرے برتن میں شراب تھی تو اس کو میں نے واپس کر دیا اور نہ پیا تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا آپ نے فطرت کو قبول کیا ہے اور یہ شراب عنقریب آپ کی امت پر حرام ہو جائے گی۔

سترھواں واقعہ۔حق چھپانے والے

حضور ﷺ نے فرمایا پھر ایسی قوم پر گزر ہوا کہ تُقْرَضُ اَلْسِنَتُھُمْ وَشَفَاھُھُمْ بِمَقَارِیْضَ مِنْ حَدِیْدٍ. جن کے زبانیں اور ہونٹ جہنم کے مقراضوں سے کاٹی جا رہی ہیں میں نے کہا جبرئیل علیہ السلام یہ کون ہیں تو فرمایا ھٰؤُلَآءِ خُطَبَاءُ

الْفِتْنَۃِ مِنْ اُمَّتِکَ یَقُوْلُوْنَ مَا لَایَفْعَلُوْنَ یہ آپ کی امت کے وہ عالم ہیں جو دنیا میں شرک وکفر ورسومات وحق چھپانے کے ساتھ فساد کرتے تھے اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اظہار حق کی توفیق دے اور حق چھپانے سے محفوظ رکھے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

ختم نبوت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْئٍ عَلِيْماً.

عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَؓ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهُ لَا نَبِىَّ بَعْدِىْ وَلَا اُمَّةَ بَعْدَكُمْ (رواہ احمد)

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدْ اِنْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِىْ وَلَا نَبِىَّ (رواه الترمذى)

عَنْ ثَوْبَانَؓ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيَكُوْنُ فِىْ اُمَّتِىْ ثَلَاثُوْنَ كَذَّابُوْنَ دَجَّالُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهُ نَبِىٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِىَّ بَعْدِىْ. (رواه مسلم)

صَدَقَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِىُّ الْاَمِيْنُ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ

نہ جب تھا نہ اب ہے نہ ہوگا مُیسر
شریک خدا اور جواب محمدؐ

تعالیٰ اللہ ذات مصطفیٰ کا حسن لاثانی
کہ جس میں جمع ہیں یکجا تمام اوصاف انسانی
نبیوں میں نبی ایسا کہ خاتم الانبیاء ٹھہرا
حسینوں میں حسین ایسا کہ محبوبِ خدا ٹھہرا

محترم سامعین!

تمہید

مکرم بزرگو، عزیز نوجوانو، اور میری معززہ و موقرہ ماؤ بہنو، بیٹیو آج کے خطبہ کا موضوع ختم نبوت ﷺ ہے۔ اس مناسبت سے میں نے ایک آیت اور تین احادیث پڑھی ہیں۔ پہلے مختصراً ان کا مفہوم سمجھ لیں۔ پھر ختم نبوت کے مسئلہ پر مزید اللہ کے قرآن اور پیغمبر کے فرمان سے دلائل ذکر کرکے پھر منکرین ختم نبوت کے غلط خیالات، واہیات، اغلوطات، بیہودہ بکواسات اور ان کے جھوٹے عقائد کو واضح کرکے ان کی تردید کریں گے تاکہ منکرین ختم نبوت کے جھوٹے عقائد کی بیخ کنی ہوجائے اور کفر کی دیوار ونظریہ پاش پاش ہوجائے۔

عقیدہ ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں

پہلی آیت

اب پہلے اس آیت کا مطلب سمجھیں بائیسواں پارہ سورۃ احزاب کی چالیسویں آیت ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت کا اعلان

فرمایا ہے۔اس آیت کا شان نزول مفسرین نے یہ ذکر کیا ہے کہ زیدؓ بن حارثہ جو حضور ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے اور حضور ﷺ کے متبنّٰی و منہ بولے بیٹے تھے لیکن حقیقی بیٹے نہ تھے۔انہوں نے حضرت زینبؓ کو طلاق دی پھر حضور ﷺ نے ان کی مطلقہ سے نکاح کرلیا تو اس پر کفار نے طعنہ دیا کہ یہ کیسا نبی ہے جس نے اپنے بیٹے کی بیوی مطلقہ سے نکاح کرلیا ہے تو اس پر یہ آیت اتری کہ یہ تمہارا الزام بے محل ہے کیونکہ آپ تم میں سے کسی مرد بالغ کے باپ نہیں ہیں۔زید آپ کا صلبی بیٹا تو نہیں اس لئے فرمایا۔

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ- رِجَالٌ رَجُلٌ کی جمع ہے اور رجل بالغ مرد کو کہتے ہیں۔تو اللہ نے کہا کہ محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کے نسبی و جسمانی باپ نہیں کیونکہ آپ کے جو لڑکے ہوئے وہ بچپن میں انتقال کر گئے۔ان میں سے کوئی حد بلوغ کو نہ پہنچا۔حضرت عبداللہؓ، حضرت قاسمؓ، حضرت ابراہیمؓ سب چھوٹے بچے تھے اور وفات پا گئے۔لہٰذا آپ کا کوئی حقیقی و نسبی و جسمانی بیٹا حد بلوغت تک نہ پہنچا۔اس لئے فرمایا کہ محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔

اس جملہ میں ابوت روحانی و معنوی تو حاصل ہے کیونکہ حضور ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور رسول اپنی امت کے لئے بمنزلہ روحانی باپ کے ہوتا ہے اور امت بمنزلہ روحانی اولاد کے ہوتی ہے جو لوگ آپ کو مقطوع النسل اور ابتر کا طعنہ دے رہے تھے ان کو کہا اے نبی کے دشمنو! اپنی زبانیں بند رکھو اگرچہ آپ کی نسبی اولاد نہیں رہی مگر آپ اللہ کی اتنی مخلوق کے روحانی باپ ہیں۔کہ جن کا شمار ہی نہیں پھر فرمایا **وخاتم النبیین**. کہ آپ

خاتم النبیین ہیں۔آپ پر نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم ہے۔آپ کے بعد اب کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔اب قیامت تک صرف آپ کی نبوت رہے گی تو قیامت تک جتنے مسلمان پیدا ہوں گے حضور ﷺ ان سب کے روحانی باپ ہوئے اور آپ کی اولاد تمام مخلوق اولین و آخرین سے زیادہ ہوگی تو کفار کے منہ پر سیاہی آ گئی۔فرمایا تم ان کو مقطوع النسل کہتے ہو حالانکہ ان کی اولاد تو اتنی کثیر ہے کہ ساری دنیا میں کوئی ان کا ثانی نہیں ہے۔

خاتم النبیین کے لفظ نے بتلا دیا کہ اب کوئی نئی شریعت نہ آئے گی نہ نیا نبی آئے گا۔اب تمہاری کامیابی اس پیغمبر کی اتباع و اطاعت میں ہے۔

حافظ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ نبی کا لفظ عام ہے صاحب شریعت ہو یا نہ ہو اور رسول کا لفظ خاص ہے جو صاحب شریعت ہو جب حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا تو رسول بدرجہ اولیٰ نہیں ہوگا۔لہٰذا اس آیت نے بتلا دیا کہ حضور ﷺ کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہے۔آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا۔نہ تشریعی نہ غیر تشریعی نہ ظلی نہ بروزی۔

علامہ آلوسیؒ نے روح المعانی میں ذکر کیا ہے کہ **خاتم النبیین** کا لفظ بتلا رہا ہے کہ حضور ﷺ کے اس دنیا میں وصف نبوت کے ساتھ متصف ہونے کے بعد اب کسی جن و انس میں یہ وصف نبوت پیدا نہیں ہو سکتی اور وصف نبوت کا کسی میں پیدا ہونا منقطع اور ختم ہے۔اس لئے تمام مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔آپ

پر سلسلہ نبوت ختم ہے آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا دجال کذاب کافر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

جو شخص حضور ﷺ کی ختم نبوت کا عقیدہ نہ رکھے۔ وہ اسلام سے خارج ہے اس کو مسلمان کہلانے کا کوئی حق نہیں ہے۔ پھر فرمایا وَ کَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْئٍ عَلِیْمًا. کہ اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ اللہ کے علم میں تھا کہ ایسے لوگ آئیں گے جو حضور ﷺ کی ختم نبوت کا انکار کریں گے اور دنیا کو دھوکہ دیں گے، دجل وفریب کریں گے۔ اس لئے اللہ نے حضور ﷺ کی ختم نبوت کا اعلان کر دیا۔ اللہ جانتا تھا کہ کون رسالت کے لائق ہے کون ختم نبوت کے تاج کا لائق ہے۔ وہ ایک حضور ﷺ کی ذات تھی جس میں خاتم الانبیاء ہونے کی صلاحیت تھی جس کا اللہ نے اعلان کر کے منکرین ختم نبوت کے عقیدہ کو جڑ سے کاٹ دیا۔ نبی کی شان کا اظہار فرما دیا کہ یہ آخری نبی ہے اب تم کو جو ضرورت پیش آئے اس کا حل اللہ کے قرآن اور پیغمبر کے فرمان میں ملے گا۔

اس کے بعد اب کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں ہے۔

اب تین احادیث کا مختصر مفہوم سمجھ لیں۔

پہلی حدیث

حضرت ابو امامہؓ کی روایت ہے حضور ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا۔ یٰاَیُّھَا النَّاسُ. اے لوگو عربی ہو عجمی ہو سب سن لو کہ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ. میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ وَلَا اُمَّۃَ بَعْدَکُمْ. اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں آئے گی۔

امت بھی آخری اور نبی بھی آخری ہے۔

دوسری حدیث

حضرت انسؓ کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اب رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے اور ختم ہو چکی ہے۔ اسلئے میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی ہوگا۔

تیسری حدیث

حضرت ثوبانؓ کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں تیس شخص ایسے آئیں گے جو دجال کذاب جھوٹے ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک گمان کرے گا کہ میں نبی ہوں۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

مسلمانو! نبی کی ختم نبوت کے دیوانو، پروانو، مستانو ختم نبوت کا عقیدہ اساسی و بنیادی عقیدہ ہے اس کے بغیر انسان کا ایمان و اسلام مقبول نہیں ہے۔ اس لئے ہر مسلمان ختم نبوت کا عقیدہ رکھے اور گوشے گوشے قریہ قریہ شہر شہر ہر جگہ اس عقیدہ کی اشاعت کرے۔

عقیدہ ختم نبوت اتنا اہم ہے کہ قرآن مجید کی ایک سو سے زائد آیات میں اس کا ذکر ہے اور دو سو دس احادیث میں اس کا ذکر ہے۔ جس میں سے ایک سو سے زیادہ احادیث متواترہ ہیں جن میں سے ہم چند آیات واحادیث کا ذکر کرتے ہیں۔

دوسری آیت

سورۃ المائدہ میں ہے اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا ۔ یہ آیت بھی ختم نبوت کی دلیل ہے۔ اللہ نے تین چیزیں ذکر کی ہیں۔

پہلی چیز

کہ اے نبی کے امتیو میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے۔ اب اس دین کے بعد کسی نئے دین کی ضرورت نہیں ہے۔

دوسری چیز

فرمایا میں نے تم پر اپنی نعمت مکمل کر دی ہے وہ نعمت حضور ﷺ کی ختم نبوت ہے لہٰذا اب آپ کے بعد کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں ہے۔

تیسری چیز

فرمایا میں نے تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا ہے اب تمہاری ہر ضرورت ومشکل کا حل اسلام میں ہے اب نئی شریعت نئے نبی کی ضرورت نہیں ہے۔

حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ اِنَّ عُمَرَ بۡنَ الۡخَطَّابِ اَتٰی رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ بِنُسۡخَۃٍ مِنَ التَّوۡرَاۃِ. حضرت عمرؓ حضور ﷺ کے سامنے تورات کا نسخہ لائے اور اس کو پڑھنے لگے۔ وَوَجۡہُ رَسُوۡلِ اللّٰہِ یَتَغَیَّرُ۔ اور حضور ﷺ کے چہرہ پر ناراضگی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ حضرت ابوبکرؓ نے یہ کیفیت

دیکھی تو کہنے لگے۔ مَا تَرٰی مَا بِوَجۡہِ رَسُوۡلِ اللّٰہِ. اے عمرؓ تم دیکھتے نہیں کہ حضور ﷺ تو ناراض ہو رہے ہیں تو حضرت عمرؓ نے جب حضور ﷺ کے چہرہ کو دیکھا تو فوراً کہنے لگے اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ غَضَبِ اللّٰہِ وَغَضَبِ رَسُوۡلِہٖ رَضِیۡتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالۡاِسۡلَامِ دِیۡنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا اللہ اور اس کے رسول کے غصہ وناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں۔ اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی و رسول ہونے پر راضی ہوں تو حضور ﷺ نے فرمایا اے عمر! وَالَّذِیۡ نَفۡسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوۡبَدَا لَکُمۡ مُوۡسٰی فَاتَّبَعۡتُمُوۡہُ وَتَرَکۡتُمُوۡنِیۡ لَضَلَلۡتُمۡ عَنۡ سَوَاءِ السَّبِیۡلِ. یعنی اللہ کی قسم جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے۔ اگر آج حضرت موسیٰ آجائیں اور تم ان کی اتباع کرو اور مجھے چھوڑ دو تو سیدھی راہ سے گمراہ ہو جاؤ گے۔ وَلَوۡ کَانَ مُوۡسٰی حَیًّا وَاَدۡرَکَ نُبُوَّتِیۡ لَا تَّبَعَنِیۡ. اگر موسیٰ آج زندہ ہوتے تو میری اتباع کے بغیر ان کے لئے کوئی چارہ کار نہ ہوتا۔

دوسری روایت حضرت جابرؓ سے ہے کہ حضرت عمرؓ حضور ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے کہ ہم یہود سے بعض باتیں سنتے ہیں جو ہمیں اچھی لگتی ہیں۔ اَفَتَرٰی اَنۡ نَکۡتُبَ بَعۡضَھَا. کیا آپ ہمیں اجازت دیتے ہیں کہ ہم ان کو لکھ لیا کریں تو حضور ﷺ نے فرمایا اَمُتَھَوِّکُوۡنَ اَنۡتُمۡ کَمَا تَھَوَّکَتِ الۡیَھُوۡدُ وَالنَّصَارٰی. جس طرح یہود و نصاریٰ کو اپنے دین میں تردد تھا کیا تمہیں ان کی طرح اپنے دین میں تردد وشک ہے کہ تم دوسروں سے دین کو حاصل کرو۔ بلکہ لَقَدۡ جِئۡتُکُمۡ بِھَا بَیۡضَآءَ نَقِیَّۃً میں

تمہارے پاس ایسی شریعت لایا ہوں جو روشن، صاف ہے اور واضح ہے لَوْ کَانَ مُوْسٰی حَیًّا مَا وَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِیْ. اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو وہ بھی میری اطاعت کرتے۔ یہ دین جامع ہے اس کے بعد نئے دین کی ضرورت نہیں۔ یہ نبی جامع ہے اس کے بعد نئے نبی کی ضرورت نہیں۔ یہ کتاب قرآن جامع ہے اس کے بعد نئی کتاب کی ضرورت نہیں۔ اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ کِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّتِیْ. تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ایک کتاب اللہ دوسری حدیث رسول اللہ۔ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ مَا تَمَسَّکْتُمْ بِهِمَا. جب تک ان کو اپناؤ گے ان کی پیروی کرو گے لوگوں کو ان کی طرف دعوت دیتے رہو گے۔ گمراہی سے بچ جاؤ گے۔ تمام کی ہدایت کا سرچشمہ قرآن و حدیث ہے۔ جب نبوت حضور ﷺ پر ختم ہے اب نیا پروگرام کوئی نہیں لاسکتا۔ قیامت تک یہی پروگرام رہے گا۔

تیسری آیت

سورۃ الانبیاء میں ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔ یہ بھی عقیدہ ختم نبوت کی دلیل ہے کہ اللہ نے کہا اے محبوب ہم نے تجھ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ آپ کی رحمت عام ہے۔ اس سے انسان اور جن اور ملائکہ اور انبیاء بھی مستفید ہو رہے ہیں۔ تو اس رحمت کے بعد اب نئی نبوت کی ضرورت نہیں رہی۔ جو اس نبوت سے باہر نکلے گا وہ زحمت میں جائے گا۔ رحمۃ للعالمین کے لفظ نے حضور ﷺ کی ختم نبوت کا پرچم لہرادیا۔

چوتھی آیت

سورۃ السباء میں ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ یہ بھی ختم نبوت کی دلیل ہے کہ اے پیغمبر ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے رسول و نبی بنا کر بھیجا ہے۔ کافۃ کے لفظ نے ختم نبوت کا ڈنکا بجادیا کہ حضور ﷺ خاتم النبیین ہیں۔

پانچویں آیت

سورۃ الفرقان میں ہے تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا۔ یہ آیت بھی ختم نبوت کی دلیل ہے۔ برکت والی ہے وہ ذات جس نے قرآن کو اپنے خاص بندے محمد ﷺ پر اتارا تاکہ وہ رسول تمام جہان کے لئے ڈرانے والا ہو۔ یہ آیت ختم نبوت کا پرچار کر رہی ہے۔ کہ یہ نبی سارے جہان کا نبی ہے۔

چھٹی آیت

سورۃ الاعراف میں ہے قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا نِ الَّذِیْ لَهٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ اے پیغمبر آپ اعلان کریں کہ اے لوگو میں سب کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ وہ اللہ کہ جس کی شاہی

آسمانوں اور زمینوں میں ہے تو آیت اعلان کررہی ہے کہ جہاں جہاں اللہ کی بادشاہی ہے وہاں وہاں حضرت محمد ﷺ کی مصطفائی ہے آپ کے بعد اب کسی کی نبوت کا پرچم نہیں لہرائے گا۔ قیامت تک حضور ﷺ کی ختم نبوت کا جھنڈا لہرائے گا۔

ساتویں آیت

سورۃ الاحزاب میں ہے یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّراً وَّنَذِیْراً وَّدَاعِیاً اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجاً مُّنِیْراً۔ یہ بھی ختم نبوت کی دلیل ہے۔ اللہ نے کہا اے پیغمبر ہم نے آپ ﷺ کو شاہد بنا کر بھیجا یعنی حق بات بتلانے والے پھر آپ کو مبشر بنایا جو حق بات مانے اس کو جنت کی خوشخبری سناؤ اور آپ کو نذیر بنایا جو حق بات نہ مانے اس کو جہنم سے ڈرانے والا اور آپ کو داعی الی اللہ بنایا۔ صبح وشام، دن رات ہر حال میں اللہ کی طرف لوگوں کو بلانے والے اور آپ کو سراج منیر بنایا چراغ روشنی دینے والا۔ اس آیت میں حضور ﷺ کو سراج منیر کہا۔ اور اللہ نے سورج کو سراج کہا اور چاند کو منیر کہا اور حضور کو سراج منیر کہا اس سے اشارہ کیا کہ سورج کی روشنی دن کو ہے رات کو نہیں، چاند کی روشنی رات کو ہے دن کو نہیں۔ مگر حضور ﷺ کے نور نبوت کی روشنی نہ دن کو ختم ہوتی ہے نہ رات کو ختم ہوتی ہے۔ اس کی روشنی سب کے لئے ہے کیونکہ اسکی نبوت سب کے لئے ہے پھر اشارہ کیا کہ دنیا کے سورج کے طلوع ہونے سے پہلے شب کی ظلمت تھی۔ رات کی تاریکی واندھیرا تھا جب سورج آیا اندھیرا گیا سویرا ہوگیا۔ تو اسی طرح اس دین کے سورج کے طلوع ہونے سے پہلے کفروشرک ورسومات وبدعات کے

اندھیرے تھے اور جب حضور ﷺ تشریف لائے دین کا سورج طلوع ہوا تو کفر وشرک کی تاریکیاں ختم ہوئیں۔ اور توحید وسنت کا سویرا ہوا پھر اس میں یہ اشارہ ہوا کہ جیسے رات کو چاند ہوتا ہے اور ستارے ہوتے ہیں۔ ان کی چمک ہوتی ہے مگر جب سورج آتا ہے تو ان کی روشنی ختم ہو جاتی ہے تو اسی طرح حضور ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے انبیا جو ستاروں کی مانند تھے ان کی نبوت کی چمک تھی ان کی شریعت تھی مگر جب حضور ﷺ آئے تو تمام کی نبوت وشریعت ختم ہوگئی اب ہر جگہ حضور ﷺ کی نبوت کی روشنی ہوگی اور اس سے لوگوں کو روشنی ملے گی، ہدایت ملے گی۔ اس آفتاب نبوت کے بعد اب کسی کی نبوت کی ضرورت نہیں ہے۔

آٹھویں آیت

سورۃ آل عمران میں ہے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْھَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ۔ یہ آیت بھی ختم نبوت کی دلیل ہے۔ جس طرح اللہ نے عالم ارواح میں تمام کائنات سے اپنی ربوبیت کا وعدہ لیا تھا۔ اسی طرح اللہ نے عالم ارواح میں تمام انبیاء سے حضور ﷺ کی ختم نبوت کا عہد لیا اللہ نے ایک جلسہ قائم کیا جس کے سامعین انبیاء تھے، جس کے صدر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تھے اور بیان رب العالمین کا تھا۔ اللہ نے تمام انبیاء کو جمع کر کے ایک عہد لیا فرمایا۔ لَمَآ

اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتَابٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ ۔اللہ نے کہا اے انبیاء جب میں تم کو کتاب اور حکمت دوں۔ ثُمَّ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ پھر تمہارے پاس میرا رسول آئے۔ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ وہ رسول اس کی تصدیق کرے گا جو کچھ تمہارے پاس ہے تو تمہارا فریضہ ہے۔ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ ۔ اس نبی کی تصدیق کرنا اور اس کی مدد کرنا پھر اللہ نے انبیاء سے کہا کہ کیا تم نے اس بات کا اقرار کیا تو سب نے کہا ہم نے اقرار کیا پھر اللہ نے کہا کہ فَاشْھَدُوْا تم بھی اس پر گواہ بنو۔ وَاَنَا مَعَکُمْ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ ۔میں خدا بھی حضور ﷺ کی ختمِ نبوت کا گواہ بنتا ہوں۔ دیکھئے اس آیت میں ثُمَّ جَآءَ کُمْ میں ثم کا لفظ ختمِ نبوت کی دلیل ہے۔ثم کا مطلب ہے کہ سب نبیوں کے بعد وہ نبی آئے گا وہ نبی آخرالزمان ہوگا اس کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔اب ذرا غور کریں کہ ایک جلسہ آپ کرتے ہیں ایک جلسہ اولیاء کرتے ہیں۔ایک جلسہ علماء صلحاء کرتے ہیں۔ایک جلسہ مفسرین کرتے ہیں، ایک جلسہ محدثین کرتے ہیں۔ایک جلسہ فقہاء کرتے ہیں۔ایک جلسہ تابعین کا ہے ایک جلسہ صحابہ کا ہے۔مگر یہ جلسہ و کانفرنس واجتماع انوکھا ہے جو اللہ نے کیا ہے اور انبیاء اس جلسہ کے شرکاء ہیں۔اس لئے جو نبی اس جلسہ میں شریک ہے وہ تو نبی ہے اور جو اس اجتماع میں شریک نہیں اور وہ دعویٰ نبی ہونے کا کرتا ہے وہ دجال و کذاب تو ہوسکتا ہے مگر نبی نہیں ہوسکتا۔توجہ کریں تو اس جلسہ میں حضرت آدمؑ صفی اللہ حضرت نوحؑ نجی اللہ، حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ، حضرت اسماعیلؑ ذبیح اللہ، حضرت

یوسفؑ صدیق اللہ، حضرت موسیٰؑ کلیم اللہ، حضرت عیسیٰؑ روح اللہ، حضرت شیثؑ حضرت دانیالؑ، حضرت سلیمانؑ، حضرت زکریاؑ، حضرت یعقوبؑ، حضرت شعیبؑ، حضرت ایوبؑ بلکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا تو شریک ہیں مگر مسیلمہ کذاب اسود عنسی اور مرزا قادیانی نہیں تھے تو سب دجال تو ہوسکتے ہیں۔نبی نہیں ہوسکتے نبی وہی ہے جو اس اجلاس میں شریک تھا اور حضور ﷺ کی ختم نبوت پر گواہی دینے والا تھا۔اس لئے یاد رکھیں جس طرح اللہ کے علاوہ کوئی ظلی بروزی خدا نہیں۔کعبہ کے علاوہ کوئی ظلی بروزی کعبہ نہیں قرآن کے علاوہ کوئی ظلی بروزی قرآن نہیں۔اسی طرح نبی آخرالزمان کے بعد اب کوئی ظلی بروزی نبی نہیں ہے۔نبوت کا سلسلہ میرے اس پیغمبر پر ختم ہے۔

جس طرح آیات قرآنیہ میں ختم نبوت کے عقیدہ کا ذکر ہے اسی طرح احادیث نبویہ میں بھی عقیدہ ختم نبوت کا ذکر ہے۔

پہلے تین احادیث ذکر ہوچکی ہیں۔

چوتھی حدیث

مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا فُضِّلْتُ عَلَی الْاَنْبِیَآءِ بِسِتٍّ کہ اللہ نے مجھے تمام انبیاء پر چھ چیزوں کی وجہ سے فضیلت عطا فرمائی ہے۔

پہلی چیز۔اُعْطِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ ۔اللہ نے مجھے ایسے کلمات عطا فرمائے ہیں جو جامع ہیں۔

دوسری چیز۔ وَنُصِرُتُ بِالرُّعْبِ ۔اللہ نے میری مدد رعب کے ذریعہ فرمائی۔ دشمن دور دور تک میرے رعب کی وجہ سے کانپ رہے ہیں۔

تیسری چیز۔ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ ۔اللہ نے میرے لئے مال غنیمت کو حلال کردیا۔ جو پہلی امتوں کے لئے نہ تھا۔

چوتھی چیز۔ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِداً وَّطُهُوْرًا ۔اللہ نے روئے زمین کو جائے نماز یعنی نماز پڑھنے کی جگہ بنایا اور پاک کرنے کا ذریعہ یعنی تیمّم کرنے کا ذریعہ بنایا۔

پانچویں چیز۔ وَاُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّةً اللہ نے مجھے تمام مخلوق کے لئے رسول بنا کر بھیجا۔

چھٹی چیز۔ وَخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ. اللہ نے تمام نبیوں کے آخر میں بھیجا اور مجھ پر سلسلہ نبوت ختم کردیا اب میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

پانچویں حدیث

حضورﷺ نے فرمایا مَسْجِدِیْ هٰذَا آخِرُ مَسَاجِدُ الْاَنْبِیَآءِ وَاَنَا آخِرُ الْاَنْبِیَاءِ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ وَاَنْتُمْ آخِرُ الْاُمَمِ لَا اُمَّةَ بَعْدَکُمْ ۔فرمایا میری یہ مسجد نبوی تمام انبیاء کی مسجدوں سے آخری مسجد ہے۔ اور میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور تم آخری امت ہو تمہارے بعد کوئی امت نہ ہوگی۔

چھٹی حدیث

شرح السنہ میں حضرت عرباض بن ساریہؓ سے ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا۔ اِنِّیْ عِنْدَاللّٰهِ مَکْتُوْبٌ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِهٖ ۔کہ اللہ کے پاس مجھ کو خاتم النبیین لکھ دیا گیا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کا وجود ظاہر نہ ہوا تھا بلکہ آپ ابھی مٹی میں تھے۔

ساتویں حدیث

حضرت ابوھریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرمﷺ نے ارشاد فرمایا اِنَّ مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَآءِ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بَیْتًا فَاَحْسَنَهٗ وَاَجْمَلَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ. کہ میری اور پہلے انبیاء کی مثال اس جیسی ہے کہ جیسے کسی شخص نے ایک مکان بنایا ہے جو بہت عمدہ اور بہت خوبصورت اور اچھا ہے لیکن اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑی ہوئی ہے۔ فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَیَتَعَجَّبُوْنَ لَهٗ تو لوگ اس مکان کے اردگرد چکر لگاتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور اس مکان کی خوبصورتی سے تعجب کرتے ہیں۔ وَیَقُوْلُوْنَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ کہتے ہیں یہ ایک اینٹ کی جگہ باقی نہ ہوتی۔ قَالَ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ. فرمایا وہ نبوت کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے چلا اور مجھ پر ختم ہوا۔ قصر نبوت میں جو ایک اینٹ کی جگہ تھی وہ آخری اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔ اب حضورﷺ کی نبوت سب کے لئے ہے آپ انسانوں کے نبی ہیں۔ آپ جنوں کے نبی ہیں۔ آپ فرشتوں کے نبی

ہیں۔آپ آسمانوں کے نبی ہیں۔آپ زمینوں کے نبی ہیں۔آپ تمام نبیوں کے نبی ہیں۔غرضیکہ حضور ﷺ تمام کائنات کے نبی ہیں۔

آٹھویں حدیث

حضور ﷺ کی ختم نبوت پر گوہ نے گواہی دی ہے۔بیہقی میں حضرت عمرؓ کی روایت ہے کہ ایک اعرابی آیا کہنے لگا مَا آمَنْتُ بِکَ حَتّٰی یُؤْمِنَ لَکَ ھٰذَا الضَّبُّ ۔کہ میں آپ کی تصدیق نہیں کروں گا یہاں تک کہ یہ گوہ تیری تصدیق کرے فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ الضَّبَّ تو حضور ﷺ نے اس گوہ کو بلالیا تو گوہ نے کہا لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ یَارَسُوْلَ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔اے اللہ کے رسول میں حاضر ہوں آپ بتلائیں آپ کیا فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا مَنْ تَعْبُدُ تو کس کی عبادت کرتی ہے تو گوہ نے کہا اَلَّذِیْ فِی السَّمَآءِ عَرْشُہٗ وَفِی الْاَرْضِ سُلْطَانُہٗ وَفِی الْبَحْرِ سَبِیْلُہٗ و فِی الْجَنَّۃِ رَحْمَتُہٗ وَفِی النَّارِ عَذَابُہٗ ۔میں اس کی عبادت کرتی ہوں جس کا عرش آسمان میں ہے۔اور جس کی بادشاہی وحکومت زمین میں ہے۔اور جس نے سمندر میں راستے بنائے ہیں اور جس کی رحمت کا منظر جنت میں ہے اور جس کے عذاب کا منظر جہنم میں ہے پھر حضور ﷺ نے فرمایا مَنْ اَنَا میرے متعلق بتا کہ میں کون ہوں؟ تو اس نے کہا اَنْتَ رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ ۔آپ رب العالمین کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔ فَتَکَلَّمَ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُبِیْنٍ حَتّٰی یَفْهَمَ الْقَوْمَ کُلُّهُمْ گوہ نے عربی زبان میں گفتگو کی جسے ساری قوم نے سمجھا۔

نویں حدیث

حضور ﷺ کی ختم نبوت پر درخت نے گواہی دی ہے۔دارمی میں حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ ہم سفر میں تھے ایک عرابی آیا تو آپ نے اس سے کہا اَتَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ ایک ہے، عبادت کے لائق ہے، اور اس کا کوئی شریک نہیں۔اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں تو وہ اعرابی کہنے لگا کہ اس پر اور کون گواہی دیتا ہے تو حضور ﷺ نے ایک کیکر کے درخت کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا۔ھٰذِہِ السَّلَمَۃُ ۔یہ کیکر کا درخت اس پر گواہی دے گا۔حضور ﷺ نے اس درخت کو بلایا اور وہ درخت وادی کے کنارہ پر تھا بس حضور ﷺ کا بلانا تھا فَاَقْبَلَتْ تَخُدُّ الْاَرْضَ ۔زمین کو چیرتا ہوا پیغمبر کے پاس آ گیا۔تین بار حضور ﷺ نے اس سے گواہی طلب کی تو تینوں بار اس نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

دسویں حدیث

حضور ﷺ کی ختم نبوت پر کھجور کے گوشہ نے گواہی دی۔

ترمذی میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ ایک اعرابی حضور ﷺ کی خدمت میں آیا کہنے لگا کہ بِمَ اَعْرِفُ اِنَّکَ نَبِیٌّ ۔مجھے کیسے معلوم ہوگا کہ آپ نبی ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا اِنْ دَعَوْتُ هٰذَا الْعِذْقَ مِنْ هٰذِهِ النَّخْلَةِ یَشْهَدُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ۔اگر میں کھجور کے اس گوشہ کو بلاؤں اور یہ گواہی دے کہ میں اللہ کا رسول

ہوں تو پھر تو مجھے رسول مان لے گا کہنے لگا ہاں تو حضور ﷺ نے اس گوشہ کو بلایا فَجَعَلَ يَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَةِ حَتّٰى سَقَطَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ جیسے انسان کھجور کے درخت سے اترتا ہے۔اسی طرح وہ گوشہ کھجور سے نیچے اترا اور حضور ﷺ تک پہنچا پھر حضور نے کہا اِرْجِعْ جہاں سے آیا ہے وہیں لوٹ جا تو حدیث میں آتا ہے فَعَادَ فَاَسْلَمَ الْاَعْرَابِيُّ ۔وہ گوشہ اپنی جگہ پر پہنچا تو وہ اعرابی کلمہ پڑھ کر محمد مصطفیٰ ﷺ کا غلام بن گیا۔

گیارہویں حدیث

حضور ﷺ کی ختم نبوت پر صحابی نے اپنی موت کے بعد گواہی دی اس کو بعید نہ سمجھو جب گوہ بول سکتی ہے درخت بول سکتا ہے تو پانی کا قطرہ تھا اب بول رہا ہے۔تو مردہ بھی بول سکتا ہے نعمانؓ بن بشیر کی روایت ہے کہ زیدؓ بن خارجہ جو انصار کے سرداروں میں سے تھے ایک دن مدینہ منورہ میں کسی راستہ میں ظہر وعصر کے درمیان گزر رہے تھے کہ اچانک گر گئے۔اوران کی وفات ہوگئی۔جب انصار کو اس حادثہ کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے ان کو فوراً اٹھایا پھر گھر لے گئے اور ایک کمبل اور دو چادروں میں ان کو ڈھانپ دیا تو کچھ مرد اور عورتیں رونے لگے۔یہ مغرب اور عشاء کے درمیان کا وقت تھا تو اچانک ایک آواز آئی تو لوگوں نے کہا کہ دیکھو یہ آواز کہاں سے آرہی ہے تو غور کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ آواز ان کپڑوں کے نیچے سے آرہی ہے۔جو اس میت کے اوپر ہیں تو انہوں نے وہ کپڑے اٹھائے تو میت کا چہرہ اور سینہ کھلا تو کیا

دیکھتے ہیں کہ ایک غیبی شخص ان کی زبان سے کہہ رہا ہے۔مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ النَّبِيُّ الْاُمِّيُّ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ ۔محمد اللہ کے رسول ہیں نبی امی ہیں خاتم النبیین ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

بارھویں حدیث

حضور ﷺ کی ختم نبوت پر یہود کے بڑے عالم نے گواہی دی۔ بخاری شریف میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہؓ بن سلام جو یہود کے بڑے عالم تھے۔حضور ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے اور کہا کہ تین چیزوں کی خبر نبی کے سوا کوئی نہیں دے سکتا لہٰذا اگر آپ ان کے متعلق بتلا دیں تو میں آپ کی نبوت کا اقرار کروں گا۔

پہلی چیز۔مَا اَوَّلُ اِشْرَاطُ السَّاعَةِ قیامت کی نشانیوں میں سے پہلی نشانی کیا ہوگی؟

دوسری چیز۔مَا اَوَّلُ طَعَامُ اَهْلِ الْجَنَّةِ ۔جنتیوں کو جنت میں پہلی مہمانی کیا ملے گی؟

تیسری چیز۔مَا يَنْزِعُ الْوَلَدُ اِلٰى اَبِيْهِ وَاُمِّهٖ ۔بچہ کبھی باپ کے مشابہ ہوتا ہے اور کبھی ماں کے مشابہ ہوتا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

تو حضور ﷺ نے فرمایا اَخْبَرَنِيْ جِبْرَئِيْلُ اٰنِفًا ابھی مجھے جبرئیل نے خبر دی ہے۔

کہ قیامت کی پہلی نشانی نَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَى الْمَغْرِبِ ۔وہ آگ ہوگی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف جمع کر کے لے

جائے گی۔اور جنتیوں کی پہلی مہمانی کَبْدِ حُوْتٍ۔مچھلی کے جگر کا ٹکڑا ہوگا اور بچہ کا والد اور والدہ کے مشابہ ہونا اس کی وجہ یہ ہے کہ اِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْأَةِ نَزَعَ۔ اگر مرد کا پانی عورت کے پانی پر غالب آجائے تو وہ بچہ باپ کے مشابہ ہوتا ہے وِاِذَا سَبَقَ مَاءُ الْمَرْأَةِ مَاءَ الرَّجُلِ نَزَعَتْ۔اگر عورت کا پانی مرد کے پانی پر غالب آجائے تو بچہ ماں کے مشابہ ہوتا ہے۔حضرت عبداللہؓ بن سلام نے کلمہ پڑھا مسلمان ہوگئے۔مگر کہنے لگے کہ حضرت میری قوم بہتان باندھنے والی ہے۔پہلے ان سے میرے متعلق پوچھو اور میں چھپ کر کھڑا ہوتا ہوں تو حضور ﷺ نے پوچھا عبداللہؓ بن سلام تم میں کیسے ہے کہنے لگے هُوَ خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا. اچھا ہے اچھے گھرانہ کا ہے۔ سَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا۔ہمارا سردار ہے سردار گھرانے کا ہے۔اَعْلَمُنَا وَابْنُ اَعْلَمِنَا۔عالم ہے علمی گھرانہ کا ہے اب حضور ﷺ نے کہا اِنْ اَسْلَمَ اگر وہ اسلام لائے تو کہنے لگے اللہ اس کو بچائے گا تو حضرت عبداللہ بن سلام کمرہ سے باہر نکلے اور فرمایا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهِ تو قوم بگڑ گئی کہنے لگے شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا یہ کمینہ ہے کمینہ خاندان کا ہے۔حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا کہ حضرت مجھے یہی خطرہ تھا مگر میرے لئے ظاہر ہوگیا کہ آپ کا چہرہ جھوٹا نہیں ہے۔ آپ اللہ کے سچے رسول اور سچے نبی ہیں۔

تیرھویں حدیث

حضرت قتادہؓ کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا کُنْتُ اَوَّلُ الْاَنْبِیَاءِ فِی الْخَلْقِ وَاٰخِرُهُمْ فِی الْبَعْثِ یعنی پیدائش میں تمام انبیاء سے پہلے ہوں کیونکہ ابھی حضرت آدم کا خمیر مٹی و پانی میں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے نور نبوت کو پہلے پیدا کر دیا اور بعثت میں تمام انبیاء کے بعد ہوں یعنی دنیا میں میری نبوت کا ظہور سب کے بعد ہوا۔اس کی مثال اسطرح سمجھیں جیسے آپ اپنے گھر میں بھینس، گائے بکری رکھتے ہیں تو جب اس سے دودھ نکالتے ہیں تو مقصود گھی ہوتا ہے اور جب اس کو گھاس کھلاتے ہیں تو مقصود گھی ہوتا ہے اور جب اس کو پانی پلاتے ہیں تو مقصود گھی ہوتا ہے پھر دودھ سے دہی بناتے ہیں تو مقصود گھی ہوتا ہے۔پھر دہی کو بلو کر مکھن نکالتے ہیں تو مقصود گھی ہوتا ہے۔پھر مکھن کو دیگچی میں رکھ کر چولہے پر رکھتے ہیں اس کو گرم کرتے ہیں تو مقصود گھی ہوتا ہے۔تو یہ گھی ارادے میں پہلے تھا مگر اس کا وجود بعد میں ظاہر ہوا اسی طرح حضور ﷺ کی نبوت اللہ کے ارادے میں پہلے تھی مگر اس کا ظہور بعد میں ہوا۔ پھر جس طرح گھی سے سالن تیار ہوگا مٹھائی بنے گی حلوہ شریف تیار ہوگا لیکن گھی سے گھی نہیں بنے گا تو اسی طرح حضور ﷺ کی نبوت سے زہد کا ہر گوشہ آئے گا لیکن نبوت سے نبوت نہیں آئے گی۔آپ کی نبوت سے صداقت آئے گی، عدالت آئے گی، سخاوت آئے گی، شجاعت آئے گی، دیانت آئے گی، وفا آئے گی، تمنا آئے گی، رضا آئے گی، صبر آئے گا، تحمل آئے گا، تجمل آئے گا، جمال آئے گا۔جلال آئے گا، عقائد اخلاق اعمال آئیں گے مگر نئی نبوت نہیں آئے گی۔الوھیت میں خدا یکتا ہے۔نبوت

میں میرا محمد مصطفیٰ ﷺ یکتا ہے۔خدا رب العالمین ہے کعبہ ھدی للعالمین ہے۔قرآن ذکر للعالمین ہے۔حضور خاتم النبیین ہیں۔جس طرح خدا کے بغیر کوئی اللہ نہیں جس طرح قرآن کے بغیر کوئی کتاب اللہ نہیں ،جس طرح کعبہ کے بغیر اب کوئی بیت اللہ نہیں تو اسی طرح حضور ﷺ کے بغیر اب کوئی نیا رسول اللہ نہیں ہے۔نبوت کا سلسلہ حضور ﷺ پر ختم ہے البتہ جس کا تعلق اس ختم نبوت والے پاور ہاؤس سے جڑتا گیا وہ کمال پاتا گیا۔

اے اسد در فیوض مصطفیٰ کے کیا کہنے
جس کو جو بھی سعادت ملی یہیں سے ملی

صحابہؓ پر حضور ﷺ کی صحبت کا اثر

حضرت ابوبکرؓ مکہ کے تاجر تھے۔پیغمبر کی رفاقت میں آئے صدیق بنے۔

حضرت عمرؓ اونٹوں کے چرانے والے تھے،پیغمبر نے نگاہ ڈالی فاروق بنے۔

حضرت عثمانؓ مدینہ کے تاجر تھے حضور ﷺ کی معیت میں آئے تو ذوالنورین بنے۔

حضرت علیؓ غریب کا بچہ تھا پیغمبر نے نگاہ ڈالی تو حیدرِ کرار بنے۔

حضرت ابن عباسؓ نے رسول اللہ سے تفسیر پڑھی۔

حضور ﷺ نے دعا کی تو رئیس المفسرین بنے۔

حضرت ابن مسعودؓ نے حضور ﷺ سے مسائل کی فقاہت حاصل کی تو فقیہ امت بنے۔

حضرت ابوہریرہؓ نے پیغمبر کی رفاقت اختیار کی

پیغمبر نے دعا کی تو حافظ الحدیث بنے۔

حضرت سلمان فارسیؓ آئے تو اہل بیت سے ہوئے۔

حضرت بلالؓ آئے تو مؤذن مسجد مدینہ بنے۔

حضرت حمزہؓ آئے تو سید الشہداء بنے۔

حضرت حنظلہؓ آئے تو غسیل الملائکہ بنے۔

حضرت ابوعبیدہؓ ابن الجراح آئے تو امین امت بنے۔

حضرت خالدؓ بن ولید آئے تو سیف من سیوف اللہ بنے۔

خلاصہ یہ کہ رسول اللہ کی نبوت سے کمال تو ملا مگر نبوت سے نبوت نہیں ملی۔اس لئے حضور ﷺ نے حجۃ الوداع میں اعلان کیا۔**یَا اَیُّھَا النَّاسُ** ۔اے لوگو! **اِنَّ رَبَّکُمْ وَاحِدٌ** ۔تمہارا رب ایک ہے۔**وَاَبَاکُمْ وَاحِدٌ** ۔تمہارا باپ حضرت آدم ایک ہے۔**وَقِبْلَتَکُمْ وَاحِدٌ** اور تمہارا قبلہ ایک ہے۔**وَنَبِیَّکُمْ وَاحِدٌ** اور تمہارا نبی پیغمبر ایک ہے۔

اب اس کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوگا۔ختم نبوت کا جھنڈا لہراؤ جس نے اس کی اشاعت کی ہے اللہ نے خود اس کی حفاظت کی ہے۔

حضرت ابو مسلم خولانی کا واقعہ

چنانچہ شرجیلؓ بن مسلم سے روایت ہے کہ اسود بن قیس عنسی یمن کی طرف چلا۔یہ بہت بڑا ظالم تھا اس نے حضرت ابو مسلمؒ خولانی کو گرفتار کرایا اور کہا **اَتَشْھَدُ اَنِّی رَسُوْلُ اللہِ** کیا تو میرے نبی ہونے کی گواہی دیتا ہے؟۔کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو

حضرت ابومسلم نے کہامیں یہ تیری بکواس اور خرافات سن بھی نہیں سکتا۔ پھراس نے کہا اَتَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ ۔ کیا تو یہ گواہی دیتا ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں تو ابو مسلم نے جھوم جھوم کر مزے لے لے کر یہ جملہ بار بار کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو اس نے کہا کہ آگ کا چیخہ تیار کرو اور ابومسلم کو اس آگ میں ڈالا لیکن اس آگ نے کچھ اثر نہ کیا یہ ختم نبوت کا معجزہ تھا۔ ابومسلم کی کرامت تھی۔ ختم نبوت کی برکت تھی۔ جب اس نے دیکھا کہ اس پر کوئی اثر نہیں ہوا تو اس نے کہا کہ ابومسلم کو اس شہر سے نکال دو تاکہ دوسروں کو خراب نہ کرے چنانچہ ان کو شہر سے نکال دیا گیا پھر جب حضور ﷺ کی وفات ہوگئی اور حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تو حضرت ابومسلم اس دوران مدینہ منورہ گئے۔ سواری باہر بٹھائی اور خود مسجد نبوی کے ستون کے پیچھے دو رکعت نفل پڑھنے لگے تو حضرت عمرؓ نے ان کو دیکھ لیا اور آکر ان سے پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں یمن کا باشندہ ہوں تو حضرت عمرؓ نے کہا جس کو اسود عنسی نے جلایا تھا تم کو اس کی خبر ہے تو کہا ہاں وہ عبداللہ بن ثوب ہے تو حضرت عمرؓ نے کہا خدا کی قسم سچ سچ بتلاؤ کہ تم وہ تو نہیں ہو تو کہا جی ہاں میں وہی ہوں تو حضرت عمرؓ نے ان کو گلے لگایا اور خوشی سے رونے لگے اور کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یُمْتِنِیْ حَتّٰی رَاَنِیْ فِیْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ مَنْ فُعِلَ بِهٖ كَمَا فُعِلَ بِاِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلُ الرَّحْمٰنِ ۔ فرمایا اللہ کا شکر ہے کہ اللہ نے مجھے اپنی زندگی میں اس شخص کی زیارت کرادی کہ جس کے ساتھ حضرت ابراہیم والا معاملہ کیا گیا کہ جس طرح ابراہیم پر نار کو

گلزار بنایا گیا تھا۔ اسی طرح اس ابومسلم خولانی جو نبی کی ختم نبوت کا مبلغ تھا اس پر نار کو گلزار بنا دیا۔

آج بھی ہو اگر ابراہیم سا ایمان پیدا
تو آگ کرسکتی ہے انداز گلستاں پیدا

بہرحال نبوت کا سلسلہ حضور ﷺ پر ختم ہوگیا اگر حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت ابوبکرؓ ہوتے جو تمام صحابہؓ سے افضل تھے۔ حضرت عمرؓ ہوتے جن کے متعلق خود حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔ ترمذی شریف میں حضرت عقبہ بن عامرؓ کی روایت ہے لَوْ كَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَكَانَ عُمَرُ ۔ کہ میرے بعد کوئی نبی ہوتے تو حضرت عمرؓ ہوتے۔ جب صحابہ میں سے تابعین میں سے اولیاء میں سے کوئی نبی نہیں ہوسکتا تو اور کون نبی ہوسکتا ہے۔ اگر حضور کے بعد نبوت جاری ہوتی تو اللہ تعالیٰ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُو الصَّالِحَاتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ نہ فرماتے بلکہ لَیَجْعَلَنَّهُمْ اَنْبِیَآءَ وَرُسُلاً فرماتے معلوم ہوا حضور ﷺ کے بعد خلافت کا وعدہ فرمایا اور نبوت حضور ﷺ پر بند ہے۔ حضور نے فرمایا میرے بعد تیس دجال آئیں گے جو نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ مگر یقین نہ کرنا کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں اپنے ہاتھوں میں دو کنگن دیکھے مجھے کہا گیا کہ ان کو پھونکو میں نے پھونکا تو وہ دونوں کنگن اڑ گئے۔ اشارہ تھا کہ دو جھوٹے نبی آئیں گے اور وہ ہلاک ہونگے۔ چنانچہ اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب نے جھوٹا نبوت کا دعویٰ کیا پھر ان کو قتل کیا گیا اور یہ ہلاک ہوئے۔ اسی طرح جب بھی کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا مسلمان حکمرانوں نے اس کی سرکوبی کی پھر بعد میں جو انگریز ہندوستان میں تاجر بن کر آیا اس

نے اپنے مقاصد کی تکمیل اور ملت اسلامیہ کو نقصان پہنچانے کے لئے قادیانی خاندان میں مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنا انگریزی وسرکاری نبی بنانے کی سازش کی تقسیم ملک سے پہلے مرزائیوں کا ہیڈ کوارٹر قادیان تھا۔ تقسیم ملک کے بعد ان کا ہیڈ کوارٹر دریائے چناب کے کنارے پنجاب میں ربوہ کے نام سے قائم ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا پھر اسکا لڑکا مرزا بشیر الدین محمود آیا پھر مرزا ناصر احمد آیا۔ اب مرزا ناصر کا بھائی مرزا طاہر احمد ہے۔ جس نے اپنا مرکز پاکستان سے برطانیہ میں بنایا جہاں کا خمیر تھا وہیں پہنچا۔

اس مرزا انگریزی نبی کو انگریز نے پروان چڑھایا اور اس انگریزی نبی نے انگریز کی کاسہ لیسی نمک خواری کا حق ادا کیا۔ اس لئے یہ انگریزی نبی ہے کیونکہ نبوت کا سلسلہ تو حضور ﷺ پر ختم ہو چکا ہے۔ اس نے پہلے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا پھر مھدی ہونے کا دعویٰ کیا پھر مسیح ہونے کا دعویٰ کیا پھر نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس دجال کے عقائد فاسدہ وخیالات باطلہ کا آپ مطالعہ کریں جس سے نظر آتا ہے۔ کہ واقعی یہ انگریز کا خود کاشتہ پودہ ہے یہ رسول نہیں بالکل فضول ہے۔ یہ نبی نہیں بلکہ غبی ہے۔ یہ بروزی نہیں ملکہ موذی ہے یہ ظلی نہیں بلکہ انگریز کی بلی ہے۔ یہ انسان نہیں بلکہ شیطان ہے۔

مرزا کا اللہ کے بارے میں غلط عقیدہ

آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴ پر لکھتا ہے رَاَیْتُنِیْ فِی الْمَنَامِ عَیْنَ اللّٰہِ وَتَیَقَّنْتُ اَنَّنِیْ ھُوَ ۔ کہ میں نے اپنے آپ کو خواب میں دیکھا کہ میں اللہ کا عین ہوں اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں حالانکہ خدا خالق ہے۔ مالک ہے، رازق ہے، انسان

مخلوق ہے پھر البشری ج ۲ ص ۷۹ پر لکھتا ہے۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنِّیْ اُصَلِّیْ وَاَصُوْمُ وَاَسْھَرُ وَاَنَامُ ۔ کہ اللہ نے فرمایا میں نماز پڑھتا ہوں، روزہ رکھتا ہوں بیدار ہوتا ہوں اور سوتا ہوں حالانکہ اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے پاک ہے۔ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ ۔ اس کو نیند اور اونگھ نہیں آتی۔ نماز پڑھنا، روزہ رکھنا انسان کا کام ہے وہ تو رحمان ہے، سبحان ہے۔

مرزا نے اللہ کی توھین کی

حقیقت الوحی ص ۸۶ پر کہتا ہے اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ وَلَدِیْ اللہ نے کہا تو مجھ سے بمنزلہ میرے لڑکے کے ہے تذکرہ ص ۷۰۰ پر لکھتا ہے اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ ظُھُوْرُکَ ظُھُوْرِیْ کہ اللہ نے کہا تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ تیرا ظہور میرا ظہور ہے کبھی اپنے کو عین اللہ کہا کبھی اللہ کا بیٹا کہا کبھی اللہ کا باپ کہا۔ اس ملعون شخص کا یہ واہیات عقیدہ رب کی توھین ہے۔

مرزا نے حضور ﷺ کی توہین کی

ایک غلطی کا ازالہ ص ۴ پر ہے کہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ ۔ کی وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے اور رسول بھی آئینہ صداقت میں ص ۳۶ میں مرزا بشیر کہتا ہے کہ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ اس پیشین گوئی کا مصداق اول حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد ہیں۔

تحفہ گولڑویہ ص ۶۳ پر ہے کہ حضور ﷺ کے تین ہزار معجزات تھے تذکرہ

الشہادتین ص ۱۴۱ پر ہے کہ اب تک میرے دس لاکھ سے زیادہ معجزات ظاہر ہو چکے ہیں۔

مرزا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی

ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ پر ہے کہ تین دادیاں اور تین نانیاں آپ کی زنا کار تھیں اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔

مکتوبات احمدیہ ج ۳ ص ۲۳ پر ہے مسیح کا چال چلن کیا تھا کھاؤ پیو شرابی نہ زاہد نہ عابد نہ حق کا پرستار متکبر خود بین خدائی کا دعویٰ کرنے والا دافع البلاء ص ۳۹ میں ہے کہ ابن مریم کا ذکر چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے۔

مرزا نے صحابہ کرامؓ کی توہین کی

خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱ پر ہے کہ جو شخص میری جماعت میں داخل ہوا وہ در حقیقت خیر المرسلین کے صحابہؓ میں داخل ہوا۔

مرزا نے حضرت ابوبکرؓ کی توہین کی

تبلیغ رسالت ج ۹ ص ۳۰ پر ہے کہ میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ وہ حضرت ابوبکرؓ کے درجہ پر ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکرؓ کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے۔

مرزا نے حضرت علیؓ کی توہین کی

ملفوظات احمدیہ ج ا ص ۱۳۱ میں ہے کہ پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو اب نئی خلافت لو ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کو تلاش کرتے ہو۔

مرزا نے حضرت ابوھریرہؓ کی توہین کی

حقیقۃ الوحی ص ۳۴ پر ہے کہ بعض کم تدبر کرنے والے صحابی جن کی درایت اچھی نہیں تھی جیسے ابوھریرہؓ۔

مرزا نے حضرت حسینؓ کی توہین کی ہے

اعجاز احمدی ص ۸۱ پر ہے اور مجھے خدا کی قسم حضرت حسین کو مجھ سے کچھ فضیلت نہیں اور میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں پس تم دیکھ لو اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔ نزول المسیح ص ۹۹ پر ہے۔

کربلا ایست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

کہ میری ہر وقت کی سیر کربلا ہے اور سو حسین میری جیب میں ہیں۔

مرزا نے تمام مسلمانوں کی توہین کی

حقیقت الوحی ص ۱۶۳ پر لکھتا ہے کہ اب ظاہر ہے کہ ان الھامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ ہے خدا کا مامور ہے۔ خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے وہ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔

آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷ میں اِنَّ الْعِدَآءَ صَارُوْا خَنَازِیْرَ الْفَلَاءِ . وَنِسَآئُھُمْ مِنْ دُوْنِھِنَّ الْاَکْلُبُ ۔ کہ ہمارے دشمن جنگلوں کے خنزیر ہیں اوران کی عورتیں کتیوں سے بڑھ کر ہیں۔

مرزانے قرآن کی توہین کی

نزول المسیح ص ۹۹ پر ہے کہ میں اپنی وحی کو قرآن کی طرح خطاؤں سے پاک سمجھتا ہوں۔

مرزانے فرشتوں کی توہین کی

تذکرہ ص ۳۱ پر ہے کہ ایک فرشتہ میں نے بیس برس کے نوجوان کی شکل میں دیکھا۔صورت اس کی مثل انگریزوں کے تھی کرسی لگائے ہوئے بیٹھا تھا میں نے اسے کہا کہ آپ بہت ہی خوبصورت ہیں اس نے کہا ہاں میں درشنی ہوں۔

حقیقت الوحی ص ۳۳۲ پر ہے کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اوراس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ میں نے اس کا نام پوچھا اس نے کہا کچھ نہیں۔ میں نے کہا آخر کچھ تو ہوگا اس نے کہا ٹیچی ٹیچی مرزا کا فرشتہ انگریزی تھااور جھوٹ بھی بولتا تھا کیونکہ اللہ کے فرشتے تو پاک ہوتے ہیں۔

مرزانے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی توہین کی

انوار خلافت ص ۱۱۷ کہتا ہے خدا تعالیٰ نے قادیان کو مرکز بنایا ہے اس لئے خدا تعالیٰ کے جو برکات اور فیوض یہاں نازل ہوتے ہیں اور کسی جگہ نہیں۔

مرزا کا جھوٹ

مرزا کا جھوٹ ازالہ اوھام ص ۳۴ پر ہے تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن میں درج کیا گیا ہے مکہ۔ مدینہ، قادیان۔ حالانکہ قرآن میں کہیں بھی قادیان کا ذکر نہیں جھوٹ کہنے والا کیسے نبی ہوسکتا ہے۔

مرزانے حج کی توہین کی

برکات خلافت ص ۵ پر ہے کہ ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے مگر حج کی جو اصلی غرض تھی وہ حاصل نہیں ہوتی۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے قادیان کو اس کام کے لئے مقرر کیا ہے لوگ معمولی اور نفلی حج کرنے کو بھی جاتے ہیں مگر اس جگہ قادیان میں ثواب زیادہ ہے۔

مرزانے مسجد اقصیٰ کی توہین کی

خطبہ الھامیہ ص ۲۵ پر ہے وَالْمَسْجِدُ الْاَقْصٰی اَلْمَسْجِدُ الَّذِیْ بَنَاہُ الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ فِی الْقَادِیَانِ ۔کہ جس مسجد اقصیٰ کا ذکر قرآن میں ہے وہ یہی مسجد ہے جو قادیان میں ہے۔

مرزا کا مذہب برطانیہ کی خوشامد وکاسہ لیسی

شہادت القرآن ص ۸۶ میں ہے کہ میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں

دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو سووہ سلطنت برطانیہ ہے۔

اس لئے انگریز نے اس سرکاری نبی کو حرمت جہاد کے فتویٰ کے لئے پالا تھا تو مرزا نے فتویٰ دیا کہ جہاد حرام ہے حالانکہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جہاد قیامت تک رہے گا۔

ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۹ پر ہے۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ وقتال

ایسے کفریات ولغویات کے بعد ایسا شخص مرتد ہے واجب القتل ہے اس کو نبی ماننے والا مرتد اور مرتد کی سزا قتل ہے۔

مرزا نے حضرت فاطمہؓ کی توہین کی

ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۱ پر لکھتا ہے کہ حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں۔

نبی کا چہرہ شان والا ہوتا ہے

حضور ﷺ کے بارے میں صحابہؓ فرماتے ہیں كَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِىْ فِىْ وَجْهِهٖ۔ آپ کا چہرہ ایسا روشن تھا کہ جیسے سورج آپ کے چہرہ میں گردش کر رہا ہے۔

نبی ﷺ کی آنکھیں شان والی ہوتی ہیں

حدیث میں ہے حضور ﷺ کی آنکھ مبارک میں کمال حسن تھا۔ اَشْكَلُ الْعَيْنَيْنِ اَدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ ۔ آپ کی آنکھ مبارک کا چیر لمبا آنکھوں میں سیاہی سفیدی سے زیادہ حسن و جمال والی آنکھ تھی مگر مرزا قادیانی کا چہرہ دیکھو تو قئے آجائے آنکھ تو ایک چشم گل یہ کانا کیسے نبی ہوسکتا ہے۔ افسوس ایک آنکھ والا ٹرک تو سڑک پر نہیں چل سکتا اس کا انتظامیہ چالان کرتی ہے کہ کہیں نقصان نہ ہوجائے مگر ایک آنکھ والا نبی کیسے پاکستان میں چل گیا کیا اس کی بناوٹی نبوت سے دین واسلام کو نقصان نہیں پہنچا۔

نبی کا معلم واستاذ خدا ہوتا ہے

مگر کتاب البریہ ص ۱۶۲ میں مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں چھ سات سال کا تھا تو مجھے فارسی پڑھانے کے لئے ایک استاد رکھا گیا جس کا نام فضل الٰہی تھا۔ پھر جب دس سال کا ہوا تو عربی پڑھانے کے لئے ایک استاد مقرر کیا گیا جس کا نام فضل احمد تھا۔ اور پھر سترہ سال کا ہوا تو ایک اور استاد نحو منطق فلسفہ پڑھانے کے لئے مقرر کیا گیا جو کئی استادوں سے پڑھتا ہے مار کھاتا ہے کان پکڑتا ہے یہ کیسے نبی ہے۔ نبی کا استاد خود اللہ ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کے لئے غار حراء میں وحی آئی اللہ نے کہا اقراء باسم ربک.

نبی ﷺ کی فہم صحیح ہوتی ہے

مگر مرزا قادیانی کہتا ہے سیرت المہدی ج ۲ ص ۵۸ پر ہے ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود مرزا قادیانی اپنی جسمانی عادات میں ایسے سادہ تھے کہ بعض دفعہ کوئی دوست آپ کے لئے کوئی جوتا ہدیۃً لاتا تو آپ بسا

اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں دائیں میں اور ص ۱۲۶ پر لکھا ہے کہ بار ہا دیکھا گیا کہ بٹن اپنا کاج چھوڑ کر دوسرے ہی میں لگے ہوئے ہوتے تھے بلکہ صدری کے بٹن کوٹ کے کاجوں میں لگائے ہوئے دیکھے گئے۔

ضمیمہ اربعین ص ۴ پر ہے کہ مجھے ذیابیطس کی بیماری ہے رات کو کبھی سوسو دفعہ بھی پیشاب آتا ہے بھلا بتاؤ جس کو سو دفعہ پیشاب آئے تو یہ صرف پیشاب کرنے ہی میں رہتا ہوگا اس کا کیا کام ہے نبوت سے۔

نبی بیہودہ گفتگو سے پاک ہوتا ہے

حدیث میں ہے لَمْ یَکُنْ رَسُوْلُ اللهِ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا ۔حضور ﷺ نہ بلا تکلف فحش کلام کرتے اور نہ باتکلف فحش کلام کرتے مگر مرزا کی زبان کی بدکلامی تو ظاہر ہے۔ کہ اس نے انبیاء صحابہ اولیاء تمام مسلمانوں کی توہین کی ہے۔ مسلمانوں کو خنزیر کہا اور ان کی عورتوں کو کتیا کہا۔

اپنے نہ ماننے والوں کو کافر جہنمی کہا نبی تو رحمت کی دعا کرتا ہے اور مرزا تو لعنت کی فہرست تیار کرتا ہے کیونکہ خود مجموعہ لعنت ہے روحانی خزائن ج ۸ ص ۱۵۸ میں دیکھیں صرف یہ نہیں لکھا کہ تجھ پر ہزار لعنت بلکہ نمبر وار لعنت کو ذکر کیا۔ لعنت نمبر ۱ لعنت نمبر ۲ لعنت نمبر ۳ لعنت نمبر ۱۰۰۰ تک حالانکہ مؤمن ملعون نہیں ہوتا۔

مرزا نے تمام انبیاء کی توہین کی

حقیقت الوحی ص ۷۳ پر ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء کا مظہر ٹھہرایا ہے۔ اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کیے ہیں۔ میں آدم ہوں، میں شیث ہوں میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت کے نام کا میں مظہر اتم ہوں یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں۔ مرزا کی حقیقت سمجھو کہ یہ انسانیت سے بھی باہر ہے خود کہتا ہے۔

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار ہوں

اس متنبّی قادیان کی زبان اور قلم بتلاتی ہے کہ یہ انگریز کا ایجنٹ تھا اس کو انگریز نے حرمت جہاد کے فتویٰ کے لئے اور اسلام کو نقصان دینے کے لئے خریدا تھا۔ اس لئے یہ ان کا نمک خوار۔۔۔ دنیا میں عیار و مکار۔۔۔ آخرت میں ذلیل و خوار۔۔۔ تمام مسلمان اس سے بیزار۔۔۔ یہ اور اس کی ذریت جہنم کی حق دار۔۔۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس فتنہ سے بچائے۔

منکرین ختم نبوت کا شبہ

یہ کہتے ہیں کہ اگر تمہارا عقیدہ ختم نبوت کا ہے تو پھر تم حضرت عیسیٰ کی حیات اور ان کے نزول کے قائل کیوں ہو۔ اگر حضرت عیسیٰ زندہ آسمانوں پر ہیں اور قیامت کے قریب آسمانوں سے زمین پر اتریں گے تو پھر حضور ﷺ خاتم النبیین نہ رہے اس

شبہ کا جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ جب آئیں گے تو وہ حضور ﷺ کی شریعت کے تابع ہوکر آئیں گے۔ اپنی شریعت کا قانون نہیں چلائیں گے قانون حضور ﷺ کی شریعت کا ہوگا۔ حضرت عیسیٰ اس کی تائید کے لئے آئیں گے۔ اور حضرت عیسیٰ نئے نبی نہیں، بلکہ ان کو نبوت پہلے سے ملی ہوئی ہے حضور ﷺ کے بعد اب کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ مرزا قادیانی کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ وفات پا گئے ہیں اور میں مسیح ہوں۔ چنانچہ تحفۃ الندوہ ص ا پر کہتا ہے۔ اِنِّیْ اَنَا الْمَسِیْحُ وَبِالْحَقِّ اَمْشٰی وَ اَمْسَحُ اِنَّ عِیْسٰی مَاتَ وَلَا یَحْیٰی بِاَحْیَآءِ کُمْ کہ میں مسیح ہوں اور حق کے ساتھ چلتا اور پھرتا ہوں۔ عیسیٰ مر گیا ہے اور تمہارے زندوں کی طرح نہیں۔ تریاق القلوب ص ۵ پر ہے کہ

مسیح زمان منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

یہ کیسے سچ ہوسکتا ہے حالانکہ حضرت عیسیٰؑ تو بغیر باپ کے پیدا ہوئے اس کا باپ غلام مرتضیٰ ہے۔ حضرت عیسیٰ کی ماں کا نام مریم ہے۔ اس کی ماں کا نام چراغ بی بی عرف گھسیٹی ہے۔ حضرت عیسیٰ تو دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی کنارہ پر اتریں گے اور یہ دمشق گیا ہی نہیں قادیان میں رہا جب اس کو کہا گیا کہ عیسیٰ تو دمشق کی مسجد کے شرقی کنارہ پر اتریں گے تو پھر اس نے مسجد کا مینار بنوا دیا عقل نہ بود تو لدچہ سود حضرت عیسیٰ حج، عمرہ کریں گے اس نے نہ حج نہ عمرہ کیا۔

مسلمانوں کا عقیدہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں قیامت کے قریب اتریں گے۔ یہودیوں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ مقتول ہیں کیونکہ یہودی کہتے ہیں کہ آپ مجرم تھے نصرانیوں نے کہا کہ آپ مصلوب ہیں۔ کیونکہ نصاری آپ کو گناہگار کہتے تھے۔ نصاری نے کہا کہ آپ جب مقتول اور مصلوب ہوئے تو تمام قوم کے لئے کفارہ ہوگئے لیکن قرآن نے دونوں کی تردید کی فرمایا وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۔ کہ عیسیٰ کو نہ قتل کیا نہ سولی پر چڑھے بلکہ جس کمرہ میں عیسیٰ تھے جب یہ اس میں داخل ہوئے تو عیسیٰ نہیں تھے۔ ان کو پتہ نہ چلا کہ عیسیٰ کدھر گئے اور دوسرے شخص کو قتل کر ڈالا اور پروپیگنڈا کر دیا کہ حضرت عیسیٰ قتل ہوگئے۔ ختم نبوت کے میثاق کی آیت حیوٰۃ عیسیٰ کی دلیل ہے کیونکہ اس میں ہے لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ۔ انبیاء سے دو عہد لئے ایک ایمان لانے کا، دوسرا نصرت کرنے کا۔ ایمان لانے کے لئے تو ہم زمان ہونا ضروری نہیں البتہ نصرت کے لئے ہم زمان ہونا ضروری ہے۔ اس لئے پہلا وعدہ ایمان کا تو مکمل ہوگیا مگر دوسرے وعدہ کی تکمیل کے لئے حضرت عیسیٰ کو بھیجا اور حضرت عیسیٰ کو تمام انبیاء کا نمائندہ بنایا۔ وہ اس لئے کہ درمیانی چھ سو سال میں کوئی نبی نہیں آیا اور جس کا زمانہ قریب تھا وہ حضرت عیسیٰ تھے تو ان کو مقرر کر دیا کہ جب زمین پر جائیں گے تو حضور ﷺ کے دین کی مدد کریں گے اور احادیث متواترہ ہیں جو حضرت عیسیٰ کی حیوۃ نزول الارض پر دلالت کر رہی ہیں۔ بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَیُوْشِكَنَّ اَنْ یَنْزِلَ فِیْكُمْ

اِبۡنُ مَرۡیَمَ حَکَمًا عَدۡلًا فَیَکۡسِرُ الصَّلِیۡبَ وَیَقۡتُلُ الۡخِنۡزِیۡرَ وَیَضَعُ الۡجِزۡیَۃَ وَیُفِیۡضُ الۡمَالَ ۔ کہ قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ اتریں گے وہ عیسیٰ خدا کا قانون چلائے گا۔

انگریز کا بوٹ چاٹنے والا انگریز کی کاسہ لیسی خوشامد کرنے والا نہ ہوگا اور جو انگریز کا خدمت گزار رہے وہ کیسے مسیح ہوسکتا ہے۔ مرزا قادیانی نے تریاق القلوب ص۵۲ پر لکھا ہے میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید وحمایت میں گزرا ہے۔ اور میں نے مخالفت جہاد اور انگریز کی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں۔ اور اشتہار شائع کرائے ہیں۔ کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں تو یہ انگریز کا خوشامدی ہوسکتا ہے۔ مسیح حضرت عیسیٰ تو حضور کے دین کی حمایت کریں گے اور دنیا میں عدل وانصاف پھیلائیں گے اور صلیب کو توڑیں گے۔ خنزیر کو قتل کردیں گے۔ یعنی عیسائیوں انگریزوں کے شعار کو ختم کریں گے۔ اور مرزا تو انگریزوں کے شعار کو اجاگر کرتا ہے۔ حضرت عیسیٰ جب آئیں گے جزیہ ختم کریں گے اور مال اتنا ہوگا کہ قبول کرنے والا نظر نہ آئے گا۔ اب بھی حضور ﷺ کے روضہ مبارک میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے جہاں حضرت عیسیٰ دفن ہوں گے۔ اگر حضرت عیسیٰ فوت ہوجاتے تو ان کی قبر کا تو کوئی نشان ہوتا حالانکہ مسلمان وعیسائی سب کا اتفاق ہے کہ دنیا کے کسی حصہ میں آپ کی قبر نہیں ہے دیگر انبیاء کے قبروں کے نشان ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت حواء، حضرت سلیمان علیہ السلام کی قبریں موجود

ہیں۔ اگر حضرت عیسیٰ کی قبر ہوتی تو ان کی زیارت گاہ موجود ہوتی جبکہ بقول عیسائیوں کے کہ اس وقت عیسائی ۸۰ کروڑ سے زیادہ ہیں تو معتقدین کی اتنی تعداد کے باوجود آپ کی قبر کیسے گم ہوسکتی تھی۔ معلوم ہوا یہ جھوٹ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں عیسیٰ خیل کی جگہ میں ہے او بدبختو! اگر نام سے کام بنتا ہے تو پھر موسی خیل میں حضرت موسیٰ اور داؤد خیل میں حضرت داؤد اور یوسف زئی میں حضرت یوسف کی قبر ہو۔ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ واجماع امت سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت آسمانوں پر زندہ ہیں۔ قیامت کے قریب آئیں گے۔ چالیس سال رہیں گے۔ پھر وفات ہوگی۔ حضور ﷺ کے ساتھ روضہ اطہر میں دفن ہوں گے مرزا قادیانی اور اس کی ذریت جھوٹی ہے۔ حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا اور جھوٹی نبوت کو ماننے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ مرتد ہے جب مرزائی غیر مسلم ہیں تو ان کو اسلامی اصطلاحات کے استعمال کرنے کا حق نہیں ہے۔ صحابی حضور ﷺ کے چہرہ دیکھنے والے آپ کی رفاقت میں رہنے والے اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونے والے کا لقب ہے۔ ام المومنین حضور ﷺ کے نکاح میں آنے والی ازواج مطہرات کا لقب ہے۔ مسجد مسلمانوں کی عبادت کی جگہ کا لقب ہے۔ اذان مسلمانوں کا شعار ہے جو نماز کی طرف بلانے کے لئے ہے اس لئے کسی مرزائی قادیانی لاہوری کو ان اصطلاحات کے استعمال کرنے کا حق نہیں ہے۔ ختم نبوت کے منکرین کے فتنہ سے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔ (آمین)

وظیفہ

آخر میں ایک وظیفہ بتاتا ہوں اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم عقیدہ ختم نبوت پر قائم رہیں اور اس عقیدہ پر موت آئے اور حضور ﷺ سے محبت زیادہ اور اسلام کی اشاعت کا شوق ہو اور خاتمہ ایمان پر ہو تو صبح وشام تین مرتبہ یہ دعا پڑھ لیا کریں۔

رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّاوَّبِالْاِسْلَامِ دِیْناً وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیّاً وَرَسُوْلاً

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

رسولِ کامل ﷺ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُبِا للّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِىَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَ هٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَمَوْلَا نَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهُ اللّٰهُ اِلٰى كَا فَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِ ذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا. اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

وَمَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَا نْتَهُوْا وَاتَّقُوااللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (الحشر)

عن ابی هريرة ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ اُمَّتِىْ يَدْ خُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰى قِيْلَ وَمَنْ اَبٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ اَطَا عَنِىْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِىْ فَقَدْاَبٰى (رواہ البخاری)

صدق الله و صدق رسوله النبى الامين الكريم

تمہید

میرے عزیز دوستو، بزرگو، نوجوان ساتھیو، اور میری آواز سننے والی معززہ وموقرہ، دینی ماؤ بہنو اور بیٹیو،

آج کے بیان میں قرآن اور حدیث کی روشنی میں حضورا کرم ﷺ کے رسول کامل ہونے کا بیان ہوگا اور آپ کی ذات میں موجود اسباب کمال کا بیان ہوگا دعا فرمائیں کہ اللہ رب العزت مجھے شرح صدر کے ساتھ بیان کرنے کی اور آپ کو پوری توجہ کے ساتھ سننے کی اور پھر ہم سب کو ان باتوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین!

سب سے پہلے تلاوت کردہ آیت اور حدیث کا مطلب سمجھیں

آیت کا مطلب۔

یہ آیت سورۃ حشر کی ہے جسمیں حضور ﷺ کے اقوال وافعال پر سرِ تسلیم خم کرنے کا ذکر ہے کہ جو کچھ تم کو رسول اللہ دیں اس کو اپنا لو اس پر عمل کرو اور جس سے حضورا کرم ﷺ تم کو منع کریں اُس سے رُک جاؤ۔ اوامر اور نواہی میں حضور ﷺ کی اتباع تمہارے لیئے باعثِ سعادت اور باعثِ نجات ہے۔

وَاتَّقُو اللّٰه اور ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہو کہ کہیں رسول اللہ کی مخالفت اور نافرمانی نہ ہو جائے کیونکہ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے اگر رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کروگے تو یہ تمہاری بدنصیبی ہوگی۔

اور اللہ کی طرف سے سخت عذاب ہوگا۔

حدیث کا مطلب۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میری امت کا ہر شخص جنت میں داخل ہوگا مگر جس نے انکار کیا تو صحابہ نے آپ سے پوچھا کہ کون شخص ہے جس نے انکار کیا تو آپ نے فرمایا جس شخص نے میری اطاعت اور فرمانبرداری کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس شخص نے میری نافرمانی کی اس نے میری بات کا انکار کیا تو اس حدیث میں پیغمبر کی اطاعت کی اہمیت اور پیغمبر کی نافرمانی پر وعید کا ذکر ہے کیونکہ حضور اکرم ﷺ رسولِ کامل ہیں۔

رسولِ کامل ﷺ

اللہ رب العزت نے حضور اکرم ﷺ کو تمام انعامات کامل واکمل عطاء فرماتے ہیں اسی لیئے آپ رسولِ کامل کا مصداق ہیں۔

مگر چار انعام بڑے عظیم ہیں اور ہم آج کے بیان میں انہی چار انعامات کا اور اُن کے کامل ہونے کا بیان کرینگے

(۱) علم کامل۔

اللہ رب العزت نے آپ کو علم کامل عطا فرمایا۔

کیونکہ نبی کا استاد خود خدا ہوتا ہے۔

جب خدا کا علم کامل تو نبی کا علم بھی کامل۔

جب استاد کا علم کامل تو شاگرد کا علم بھی کامل۔

2

بخاری شریف میں حضرت عائشہؓ صدیقہ سے روایت ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ غار حرا میں عبادت کیلئے تشریف لے جاتے تو جب پہلی مرتبہ جبرائیل امین آپ کے پاس وحی لے کر آئے تو کہا۔ اِقْـرَأْ پڑھیئے تو حضور ﷺ نے کہا مَـا اَنَـا بِـقَارِئٍ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں تو جبرائیل نے تین مرتبہ آپ کو کہا اور تین مرتبہ آپ کو سینے سے لگا کر زور سے دبایا اور پھر چوتھی مرتبہ کہا اِقْـرَأْ بِـاسْـمِ رَبِّـکَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَ اء وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ

پڑھیئے اپنے پروردگار کے نام سے جس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا پڑھیئے اور آپ کا پروردگار بڑا کریم ہے جب اللہ کے نام کے ساتھ پڑھنے کا حکم کیا تب آپ نے یہ کلمات پڑھے پھر جب آپ گھر تشریف لائے تو طبعی وفطری طور پر خوف کی وجہ سے آپ سردی محسوس فرمانے لگے تو آپ نے حضرت خدیجہؓ کو کہا زَمِّـلُـوْنِیْ زَمِّلُوْنِی مجھے چادر اڑھاؤ تو حضرت خدیجہؓ نے آپ کو چادر اُڑھائی جب آپ کا خوف جاتا رہا تو آپ نے حضرت خدیجہؓ کو اس واقعہ کی خبر دی اور کہا لَـقَـدْ خَشِیْتُ عَلٰی نَفْسِیْ مجھے اپنی جان کا خطرہ ہو گیا تھا تو حضرت خدیجہؓ نے آپ کو تسلی دی اور کہا کَلَّا وَالـلّٰـهِ مَـا يُـخْـزِیْکَ اللّٰهُ اَبَدًا ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا اللہ کی قسم رب رحمٰن آپ کو کبھی شرمندہ ورسوا نہ کریگا اِنَّـکَ لَتَـصِـلُ الـرَّحِـمَ وَتَـحْـمِـلُ الْكَلَّ وَتَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِیُ الضَّیْفَ وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ

کیونکہ آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں ناداروں کیلئے کماتے

ہیں مہمانوں کی خدمت کرتے ہیں اور آپ راہِ حق میں مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔

ایسے میں بھلا آپ کا پروردگار آپ کو کیسے اکیلا چھوڑ سکتا ہے۔تو معلوم ہوا کہ جب استاذ یعنی اللہ کامل اور واسطہ یعنی جبرائیل کامل اور شاگرد یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کامل تو جو علم حضور کو عطاء ہوا وہ علم بھی کامل

(۲) عصمت کامل۔

جیسے نبی کا علم کامل ہوتا ہے ویسے نبی کی عصمت بھی کامل ہوتی ہے۔اور عصمت انبیاء اہلسنت والجماعت کا مسلک ہے حضرت یوسفؑ کی عصمت کا گواہ خود قرآن ہے۔

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ قرآن کہتا ہے جب زلیخا حضرت یوسف کو بہکانے لگی اور گھر کے سارے دروازے بند کر دیئے اور کہنے لگی هَيْتَ لَكَ یوسف آجاؤ تمہیں کہہ رہی ہوں تو حضرت یوسفؑ نے کہا مَعَاذَ اللّٰهِ میں اس گناہ سے اللہ کی پناہ پکڑتا ہوں اللہ ارشاد فرماتے ہیں

كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْءَ وَالْفَحْشَاءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ

ہم نے برائی اور بے حیائی کو یوسف سے دور بھگا دیا کیونکہ وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھا معلوم ہوا کہ یوسف صدیق برائی اور بے حیائی کی طرف متوجہ نہیں ہوئے تھے بلکہ برائی اور بے حیائی زلیخا کی صورت میں یوسف صدیق کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔ساری دنیا کو حکم ہے کہ برائی اور بے حیائی سے دور رہو جبکہ برائی اور بے حیائی کو

حکم ہے کہ انبیاء سے دور رہے تا کہ عصمت انبیاء کا عقیدہ واضح ہو جائے؟

اسی طرح کفارِ مکہ جمع ہو کر ابو طالب کے پاس گئے اور کہا اپنے بھتیجے محمد ﷺ کو کہو توحید کی دعوت ختم کر دے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا نعرہ لگانا چھوڑ دے۔تین سو ساٹھ بتوں کو تردید کرنا چھوڑ دے۔جو کہے گا مانیں گے جو مانگے گا دیں گے۔اقتدار مانگے گا تو اقتدار دیں گے۔مال و دولت مانگے گا تو مال و دولت دیں گے۔عرب کی جونسی خوبصورت عورت کا مطالبہ کریگا وہ پورا کریں گے۔ابو طالب مشرکین مکہ کے مطالبات لے کر حضور ﷺ کے پاس پہنچے تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا چچا اقتدار، مال و دولت، خوبصورت عورت۔یہ تینوں زمین کی چیزیں ہیں جسکا مجھے لالچ دیا جا رہا ہے۔چچا سنو۔اگر تمہارے بس میں ہو کہ تم آسمان سے سورج کو اُتار لاؤ اُسے میرے دائیں ہاتھ پر رکھ دو اور چاند کو اتار لاؤ اُسے میرے بائیں ہاتھ پر رکھ دو اور مطالبہ کرو کہ میں اپنے کام اور پیغام کو چھوڑ دوں تب بھی میں اپنی دعوت کو چھوڑنے والا اور کلمہ حق کو بھولنے والا نہیں ہوں۔

(۳) عقل کامل۔

جس طرح نبی کا علم کامل اور عصمت کامل ہوتی ہے اسی طرح نبی کی عقل بھی کامل ہوتی ہے اور قرآن مجید میں انبیاء کرام کا اپنی قوم کے ساتھ مکالمہ، مذاکرہ، گفتگو، اور عقلی و نقلی دلائل اس کا واضح اور بین ثبوت ہیں۔

خصوصاً موحد اعظم حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی۔اپنے ماں باپ اپنی قوم، اور نمرود کو توحید کی دعوت میں عقلِ کامل کی جھلکیاں انسان کو حیران اور ششدر کر کے رکھ دیتی ہیں۔اور نمرود کے دربار میں فَاِنَّ اللّٰهَ یَأْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبَ کا چیلنج اور بادشاہ جبار کے سامنے حضرت سارہ کو بہن کہنا اور قوم کیلئے اِنِّیْ سَقِیْمٌ اور بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ کے جملے بطور توریہ کے استعمال کرنا اسمیں تو پیغمبرانہ ذہانت وفراست کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا ہوا نظر آرہا ہے۔

اسی طرح حضور اکرم ﷺ کی نبوت سے پہلے کی بات ہے جب آپ کی عمر پینتیس سال تھی۔ جب قریش نے خانہ کعبہ کی نئے سرے سے مال حلال سے تعمیر شروع کی تو مشرکین مکہ میں حَجر اسود کے نصب کرنے میں اختلاف ہو گیا کہ کون سا قبیلہ نصب کرے بات بڑھتے بڑھتے لڑائی تک پہنچ گئی اور تلواریں نکل آئیں تو اَبُو اُمَیَّهُ مخزومی نے فیصلہ سنا دیا کہ کل جو شخص سب سے پہلے بیت اللہ میں داخل ہوگا۔اُسی کا فیصلہ تسلیم کیا جائیگا۔دوسرے دن صبح ہوئی تو بیت اللہ میں سب سے پہلے داخل ہونے والے محمد رسول اللہ ﷺ تھے۔سب نے خوشی اور مسرت کا اظہار کیا اور حضور ﷺ کے امین اور صادق ہونے کا نعرہ بلند کیا اور حضور ﷺ پر اپنے اعتماد اور یقین کا اعلان کیا۔ پھر حضور ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے چادر بچھائی اور حجر اسود کو چادر پر رکھا اور پھر تمام قبائل کے سرداروں کو بلایا اور کہا سب چادر کو پکڑ لیں پھر حضور ﷺ نے خود حجرِ اسود کو اُٹھا کر اُس کی جگہ پر نصب کر دیا یوں حضور اکرم ﷺ نے اپنی فہم وفراست سے اس

مشکل مسئلہ کو حل فرما دیا۔

(۴) حُسنِ کامل۔

جس طرح نبی کا علم کامل، عصمت کامل، عقل کامل ہوتی ہے ویسے نبی کا حُسن بھی کامل ہوتا ہے۔

اللہ فرماتے ہیں سورۃ وَالتِّيْنِ میں ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْم.
ہم نے انسان کو بہترین سانچے میں پیدا کیا اس کا اولین اور کامل مصداق حضرات انبیاء کرام صلوٰت اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

اور حضور اکرم ﷺ کے حسن و جمال کے نظارے اِسی خطبات میں ہر جگہ آپ کو نظر آئینگے صرف ایک حدیث سُن لیں۔

ترمذی شریف میں حضرت براء بن عازب کی روایت ہے فرماتے ہیں۔
مَارَأَیْتُ مِنْ ذِیْ لِمَّةٍ فِیْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ
میں نے لمبے بالوں والا سرخ دھاریوں والی سفید چادر میں ملبوس کوئی آدمی حضور اکرم ﷺ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔

وآخر دعوانا ان الحمد لِلّٰہِ رب العلمین

محبوب کامل ﷺ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُبِا للّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَمَوْلاَ نَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْ سَلَہُ اللّٰہُ اِلٰی کَا فَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّ دَاعِیاً اِلَی اللّٰہِ بِاِ ذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا. اَمَا بَعْدُ

فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَا تَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَا للّٰہُ غَفُوْرٌ رَّ حِیْمٌ (آل عمران)

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّا سِ اَجْمَعِیْنَ (بخاری و مسلم)

صَدَقَ اللّٰہُ وَصَدَقَ وَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْاَ مِیْنُ الْکَرِیْم

تمہید

میرے عزیز، دوستو بزرگو، نوجوان ساتھیو اور میری آواز سننے والی معززہ وموقرہ دینی ماؤ بہنواور بیٹیو۔

آج کے بیان میں قرآن وحدیث کی روشنی میں حضورا کرم ﷺ کے محبوب کامل ہونے کا بیان ہوگا اور آپ کی ذات میں موجود، اسباب محبت، کا بیان ہوگا۔ دعاء فرمائیں کہ اللہ رب العزت مجھے شرح صدر کے ساتھ بیان کرنے کی اور آپ کو پوری توجہ کے ساتھ سننے کی اور پھر ہم سب کو ان باتوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین

سب سے پہلے تلاوت کردہ آیت اور حدیث کا مطلب سمجھیں

آیت کا مطلب۔ حضور ﷺ کی اتباع۔

یہ سورۃ آل عمران کی آیت ہے

اسمیں پیغمبر کی اتباع کی تاکید اور اس کے نتائج کا ذکر ہے کیونکہ حضور ﷺ کے دور میں یہود ونصاریٰ اور مشرکین سب دعویدار تھے کہ ہمیں اللہ سے پیار اور محبت ہے لیکن اُن کا راستہ درست نہ تھا اور انہوں نے غلط طریقے ایجاد کرر کھے تھے۔

قَا لَتِ الْیَھُوْدُ عُزَیْرُنِ ابْنُ اللّٰہِ یہود حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا کہتے تھے اور اُن کی عبادت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ اللہ کے مقرب ہیں ہمارا مقصد اللہ کی محبت ہے لیکن اللہ تک پہنچنے کا ذریعہ ان کی عبادت ہے

وَقَالَتِ النَّصَارٰی الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰہِ

اسی طرح نصاریٰ نے کہا کہ حضرت عیسٰیؑ خدا کا بیٹا ہے اور عبادت اس لیے کرتے ہیں تا کہ خدا تک رسائی حاصل ہو جائے۔

اسی طرح مشرکین مکہ نے کہا۔ **مَا نَعْبُدُ ھُمْ اِلَّا لِیُقَرِّ بُوْنَا اِلَی اللّٰہِ زُلْفٰی** ہم ان بتوں کی عبادت اس لئے کرتے ہیں تا کہ اللہ کا قرب حاصل ہو جائے۔ ان سب نے اللہ کی محبت کا دعویٰ کیا مگر ان کا راستہ اور طریقہ غلط تھا اس لیے قرآن نے تمام لوگوں کو صحیح راستہ اور طریقہ بتلا دیا کہ اگر تم اللہ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو اور اِس دعویٰ میں سچے ہو تو نبی ﷺ کی اتباع و پیروی کرو۔

حضور ﷺ کی سیرت کو اپناؤ کیونکہ محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب کی رضا کو تلاش کرو۔

محبوب جس سے محبت کرے اُس سے محبت کرو

محبوب جس سے نفرت کرے اُس سے نفرت کرو

پھر اس کے دو فائدے تمہیں حاصل ہونگے۔

پہلا فائدہ۔ **یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ** کہ اللہ تم کو اپنا محبوب بنالے گا

دوسرا فائدہ۔ **وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ** اور اللہ تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا **وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ** کیونکہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حدیث کا مطلب۔ حضور ﷺ سے محبت۔ یہ روایت حضرت انسؓ سے ہے حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ تم میں سے کوئی آدمی اس وقت تک کامل مومن نہیں بن سکتا جب

تک کہ اُسے میرے ساتھ سب سے زیادہ محبت نہ ہو جائے۔ ماں باپ سے زیادہ، آل اولاد سے زیادہ۔ کل کائنات سے زیادہ۔ یہاں تک کہ اپنے جسم اور جان سے بھی زیادہ

حضرت عُمرؓ کی حضور ﷺ سے محبت

حضور اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ عمرؓ سے پوچھا اے عمرؓ بتاؤ میں تمہیں کتنا محبوب اور پیارا ہوں تو حضرت عمرؓ نے کہا آپ تو مجھے بہت محبوب اور پیارے ہیں۔ ماں باپ سے زیادہ آل اولاد سے زیادہ، کل کائنات سے زیادہ۔ حضور ﷺ نے کہا عمر ابھی کمی ہے۔ حضرت عمرؓ پریشان ہو گئے۔ سر جھکا لیا غور و فکر کیا تو بات سمجھ میں آ گئی سر اٹھایا اور بولے **فَاِنَّکَ الْاٰنَ وَاللّٰہِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ** محبوب اب آپ مجھے اپنے جسم و جان سے بھی زیادہ محبوب اور پیارے ہیں تو حضور ﷺ نے کہا **اَلْاٰ نَ یَا عُمَر**۔ اے عمر اب ٹھیک ہے۔ معلوم ہوا کہ بات تب بنے گی جب حضور اکرم ﷺ مجھے اور آپ کو سب سے زیادہ محبوب اور پیارے ہو جائیں۔ ماں باپ سے زیادہ۔ آل اولاد سے زیادہ کل کائنات سے زیادہ۔ یہاں تک کہ اپنے جسم اور جان سے بھی زیادہ۔ اور اس کا اظہار اس وقت ہوگا۔ جب ایک طرف حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہو اور دوسری طرف ماں باپ ہوں ایک طرف حضور ﷺ کا فرمان ہو۔۔۔ اور دوسری طرف آل اولاد ہو۔۔۔ ایک طرف حضور ﷺ کا فرمان ہو۔۔۔ اور دوسری طرف اپنی خواہشات واہیات ہوں۔۔۔ ایک طرف حضور ﷺ کا فرمان ہو اور دوسری طرف۔ ملک، قوم، معاشرہ، اور کل کائنات ہو تو جو کامل مومن ہوگا وہ ساری دنیا کو چھوڑ دیگا اور حضور ﷺ کی بات پر لبیک کہے گا اور عمل پیرا ہُو گا۔

حضرت انسؓ کا تعارف

حضرت انسؓ خادمِ رسول ہیں حضور اکرمؐ جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تھے تو حضرت انسؓ کی عمر دس ۱۰ سال تھی والدہ ام سُلیمؓ نے ہاتھ سے پکڑا اور حضور اکرمؐ کی خدمت، صحبت، اور شاگردی میں چھوڑ گئیں۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں دس ۱۰ سال تک حضورؐ کی خدمت وصحبت میں رہا۔ مَا ضَرَبَنِی حضورؐ نے ان دس سالوں میں کبھی مجھے مارا نہیں۔ وَلَا کَهَرَنِیْ اور کبھی مجھے ڈانٹا نہیں وَلَا شَتَمَنِیْ اور کبھی مجھے گالی نہیں دی۔ بلکہ حضور ﷺ نے مجھے چار دعائیں دیں۔

(۱) عمر میں برکت (۲) اولاد میں برکت

(۳) مال میں برکت (۴) مغفرت ذنوب ودخولِ جنت

حضرت انسؓ فرماتے ہیں حضور ﷺ کی تین دعائیں اپنی آنکھوں کے سامنے پھلتی پھولتی اور مقبول ہوتی دیکھ رہا ہوں اور انشاء اللہ العزیز چوتھی دعاء کی مقبولیت کا نظارہ بھی آخرت میں کرلونگا۔ حضرت انسؓ کی عمر میں برکت ہوئی اور ایک سوایک سال عمر ہوئی۔ حضرت انسؓ کی اولاد میں برکت ہوئی اور ایک سو اولاد، بیٹے، بیٹیاں، پوتے پوتیاں، نواسے نوسیاں، اپنی نگاہوں کے سامنے دیکھیں حضرت انسؓ کے مال میں برکت ہوئی مدینہ میں آپ کا ایک باغ تھا۔ مدینہ میں جن کے باغ تھے وہ سال میں ایک مرتبہ پھل دیتے تھے لیکن آپ کا باغ سال میں دو مرتبہ پھل دیتا تھا۔ یہ میرے پیارے نبی کی دعاء کا اثر تھا۔ اور مغفرت ذنوب ودخول جنت کا وعدہ تو ساری

ہی جماعتِ صحابہ اور اصحاب محمد ﷺ کیلئے ہے۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ

اسبابِ محبت اور ذات، محمد ﷺ

پوری کائنات میں اسبابِ محبت اللہ رب العزت کے بعد حضور اکرم ﷺ میں سب سے زیادہ پائے جاتے ہیں محبت کی پانچ اقسام شمار کی گئی ہیں اور اُن پانچوں اقسام کے اعتبار سے حضور اکرم ﷺ کی ذات اِس لائق ہے کہ آپ سے سب سے زیادہ محبت کی جائے۔

(۱) حبِ طبعی

اس کا منشاء قرب ہوتا ہے مراد قرب معنوی ہے کسی کے قرب کی وجہ سے اس سے محبت کی جائے۔ جیسا کہ والدین کو اولاد سے محبت ہوتی ہے اور اولاد کو والدین سے محبت ہوتی ہے یہ محبت طبعی غیر اختیاری ہوتی ہے اِس اعتبار سے حضورؐ کی ذات اس لائق ہے کہ آپ سے سب سے زیادہ محبت کی جائے کیونکہ حضور ہر مومن کے انتہائی قریب ہیں بلکہ ہم سے زیادہ ہمارے قریب ہیں اور ہم سے زیادہ ہماری جانوں پر آپ کو ولایت اور حق حاصل ہے جیسا کہ سورۃ الاحزاب میں اللہ کا فرمان ہے

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهَاتُهُمْ

(۲) حبِ احسانی

اس کا منشاء احسان ہوتا ہے کسی کے احسان کی وجہ سے اس سے محبت کی جائے اور ہر سلیم الفطرت انسان کے دل میں اپنے محسن کی قدر ومنزلت اور محبت موجود

ہوتی ہے! جیسا کہ مشہور قول ہے۔ اَلْاِ نْسَانُ عَبْدُالْاِ حْسَانِ
اس اعتبار سے بھی آپ کی ذات سب سے زیادہ محبت کی حقدار ہے۔
کیونکہ حضورا کرم ﷺ کے احسانات اس امت پر بے شمار ہیں اور آپ نے عالم دنیا، عالم برزخ، عالم آخرت، کے بہت سارے راز امت پر ظاہر فرما کر امت پر احسانِ عظیم فرما دیا ہے

(۳) حب جمالی

اس کا منشاء حسن و جمال ہوتا ہے کسی کے حسن و جمال کی وجہ سے اُس سے محبت کی جائے۔
پھر اس کی تین قسمیں ہیں۔
(۱) حُسن صورت (۲) حُسن سیرت (۳) حُسن صوت
یہ تینوں قسمیں حضورا کرمؐ میں بدرجہ کمال پائی جاتی ہیں اگر چہ دنیا میں حُسن یوسف کے چرچے و تذکرے زیادہ ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضورا کرمؐ کا حسن و جمال حضرت یوسف کے حسن و جمال سے کہیں زیادہ تھا جیسا کہ حضورا کرم ﷺ کا فرمان ہے
اَخِیْ یُوْسُفُ صَبِیْحٌ وَاَنَا مَلِیْحٌ میرے بھائی یوسف کا حسن صبیح تھا اور میرا حسن ملیح ہے
حُسن کی دو قسمیں ہیں۔
(۱) حُسن صبیح۔ چاند کی طرح سفید روشن اور چمکدار حُسن جسمیں سرخی اور خون کی آمیزش نہ ہو جس کو دیکھنے والا اوّلاً مرعوب مبہوت اور حیرت زدہ رہ جائے اور فورًا گرویدہ ہو جائے لیکن جیسے جیسے محفل و مجلس مخالطت و مجالست بات چیت بڑھتی جائے

ویسے ویسے حُسن کا اثر بھی کم ہوتا چلا جائے۔
(۲) حُسن ملیح۔ سرخ و سفید رنگت کی حسین آمیزش والا حُسن جس کو دیکھنے والا اولاً اور فوراً تو مرعوب مبہوت اور حیرت زدہ نہ ہو لیکن جیسے جیسے محفل و مجلس مخالطت و مجالست بات چیت بڑھتی جائے ویسے ویسے حُسن میں بھی اضافہ ہوتا چلا جائے
اسی وجہ سے حضرت عائشہ فرماتی ہیں

لَوَ احِیُ زَلِیْخَا لَوْرَ اَ یْن جَبِیْنَهٗ
لَا ثَرْنَ بِا لْقَطْعِ الْقُلُوْبِ عَلَی الْاَ یْدِیْ

زلیخا کی سہیلیوں نے حسنِ یوسف کو دیکھ کر اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے
اگر میرے محبوب کے حُسن کو دیکھ لیتیں تو دلوں کے ٹکڑے کر ڈالتیں۔
فَلَو سَمِعُوْا فِیْ مِصْر اَوْصَافِ خدِّهٖ   لَمَا بَذَلُوْافِیْ یُوْسُف مِنْ نَقْدِ
اگر مصر والے حُسن محمدیؐ کو دیکھ لیتے تو مصر کے بازاروں میں حُسن یوسفی کی بولی نہ لگاتے تو معلوم ہوا کہ اِس لحاظ سے بھی آپ کی ذات سب سے زیادہ محبت کی حقدار ہے۔

(۴) حب کمالی

اس کا منشاء کمال ہوتا ہے کسی کے کمالات کی وجہ سے اُس سے محبت کی جائے
اور حضورا کرمؐ کے کمالات اتنے کثیر ہیں جن کا شمار مشکل ہے۔ خلاصہ یہ کہ۔

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں

تیرے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار

لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّه

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اسی وجہ سے علماء نے کہا ہے کہ روضہ اقدس میں زمین کا جو حصہ جسد اطہر سے ملا ہوا ہے وہ بیت اللہ اور عرشِ الٰہی سے بھی افضل ہے تو معلوم ہوا کہ اِس لحاظ سے بھی آپ کی ذات سب سے زیادہ محبت کی حقدار ہے۔

(۵) حبِ عقلی

اس کا منشاء عقل ہوتا ہے۔ کہ ایک چیز طبعی طور پر محبوب اور پسندیدہ نہ ہو لیکن اُس کے فوائد اور خوبیوں کی وجہ سے آدمی اس کو پسند کرے۔ مثلاً مریض آدمی کڑوی دوا کو طبعًا ناپسند کرتا ہے لیکن عقلاً اُس کو پسند کرتا ہے کیونکہ اسی میں اُس کی صحت اور شفاء ہے۔

اسی طرح حضور اکرم ﷺ نے تمام انسانیت کو دین دنیا اور آخرت کی بھلائی اور کامیابی کی تمام صورتیں بتلا دی ہیں۔ جنت اور جہنم کے راستے دکھلا دیئے ہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد سمجھا دیئے ہیں۔ جسمانی اور روحانی بیماریوں سے صحت اور شفاء کے نسخے بھی بتلا دیئے ہیں۔

اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات کو عقلی اور اختیاری طور پر اپنے نفع و بھلائی کیلئے اپنائے اور عمل پیرا ہو۔

چاہے طبیعت مانے یا نہ مانے اور مرزا غالب کی طرح یوں نہ کہتا پھرے کہ

جانتا ہوں ثواب طاعت وزُہد

پر طبیعت اِدھر نہیں آتی

تو معلوم ہوا کہ ہر مسلمان کو عقلاً اپنے اختیار کے ساتھ

حضور اکرم ﷺ سے تمام دنیا سے زیادہ محبت رکھنی چاہیئے اور محبت سے مراد اطاعت ہے

زندگی کچھ بھی نہیں تیری محبت کے بغیر

اور محبت بے روح ہے تیری اطاعت کے بغیر

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

ساقی کوثر ﷺ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہُ اللّٰہُ اِلٰی کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا. اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَo فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْo اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَالْاَبْتَرُo

عن ابی ھریرۃؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنَا فَرَطُھُمْ عَلَی الْحَوْضِ (رواہ مسلم)

عن انسؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (بخاری و مسلم)

صَدَقَ اللّٰہُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْاَمِیْنُ الْکَرِیْمُ.

تمہید۔ میرے عزیز دوستو، بزرگو، نوجوان ساتھیو، اور میری آواز سننے والی معززہ و

موقرہ، دینی ماؤ بہنو، بیٹیو۔ آج کے بیان میں سورۃ الکوثر کی تشریح اور سیرت ساقی کوثر ﷺ کا تفصیلی تذکرہ ہوگا۔ دعاء فرمائیں کہ اللہ رب العزت مجھے شرح صدر کے ساتھ بیان کرنے کی اور آپ کو پوری توجہ کے ساتھ سننے کی اور پھر ہم سب کو ان باتوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب فرمادیں! آمین۔

سورۃ الکوثر کی تشریح

یہ قرآن مجید کی مختصر ترین سورت ہے جو تین آیات پر مشتمل ہے۔ اِس سورت کے تین حصے ہیں

پہلا حصہ۔ اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرُ

اسمیں میرے نبی ﷺ کا شان اور مقام ہے

دوسرا حصہ ۔فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ

اسمیں میرے نبی ﷺ کا پیغام اور پروگرام ہے

تیسرا حصہ۔ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَالْاَبْتَرُ

اسمیں میرے نبی ﷺ کے دشمنوں کا انجام اور اختتام ہے۔

اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرُ کی تشریح

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ محبوب ہم نے آپ کا شان اور مقام بڑھایا ہم نے آپ کو کوثر عطاء فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ رئیس المفسرین فرماتے ہیں کہ کوثر، کا مصداق خیر کثیر ہے اور خیر کثیر کا مصداق ہر وہ عظیم الشان نعمت ہے جو حضور ﷺ کو دنیا میں عطاء کی گئی یا آخرت میں عطاء کی جائیگی۔

قرآن عطاء فرمایا خیر کثیر ہے.........حدیث عطاء فرمائی خیر کثیر ہے

جماعت صحابہ خیر کثیر ہے۔...........اہل بیت خیر کثیر ہے

ہجرت خیر کثیر ہے.........معراج خیر کثیر ہے

ختم نبوت کا تاج سر پر سجا دیا۔..........خیر کثیر ہے

مقام محمود خیر کثیر ہے ....شفاعت کبریٰ خیر کثیر ہے

حوض کوثر.......... خیر کثیر ہے

حوض کوثر کا تعارف

حوض کوثر کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ۔

حَوْضِیْ مَسِیْرَۃُ شَھْرٍ..........میرا حوض اتنا لمبا ہوگا کہ آدمی ایک ماہ کی مسافت طے کرے.....زَوَایَاہُ سَوَاءٌ......حوض کے کنارے برابر ہونگے

کِیْزَانُہٗ کَعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَاءِ حوض کے پیالے آسمان کے ستاروں کی مانند بیشمار ہونگے

مَاءُ ہٗ اَبْیَضُ مِنَ اللَّبَنِ .... حوض کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہوگا

اَحْلٰی مِنَ الْعَسَلِ .... حوض کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا

اَطْیَبُ مِنَ الْمِسْکِ....... .... حوض کا پانی مشک سے زیادہ خوشبودار ہوگا

مَنْ مَرَّ عَلَیَّ شَرِبَ جو مومن حوض کوثر پر میرے پاس آئے گا وہ پانی پیئے گا

وَمَنْ شَرِبَ لَمْ یَظْمَأْ اَبَدًا..........اور جسے حوض کوثر سے ایک گھونٹ پانی مل گیا اسے قیامت کے پچاس ہزار سال کے دن میں بھوک پیاس نہیں لگے گی۔ سبحان اللہ

دعا ہے کہ قیامت کے دن ہم گناہگاروں کو بھی پیارے نبی ﷺ کے ہاتھوں حوض کوثر کے جام نصیب ہو جائیں۔ آمین

سورۃ الکوثر کا شانِ نزول

عرب میں رواج تھا جسکی نرینہ اولاد نہ ہوتی یا مر جاتی عرب اُس کو اَبْتَر پکارتے تھے جس وقت حضور اکرم ﷺ کے بیٹے حضرت قاسم، حضرت ابراہیم، حضرت عبداللہ بچپن میں وفات پا گئے تو کفار مکہ خصوصاً عاص بن وائل آپ کو اَبْتَر کہ کر طعنہ دینے لگے تب اللہ رب العزت نے حضور اکرم ﷺ کی تسلی کیلئے سورۃ الکوثر نازل فرمائی

فصل لربک وانحر کی تشریح

اس آیت میں اللہ رب العزت نے حضورؐ کے دو فرائض بیان کیئے ہیں پہلا فریضہ نماز اور دوسرا فریضہ قربانی کیونکہ نماز جسمانی عبادتوں میں سب سے افضل و اعلیٰ اور بلند و بالا ہے جبکہ قربانی مالی عبادتوں میں سب سے افضل و اعلیٰ اور بلند و بالا ہے اس وجہ سے ان دو عبادتوں کو خصوصی اہمیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

اور حضور اکرم ﷺ نے دونوں فرائض کی ادائیگی کا حق ادا کر دیا۔

نماز کی عظمت

دین اسلام پانچ چیزوں کے مجموعے کا نام ہے یعنی دین اسلام کے پانچ شعبے ہیں۔

(۱) عقائد (۲) عبادات (۳) معاملات (۴) معاشرات (۵) اخلاق وآداب

پھر عبادات میں سب سے زیادہ اہمیت نماز کو حاصل ہے کیونکہ نماز تمام

عباداتسے زیادہ جامع ترین وکامل ترین واہم ترین عبادت ہے۔اسی لیئے حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤمِنِین

نماز مومنوں کی معراج ہے معلوم ہوا کہ نماز ہے تو مومنون کا عروج ہے نماز نہیں تو مومنوں کا زوال ہے

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنَ

نماز دین کا ستون ہے معلوم ہوا کہ نماز ہے تو دین باقی ہے وگرنہ دین باقی نہیں ہے۔

اَلصَّلٰوۃُ نُورٌ

نماز نور ہے نماز دنیا میں مومن کے چہرے کا نور ہے

جیسا کہ قرآن کہتا ہے سِیمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِنْ اَثرِ السُّجُوْدِ

نماز قبر کی تاریکی میں اور پل صراط پر مومن کیلئے نور ہے جیسا کہ قرآن کہتا ہے

نُوْرُھُمْ یَسْعیٰ بَیْنَ اَیْدِیْھِم وَبَا یْمَانِھِمْ

نماز کی فرضیت

نبوت کے پانچویں سال ۲۷ رجب کو سوموار کی رات لیلۃ الاسریٰ شبِ معراج میں نماز فرض ہوئی۔مجموعی طور پر پانچ نمازیں اِس امت کی خصوصیت ہیں اور انفرادی طور پر عشاء کی نماز اس امت کی خصوصیت ہے جو پہلے کسی امت کو عطاء نہیں کی گئی تھی۔جبکہ باقی چار نمازیں متفرق طور پر پہلی امتوں کو عطاء کی گئی تھیں!

3

پانچ نمازوں کی فرضیت سے پہلے حضور ﷺ کے لئے تہجد کی نماز اور عام مسلمانوں کیلئے صَلٰوۃٌ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْس وَصَلٰوۃٌ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمس۔

یعنی فجر وعصر کی نماز فرض اور لازم تھی۔

پانچ نمازوں کی ابتدا

طحاوی شریف میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ صبح صادق کے وقت قبول ہوئی تو انہوں نے دو رکعتیں بطور شکرانے کی پڑھیں تو اس پر فجر کی نماز مشروع ہوئی۔حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی ظہر کے وقت قبول ہوئی اور جنت سے بطور قربانی کے مینڈھا اتارا گیا اور اُسے ذبح کیا گیا تو حضرت اسماعیل نے بطور شکرانے کے چار رکعتیں ادا کیں تو اس پر ظہر کی نماز مشروع کی گئی حضرت عزیر علیہ السلام سو سال کی طویل نیند سے بیدار ہوئے تو عصر کا وقت تھا انہوں نے بطور شکرانے کے چار رکعت نماز پڑھی تو اُس پر عصر کی نماز مشروع کر دی گئی۔حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تو غروب شمس کا وقت تھا تو انہوں نے بطور شکرانہ چار رکعت نماز پڑھنے کی نیت کی لیکن غم اور تھکاوٹ کی شدت کی وجہ سے تیسری رکعت پر بیٹھ گئے اور چوتھی رکعت ادا نہ کر سکے تو اس پر مغرب کی تین رکعت نماز مشروع کی گئی۔اور عشاء کی نماز سب سے پہلے حضور اکرم ﷺ اور آپکی امت کو عطاء کی گئی۔

نماز کی جامعیت

(۱) اللہ کی ساری مخلوق کی عبادت کا انداز نماز والا ہے

درخت اور کھیت قیام کے عالم میں اللہ کی عبادت کر رہے ہیں، چوپائے، گائے بیل، بھینس، بھیڑ اور بکری رکوع کے عالم میں اللہ کی عبادت کر رہے ہیں، حشرات الارض، کیڑے مکوڑے، سانپ اور بچھو سجدے کے عالم میں اللہ کی عبادت کر رہے ہیں، بلند و بالا پہاڑ ٹیلے اور عمارتیں قعدہ اور تشہد کے عالم میں اللہ کی عبادت کر رہے ہیں۔

(۲) اللہ کی فرمانبردار مخلوق فرشتوں کی دو قسمیں ہیں بعضوں کی ڈیوٹی اور ذمہ داری تکوینی امور میں ہے۔ بعضوں کی ڈیوٹی اور ذمہ داری عباداتی امور میں ہے۔ جو فرشتے عبادت میں مصروف ہیں وہ ہیئت صلوۃ میں ہیں کوئی قیام کے عالم میں کوئی رکوع کے عالم میں کوئی سجدہ کے عالم میں اور کوئی قعدہ وتشہد کے عالم میں اللہ کی عبادت میں مصروف ہیں اور تا قیامت وہ اِسی حالت میں اللہ کی عبادت میں مصروف رہینگے۔

(۳) عقلی طور پر محبوب حقیقی و مطلوب حقیقی کو راضی کرنے کی بھی یہی چار صورتیں ہیں۔ کبھی ہاتھ باندھ کر باادب ہو کر سامنے کھڑے ہو جائیں کبھی رکوع کے عالم میں گھٹنے پکڑ کر سامنے جُھک جائیں کبھی قعدہ کے عالم میں باادب ہو کر گھٹنوں کے بل سامنے بیٹھ جائیں اور کبھی سجدہ کے عالم میں اپنی پیشانی اور اپنا سر بھی محبوب کے قدموں میں رکھ دیں۔

(۴) اسلام کی تمام اہم عبادات بھی نماز میں اجمالاً موجود ہیں۔ نماز میں قرآن، تلاوت، ریاضت، تسبیحات، عقائد، اخلاص درود و سلام، جیسی عبادات کے

ساتھ ساتھ کئی اہم اسلامی عبادات کی جھلک بھی موجود ہے۔

نماز میں روزہ بھی ہے۔ روزہ کا معنی ہوتا ہے امساک رک جانا یعنی طلوع صبح صادق سے لیکر غروب شمس تک کھانے سے پینے سے خواہشاتِ نفسانی سے رُک جانے کا نام روزہ ہے۔ لیکن نماز میں روزہ سے بڑھ کر روزہ ہے کیونکہ نماز میں ان کے علاوہ چلنا پھرنا ہنسنا رونا بولنا وغیرہ امور بھی ممنوع ہیں۔

نماز میں حج بھی ہے۔ حج کا معنی ہوتا ہے توجہ الی اللہ اور تعلق بیت اللہ کا اور یہ دونوں چیزیں نماز میں بدرجہ کمال موجود ہیں۔

نماز میں زکوٰۃ بھی ہے۔ زکوٰۃ کا معنی ہوتا ہے انفاق فی سبیل اللہ کا اور نماز کیلئے بھی، مسجد، وضوء خانہ، روشنی، چٹائیاں کپڑے وغیرہ پر بہت کچھ خرچ ہوتا ہے۔

نماز میں ہجرت بھی ہے۔ ہجرت کی دو قسمیں ہیں نمبر ا۔ ہجرت ظاہری یعنی ایک جگہ اور مقام کو چھوڑ کر دوسری جگہ اور دوسرے مقام پر جانا۔ نمبر۲۔ ہجرت باطنی یعنی گناہوں کو چھوڑ دینا **وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ،** اور نماز میں ہجرت ظاہری اور ہجرت باطنی دونوں پائی جاتی ہیں کیونکہ نمازی آدمی پانچ وقت کی نماز کیلئے ہجرت ظاہری کرتا ہے یعنی اپنی دوکان مکان سامان کو چھوڑ کر اللہ کے گھر میں جاتا ہے اور ہجرت باطنی بھی کرتا ہے یعنی گناہوں کو چھوڑ دیتا ہے کیونکہ **اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ** نماز نمازی کو گناہوں اور برائیوں سے دور لے جاتی ہے۔

نماز میں اعتکاف بھی ہے۔ کیونکہ نمازی آدمی پانچ وقت اعتکاف کی نیت سے

اللہ کے گھر میں ڈیرہ ڈالتا ہے اور اللہ کو راضی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

نماز میں قربانی بھی ہے۔ کیونکہ نمازی آدمی درحقیقت نماز میں خود کو فنا کر دیتا ہے اپنی آن بان شان کو ختم کر دیتا ہے اور زمین پر سر رکھ کہ اپنی عزتِ نفس کو بھی قربان کر دیتا ہے!

نماز میں جہاد بھی ہے۔ ایک ظاہری جہاد ہوتا ہے جو اللہ کے دشمن کفار کے خلاف ہوتا ہے۔ یہ میدان جنگ میں ہوتا ہے اور یہ جہادِ اصغر ہے۔

ایک باطنی جہاد ہوتا ہے جو اپنے دشمن نفس اور شیطان کے خلاف ہوتا ہے یہ نماز میں ہوتا ہے اور یہ جہاد اکبر ہے پھر جیسے جہاد میں میدانِ جنگ میں صف بندی ہوتی ہے ویسے ہی نماز میں مسجد کے اندر صف بندی ہوتی ہے۔ پھر جیسے جہاد میں اطاعت امیر ہے ویسے نماز میں بھی اطاعت امام ہے۔

پھر جیسے جہاد میں اللہ کے دشمن کفار کے خلاف قتال اور لڑائی ہے ویسے نماز میں بھی اپنے دشمن نفس اور شیطان کے خلاف قتال اور لڑائی ہے۔

قربانی کی عظمت

ذوالحجہ کے مہینہ کی فضیلت:

حج بیت اللہ کی وجہ سے بھی ہے اور قربانی کی وجہ سے بھی اور یہ چیزیں ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں اور ایام تشریق میں ہیں اس لئے ان دنوں کی بھی فضیلت ہے۔ ترمذی شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا **مَامِنْ اَیَّامٍ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ اَنْ یُّتَعَبَّدَ لَہٗ فِیْھَا مِنْ عَشْرِ ذِی الْحَجَّۃِ** اللہ کے

نزدیک ذوالحج کے دنوں میں سے کوئی دن زیادہ محبوب نہیں جس میں اللہ کی عبادت کی جائے کیونکہ **یَعْدِلُ صِیَامُ کُلِّ یَوْمٍ مِنْھَا بِصِیَامِ سَنَۃٍ وَقِیَامُ کُلِّ لَیْلَۃٍ مِنْھَا بِقِیَامِ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ** ان دس دنوں میں سے ہر دن کے روزہ کا ثواب سال بھر کے روزوں کے برابر ہوتا ہے اور ان دس راتوں میں ہر رات کی عبادت کا ثواب لیلۃ القدر کے ثواب کے برابر ہوتا ہے اس لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفجر میں ارشاد فرمایا **وَالْفَجْرِ وَلَیَالٍ عَشْرٍ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ وَالَّیْلِ اِذَا یَسْرِ ھَلْ فِیْ ذٰلِکَ قَسَمٌ لِّذِیْ حِجْرٍ۔**

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں فَجْرِ سے مراد نماز فجر ہے اور لَیَالٍ عَشْرٍ سے مراد ذوالحجہ کی دس راتیں ہیں شَفْع سے مراد مخلوق ہے وَتْر سے مراد اللہ ہے وَالَّیْل اِذَا یَسْر سے مراد گزری ہوئی رات ہے۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں وَالْفَجْرِ سے مراد دسویں ذوالحجہ کی فجر ہے پھر اللہ نے کہا **ھَلْ فِیْ ذٰلِکَ قَسَمٌ لِّذِیْ حِجْرٍ** یعنی یہ قسمیں عظمت والی ہیں عقل والوں کیلئے۔ تو معلوم ہوا کہ دسویں تاریخ کی صبح اور ذوالحجہ کی دس راتیں عظمت والی ہیں اور یوم عرفہ یعنی نو ذوالحج کا روزہ سال گزشتہ اور سال آئندہ کیلئے کفارہ ہے اسی طرح ایام تشریق بھی عظمت والے دن ہیں جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے۔

وَاذْکُرُو اللّٰہَ فِیْٓ اَیَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ان دنوں میں اللہ کا ذکر کرو۔

امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ذوالحجہ کی نویں تاریخ کی صبح کی نماز سے

تیرھویں ذوالحج کی عصر تک ہرنماز کے بعد اَللّٰہُ اَکۡبَرُ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ وَلِلّٰہِ الۡحَمۡدُ ایک مرتبہ بلند آواز سے کہیں حجاج کو بھی ایام منٰی میں ان تکبیرات کا حکم ہے جب انسان اللہ کی شان کی بلندی بیان کرے گا تو اللہ بھی اس کو بلند کریں گے اوراس کے گناہ معاف کریں گے۔

قربانی کا ذکر کتاب اللہ میں

قرآن مجید کی آیات سے قربانی کرنا ثابت ہے۔

پہلی آیت: سورۃ کوثر میں آچکی ہے جس میں وَانۡحَرۡ کا لفظ ہے یہ لفظ اگرچہ لغوی معنی کے لحاظ سے عام ہے ہر قسم کی قربانی کو شامل ہے جان کی قربانی، اولاد کی قربانی، مال کی قربانی، جانور کی قربانی، مگر اس کا حقیقی معنی اور عرب کے عرف میں اس کا معنی جانور کی قربانی ہے جیسا کہ حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں وَانۡحَرۡ کا معنی جانور اللہ کی رضا کیلئے ذبح کرو اور عرب میں اکثر اونٹ تھے اس لئے نحر سے مراد وہ اونٹ کا ذبح کرنا مراد لیتے ہیں تو یہ اللہ کا حکم ہوا جو اس کو نہ مانے گا وہ اللہ اور اس کے رسول کا باغی ہوگا۔

دوسری آیت: سورۃ انعام کی ہے قُلۡ اِنَّ صَلٰوتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ اے پیغمبر کہہ دو کہ میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت ایک اللہ کے لئے ہے جو سارے جہان کے پالنے والا ہے اس آیت میں نُسُکِیۡ کا لفظ ہے اگرچہ بعض نے اس کا معنی عبادت کیا ہے مگر نسک اصل میں قربانی کو کہتے ہیں اور اگر عبادت کا معنی لیں تو بھی قربانی اس میں داخل ہوگی کیونکہ

قربانی مسلمانوں کیلئے عبادت ہے۔

قربانی کا ذکر احادیث رسول اللہ ﷺ میں

قربانی کی فضیلت:

طبرانی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا مَاعَمِلَ ابۡنُ اٰدَمَ مِنۡ عَمَلٍ یَوۡمَ النَّحۡرِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنۡ اِھۡرَاقِ الدَّمِ قربانی کے دن جانور کے خون بہانے سے کوئی عمل اللہ کو زیادہ پسندیدہ نہیں ہے یعنی قربانی کرنا اللہ کے ہاں محبوب عمل ہے۔ وَاِنَّہٗ لَیَاتِیۡ یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ بِقُرُوۡنِھَا وَاَشۡعَارِھَا وَاَظۡلَافِھَا قیامت کے دن قربانی کا جانور اپنے سینگوں اور بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور ان کو تولا جائے گا اور ان کے برابر ثواب ملے گا۔ اور یہ قربانی کرنے والے کیلئے پل صراط پر سواری بن جائے گا۔ وَاِنَّ الدَّمَ لَیَقَعُ مِنَ اللّٰہِ بِمَکَانٍ قَبۡلَ اَنۡ یَّقَعَ بِالۡاَرۡضِ فَطِیۡبُوۡا بِھَا نَفۡسًا اور قربانی کے جانور کا خون ابھی زمین پر نہیں گرتا کہ اس سے پہلے اللہ کے ہاں قبول ہوجاتا ہے لہذا قربانی کرو اور اس سے اپنے دلوں کو خوش کرو۔ تو پیغمبر نے قربانی کا حکم دیا ہے۔

ابن ماجہ میں حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ صحابہ کرامؓ نے حضور اکرم ﷺ سے سوال کیا مَاھٰذِہِ الۡاَضَاحِیُ یا رسول اللّٰہ کہ اے اللہ کے رسول یہ قربانیاں کیا ہیں کہ تو حضور ﷺ نے فرمایا سُنَّۃُ اَبِیۡکُمۡ اِبۡرَاھِیۡمَ یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم کی سنت ہے۔ فَقَالُوۡا فَمَالَنَا فِیۡھَا یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ اے اللہ کے رسول

ہمیں اس قربانی کرنے سے کیا فائدہ ہوگا ہم کو کیا ملے گا تو حضور ﷺ نے فرمایا بِکُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ ہر جانور کے بال کے بدلہ نیکی ملے گی قَالُوْا فَالصُّوْفُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اے اللہ کے محبوب پیغمبر بھیڑ دنبہ کے بدن پر اون زیادہ ہوتی ہے کیا ان میں بھی ثواب اسی طرح ہوگا تو حضور ﷺ نے فرمایا بِکُلِّ شَعْرَةٍ مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ اللہ کے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہے وہ اون کے ہر بال کے بدلہ میں نیکی عطاء فرمائیں گے۔

قربانی کرنے میں پیغمبر ﷺ کا ہمیشہ والا عمل

ترمذی شریف میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ بِالْمَدِیْنَةِ عَشَرَ سِنِیْنَ یُضَحِّیْ کہ حضور ﷺ مدینہ منورہ میں دس سال رہے اور ہر سال قربانی کرتے تھے پیغمبر کا عمل بتاتا ہے کہ قربانی ضروری ہے اور اسلامی شعار ہے اس لئے آپ نے ہمیشہ قربانی کی۔

قربانی کرنے میں پیغمبر ﷺ کا اپنے رحمت والے ہاتھ سے ذبح کرنے کا عمل

مسلم شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَمَرَ بِکَبْشٍ اَقْرَنَ کہ حضور اکرم ﷺ نے حکم دیا ایسا دنبہ لاؤ جو سینگ والا ہو یَطَاءُ فِیْ سَوَادٍ جو چلتا سیاہی میں ہو یعنی اس کے پاؤں سیاہ ہوں وَیَبْرُکُ فِیْ سَوَادٍ اور بیٹھتا سیاہی میں ہو یعنی اس کا پیٹ پہلو سیاہ ہوں وَیَنْظُرُ فِیْ سَوَادٍ اور

دیکھتا سیاہی میں ہو یعنی اس کی آنکھیں سیاہ ہوں فَاُتِیَ بِهٖ لِیُضَحِّیَ بِهٖ وہ دنبہ لایا گیا تاکہ آپ اس کی قربانی کریں حضرت عائشہ فرماتی ہیں مجھے حضور ﷺ نے فرمایا یَا عَائِشَةُ هَلُمِّی الْمُدْیَةَ ثُمَّ قَالَ اشْحَذِیْهَا بِحَجَرٍ فَفَعَلْتُ اے عائشہ چھری لاؤ پھر اس کو پتھر پر تیز کرو تو میں چھری تیز کر کے لائی ثُمَّ اَخَذَهَا وَاَخَذَ الْکَبْشَ فَاَضْجَعَهٗ ثُمَّ ذَبَحَهٗ تو حضور اکرم ﷺ نے چھری لی اور دنبہ کو پکڑ الٹایا اور اپنے برکت رحمت عظمت والے ہاتھ سے ذبح کیا اور ذبح کرتے وقت یہ پڑھا

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ یا اللہ تیرا نام لے کر ذبح کرتا ہوں میری طرف سے اور میری آل کی طرف سے اور میری امت کی طرف سے قبول فرما حضور اکرم ﷺ کا یہ عمل ہمیں پانچ چیزوں کا سبق دیتا ہے۔

۱۔عمدہ جانور کی قربانی کرو جیسے حضور اکرم ﷺ نے عمدہ دنبہ تلاش کرایا۔
۲۔اگر آدمی خود ذبح کرنا جانتا ہے تو خود اپنے ہاتھ سے قربانی کا جانور ذبح کرے۔
۳۔چھری کو تیز کرے تا کہ جانور کو تکلیف نہ ہو۔
۴۔جب ذبح کرے تو اللہ کا نام لے کر ذبح کرے۔
۵۔دوسرے کی طرف سے بھی قربانی کی جاسکتی ہے جیسے پیغمبر نے امت کی طرف سے قربانی کی نیت کی۔

قربانی کرتے وقت خصوصی دعا پڑھنے میں پیغمبر ﷺ کا عمل

ابوداؤد شریف میں حضرت جابرؓ کی روایت ہے ذَبَحَ النَّبِیُّ یَوْمَ الذَّبْحِ

كَبْشَيْنِ اَقْرَنَيْنِ اَمْلَحَيْنِ مَوْجُوْئَيْنِ کہ پیغمبر نے اپنے رحمت والے ہاتھ سے قربانی کے دن دو دنبے ذبح کئے جو سینگوں والے تھے۔ اور ابلق تھے یعنی سیاہی و سفیدی ملی ہوئی تھی اور خصی تھے اور خصی موٹا ہوتا ہے جیسے دوسری روایت میں سَمِيْنَيْنِ کا لفظ ہے کہ وہ موٹے تازے تھے جب حضور ﷺ نے ان کو ذبح کرنے کیلئے لٹایا تو یہ دعا پڑھی:

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفاً وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَ نُسُكِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ پھر کہا اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَاُمَّةِ مُحَمَّدٍ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔

دوسروں کی طرف سے قربانی کرنے میں پیغمبر ﷺ کا عمل

حضرت جابرؓ سے روایت ہے صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ عِيْدَ الْاَضْحٰى میں نے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ بقرعید کی نماز پڑھی فَلَمَّا انْصَرَفَ اَتٰى بِكَبْشٍ فَذَبَحَهٗ جب حضور ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ کے پاس ایک مینڈھا لایا گیا جس کو آپ نے اپنے رحمت والے ہاتھ سے ذبح کیا اور پھر فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَنِّیْ وَعَمَّنْ لَمْ يُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ ۔ تیرے نام سے ذبح کرتا ہوں یہ قربانی میری طرف سے ہے اور قیامت تک جو بھی میری امت کے غریب ہونگے اور قربانی کی طاقت نہ رکھیں گے ان کی طرف سے ہے میرے پیغمبر نے قربانی میں اپنی

8

امت کے غریبوں کو نہیں بھلایا تو غریبو تم بھی نبی کی غلامی کو نہ بھلاؤ تم کو مبارک ہو اگر قربانی کرنے کی تم میں طاقت نہیں تو نبی نے تم کو اپنی قربانی میں شریک کر کے قربانی کے ثواب میں قیامت تک آنے والوں کو شریک کر دیا ہے۔

قربانی کے بارے میں صحابہ کرامؓ کا عمل

پہلی حدیث۔ بخاری شریف میں ہے حضرت یحییٰ بن سعید فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوامامہؓ بن سہیل سے سنا ہے کہ وہ فرماتے ہیں كُنَّا نُسَمِّنُ الْاُضْحِيَّةَ بِالْمَدِيْنَةِ وَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ يُسَمِّنُوْنَ کہ ہم مدینہ میں قربانی کے جانوروں کو خوب موٹا کرتے تھے اور تمام مسلمانوں کا یہی طریقہ تھا ابوامامہؓ نے بتایا کہ صحابہؓ کا عمل قربانی کرنا تھا۔

دوسری حدیث۔ بخاری شریف میں ہے حضرت ابوعبید مولیٰ ابن الزبیر فرماتے ہیں کہ میں نے بقرعید کی نماز حضرت عمرؓ کے ساتھ پڑھی آپ نے پہلے نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا۔ پھر فرمایا ۔ اَيُّهَا النَّاسُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ نَهَاكُمْ عَنْ صِيَامِ هٰذَيْنِ الْعِيْدَيْنِ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَيَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيَوْمٌ تَاْكُلُوْنَ مِنْ نُسُكِكُمْ ۔ کہ حضور ﷺ نے ان دو عید والے دنوں میں روزہ رکھنے سے روکا ہے ایک عید الفطر کا دن یہ اللہ کی طرف سے افطار کھانے پینے کا دن ہے دوسرا عید قربانی کا دن یہ اللہ کی طرف سے گوشت کھانے کا دن ہے۔

حضرت ابوعبید نے بتایا کہ صحابہؓ کا عمل قربانی کرنے کا تھا۔

تیسری حدیث۔ بخاری شریف میں حضرت انسؓ کا عمل ہے جنہوں نے دس سال لگاتار پیغمبر کی خدمت کی یہ پیغمبر کے خادم فرماتے ہیں۔

كَانَ النَّبِيُّ يُضَحِّىْ بِكَبْشَيْنِ وَاَنَا اُضَحِّىْ بِكَبْشَيْن کہ حضور قربانی کرتے تھے تو میں بھی نبی کی اتباع میں قربانی کرتا ہوں بلکہ ان کی محبت وعشق کا یہ عالم تھا کہ حضور ﷺ دو دنبے قربانی کرتے تو حضرت انسؓ بھی فرماتے ہیں کہ میں بھی دو دنبے قربانی کرتا ہوں۔

حضرت انسؓ کا عمل بتا رہا ہے کہ صحابہؓ کا عمل قربانی کرنے کا تھا۔

قربانی نہ کرنے پر وعید

ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا: مَنْ وَّجَدَ سَعَةً فَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا کہ جس شخص کو قربانی کرنے کی استطاعت ہے پھر بھی وہ قربانی نہیں کرتا تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے عیدگاہ آنے کا نماز عید پڑھنے کا اسی کو حق ہے جو اسلامی شعار قربانی کرے قربانی کا منکر عیدگاہ آنے کے قابل نہیں اسے چاہیئے اپنے قول وفعل سے توبہ کرے پھر مسلمانوں کی صف میں عیدگاہ کے اندر کھڑا ہو سکتا ہے اس لئے ہر مسلمان قربانی کے اسلامی شعار کو اپنائے قربانی کرنے کا حکم اللہ نے دیا ہے پھر رسول ﷺ اور اصحاب رسول اللہ نے عمل کر کے دکھایا ہے اس لئے قربانی کا انکار قرآن کا انکار ہے نبی کے فرمان کا انکار ہے نبی کا امتی وہی ہے جو پیغمبر کی سنت کو زندہ کرتا ہے۔

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ کی تشریح

اس آیت میں اللہ رب العزت نے حضور اکرم ﷺ کو تسلی دی ہے کہ محبوب آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے آپ کے دشمن ہی ناکام ونامراد ذلیل ورسوا ہونگے قیامت تک آپ کا نام بھی رہیگا اور آپ کا کام بھی رہے گا۔ کیا ہوا اگر آپ کی جسمانی نرینہ اولاد نہ رہی۔ لیکن آپ کی روحانی نرینہ اولاد قیامت تک اربوں کھربوں کی تعداد میں آئے گی آپ سے محبت کرے گی آپ کے گیت گائے گی آپ کے نام کو اور کام کو زندہ وجاوید اور روشن کرے گی۔ اور جو آپ کے دشمن ہیں جو آپ کو ابتر کہنے والے ہیں وہ خود بھی مٹ جائینگے اور ان کی نسلیں بھی مٹ جائیں گی خود بھی تباہ وبرباد ہو جائینگے اور ان کی نسلیں بھی تباہ وبرباد ہو جائینگی دنیا میں کوئی اُن کا نام لینے والا اُن سے محبت کرنیوالا نہیں ہوگا۔

احادیث کا مطلب

پہلی حدیث۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے میں حوض کوثر پر اپنی امت کا میر ساماں اور منتظر ہونگا۔ میری امت بھوکی اور پیاسی حوض کوثر پر میرے پاس آئے گی۔ اور میں جام بھر بھر کے انہیں پانی پلاؤں گا۔

دوسری حدیث۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ تم اُس وقت تک کامل مومن نہیں بن سکتے جب تک کہ تمہیں مجھ سے سب سے

زیادہ محبت نہ ہو جائے۔ ماں باپ سے زیادہ۔ آل اولاد سے زیادہ، کل کائنات سے زیادہ، یہاں تک کہ اپنے جسم اور جان سے بھی زیادہ۔

دعاء ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں اپنے پیارے نبی ﷺ کی اتباع کا ذوق اور نماز وقربانی کا شوق نصیب فرمادیں۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

میرا نبی ﷺ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ
وَنَعُوْذُبا للّٰهِ مِنْ شُرُ وْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ
مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِىَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَ هٗ لَا
شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَمَوْلَا نَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
اَرْ سَلَهُ اللّٰهُ اِلٰى كَا فَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّ دَاعِياً اِلَى اللّٰهِ بِا ذْنِهٖ
وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا. اَمَا بَعْدُ

فَاَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَا تَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ
وَا للّٰهُ غَفُوْرٌ رَّ حِيْمٌ (آل عمران)

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم
لَاْيُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّا سِ
اَجْمَعِيْنَ (بخارى و مسلم)

صَدَقَ اللّٰهُ وَصَدَقَ وَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْاَ مِيْنُ الْكَرِيْم

تمہید

میرے عزیز دوستو، بزرگو، نوجوان ساتھیو، اور میری آواز سننے والی، معززہ و موقرہ، دینی ماؤ بہنو بیٹیو، آج کے بیان میں دو باتیں ہونگی۔

پہلے نمبر پر حضورا کرم ﷺ کی زندگی کی تریسٹھ جھلکیاں تریسٹھ عنوانوں کے تحت آپ کے سامنے پیش کی جائینگی۔

کیونکہ تریسٹھ کے عدد کو حضورا کرم ﷺ کی تریسٹھ سالہ زندگی سے مناسبت ہے۔

اور دوسرے نمبر پر سجع بندی کے انداز میں مرتب کیئے گئے چالیس جملوں کے ساتھ حضورا کرم ﷺ کو خراج عقیدت و خراج تحسین پیش کیا جائیگا۔

کیونکہ چالیس کے عدد کو حضورا کرم ﷺ کے چالیس روزہ غارِ حرا کے قیام اور چالیس سال کی عمر میں عطائے نبوت و ختمِ نبوت سے مناسبت ہے!

دعا فرمائیں کہ اللہ رب العزت مجھے شرح صدر کے ساتھ بیان کرنے کی اور آپ کو پوری توجہ کے ساتھ سننے کی اور پھر ہم سب کو ان باتوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب فرمادیں۔ آمین۔

میرے نبی ﷺ کا شجرہ نسب

مُحمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قُصَیّ بن کِلاب بن مُرّہ
بن کَعب بن لُوَیّ بن غالب بن فِہر بن مالک بن نَضر بن کِنانہ بن خُزیمہ بن مُدرِکہ
بن الیاس بن مُضر بن نِزار بن مَعدّ بن عدنان

بن اُدو بن ہُمَیسَع بن سَلامان بن عَوص بن بُوز بن قَموال بن اُبَیّ بن عوام بن ناشِد بن حزا
بن بلداس بن یَدلاف بن طابخ بن جاحم بن ناحش بن ماخی بن عَیفی بن عَبقر بن عُبَید
بن الدّعا بن حَمدان بن سَنبر بن یثربی بن یحزن بن یلحن بن ارعوے بن عَیضی بن دیشان
بن عَیصر بن اقناد بن ایہام بن مُقصر بن ناحث بن زارح بن سُمَیّ بن مزّی بن عَوض بن عرام
بن قیدار بن اسماعیل (علیہ السلام) بن ابراہیم (علیہ السلام)

بن آذر بن ناحور بن سروج بن رعو بن فالخ بن عابر بن ارفلشاد بن سام بن نوح (علیہ السلام)
بن لامک بن متوشالخ بن ادریس (علیہ السلام) بن یارد بن مہلہل ایل بن قینان بن آنوش
بن شیث (علیہ السلام) بن آدم (علیہ السلام)۔

میرے نبی ﷺ کی تخلیق

کائنات میں سب سے پہلے نُورِ محمدیؐ یعنی رُوحِ محمدیؐ کو پیدا کیا گیا
نُور سے مراد رُوح ہے کیونکہ رُوح نورانی چیز ہے اِس لیئے اُسے نُور سے تعبیر کیا گیا ہے
جیسا کہ ایک روایت میں ہے اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ
اور دوسری روایت میں ہے اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ رُوْحِیْ

پھر سب سے پہلی تخلیق کے بارے میں مختلف روایات ہیں تطبیق اور ترتیب اس طرح ہے۔ سب سے پہلے نُورِ محمدیؐ ، پھر پانی، پھر عرش، پھر قلم، پھر دوات، پھر باقی کائنات کو پیدا کیا گیا۔

میرے نبی ﷺ کی ولادت

پیغمبر کی پیدائش میں یہ اتفاق ہے کہ سن عام الفیل تھا۔ جس سال اصحاب الفیل ہلاک ہوئے۔ اس واقعہ کے پچاس یا پچپن دن بعد آپ کی پیدائش ہے اور آپ کی ولادت کے مہینہ میں اتفاق ہے کہ ربیع الاول ہے۔ اور اس میں بھی اتفاق ہے کہ ولادت کا دن پیر کا تھا۔ البتہ تاریخ میں اختلاف ہے۔ بعض نے ۲ ربیع الاول ذکر کی ہے۔ بعض نے ۸۔ بعض نے ۹ اور بعض نے ۱۲ ربیع الاول ذکر کی ہے۔ زیادہ مشہور یہی قول ہے۔ پیدائش کا وقت بعض نے شب کو، بعض نے دن کو کہا ہے۔
مشہور قول طلوع صبح صادق کا وقت ہے۔

میرے نبی ﷺ کے نام

بخاری شریف میں حضرت جبیرؓ بن مطعم سے روایت ہے، فرماتے ہیں میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اِنَّ لِیْ اَسْمَاءً میرے بہت سے نام ہیں أَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ! میرا نام محمد بھی ہے اور میرا نام احمد بھی ہے وَاَنَا الْمَاحِیْ اَلَّذِیْ یَمْحُو اللّٰہُ بِیَ الْکُفْرَ اور میرا نام ماحی ہے کیونکہ اللہ میری وجہ سے کفر کو مٹا دے گا وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمَیَّ اور میرا نام حاشر ہے کیونکہ لوگ قیامت کے دن میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے

وَاَنَا الْعَاقِبُ وَ الْعَاقِبُ اَلَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ اورمیرانام عاقب ہےاور عاقب وہ ہےجس کے بعدکوئی نبی نہ ہو۔

بخاری شریف میں حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں۔

حضوراکرم ﷺ نے ارشادفرمایااَلَا تَعْجَبُوْنَ کَیْفَ یَصْرِفُ اللّٰہُ عَنِّیْ شَتْمَ قُرَیْشٍ وَلَعْنَهُمْ کیاتم تعجب نہیں کرتے کہ اللہ رب العزت نے قریش کی لعنت وملامت کومجھ سے کیسے دورکردیا ہے یَشْتِمُوْنَ مُذَمَّمًا وَیَلْعَنُوْنَ مُذَمَّمًا وَاَنَا مُحَمَّدٌ وہ مذمم کولعنت وملامت کرتے ہیں جب کہ میں تو محمد ہوں میرے نبی کا نام محمد ﷺ ہے، امت کا لقب حمادون ہے، جھنڈا لواء الحمد ہے، ٹھکانہ مقام محمود ہےاورتمام حمدرب محمد ﷺ کے لئے ہے۔سبحان اللہ!

میرے نبی ﷺ کی اداء

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ دَائِمُ الْبِشْرِ

حضورؐ ہمیشہ خوش رہنے والے تھے صحابہؓ فرماتے ہیں کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ مُتَبَسِّماً حضور ہمیشہ مُسکرانے والے تھے۔

میرے نبی ﷺ کا چہرہ

ترمذی شریف میں حضرت عبداللہؓ بن سلام سے روایت ہے کہا

لَمَّا قَدِمَ النَّبِیُّ ﷺ الْمَدِیْنَةَ جب حضوراکرمؐ مدینہ تشریف لائے تو جِئْتُ میں حضورؐ کی ملاقات وزیارت کیلئے حاضرہوا فَلَمَّا تَبَیَّنْتُ وَجْهَہٗ عَرَفْتُ اَنَّ وَجْهَہٗ لَیْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ جب میں نے حضورؐ کا چہرہ دیکھا تو میں نے کہا ایسا چہرہ کسی

جھوٹے آدمی کا نہیں ہوسکتا۔

ترمذی شریف میں حضرت ابوہریرۃؓ کی روایت ہے مَارَاَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ میں نے حضورؐ سے بڑھ کرکوئی حسین نہیں دیکھا۔

کَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْهِہٖ یوں لگتا تھا جیسے سورج حضورؐ کے چہرے میں گردش کرر ہاہو۔ترمذی شریف میں حضرت ہندؓ بن ابی ہالۃ کی روایت ہے یَتَلَالَاُ وَجْهُہٗ تَلَالُؤَ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ حضورؐ کا چہرہ مبارک یُوں چمکتا تھا جیسے چودھویں رات کا چاند چمکتا ہے۔

حضرت ابورافعؓ فرماتے ہیں فَلَمَّا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ اُلْقِیَ فِیْ قَلْبِی الْاِسْلَامَ جب میں نے حضورؐ کودیکھا تو اسلام میرے دل میں داخل ہوگیا

ترمذی شریف میں حضرت براءؓ بن عازب کی روایت ہےفرماتے ہیں

مَارَاَیْتُ مِنْ ذِیْ لِمَّةٍ فِیْ حُلَّةٍ حَمْرَآءَ اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ میں نے لمبے بالوں والا سُرخ دھاریوں والی سفید چادر میں ملبوس کوئی آدمی حضورؐ سے بڑھ کر حسین نہیں دیکھا۔

ترمذی شریف میں حضرت جابرؓ بن سمرۃ سے روایت ہےفرماتے ہیں۔

فَهُوَ عِنْدِیْ اَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ حضورؐ میری نگاہوں میں چاند سے بھی زیادہ حسین و جمیل تھے۔

میرے نبی ﷺ کی گفتار

ترمذی شریف حضرت عبداللہؓ بن عباس سے روایت ہے فرماتے ہیں

اِذَاتکلّم رُایَ کَا لنُّوْرِ یَخْرُجُ مِنْ بَیْنِ ثَنَایَاہُ

حضورؐ جب گفتگو فرماتے تو آپ کے دانتوں کے درمیان سے نور کی کرنیں نکلتی ہوئی محسوس ہوتیں

میرے نبی ﷺ کی رفتار

ابوداؤد شریف میں حضرۃ لقیطؓ بن صبرۃ سے روایت ہے۔حضوراکرم ﷺ کی چال اور رفتار کے بارے میں فرماتے ہیں۔

یَتَقَلَّعُ یَتَکَفَّاءُ

حضور ﷺ کی چال تیز رفتار اور باوقار تھی۔

میرے نبی ﷺ کی حیا

ترمذی شریف میں حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں

کَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَشَدُّ حَیَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِیْ خِدْرِھَا ۔حضوراکرمؐ عرب کی کنواری پردہ نشین عورت سے زیادہ شرم وحیا والے تھے۔

میرے نبی ﷺ کی انگوٹھی

ترمذی شریف میں حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے فرماتے ہیں

کَانَ خَاتَمُ النَّبِیِّ ﷺ مِنْ وَّرَقٍ حضوراکرمؐ کی انگوٹھی چاندی کی تھی جس میں تین سطروں میں محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔یہ انگوٹھی حضرت ابوبکرؓ کے پاس رہی پھر

حضرت عمرؓ کے پاس رہی پھر حضرت عثمان کے پاس چھ سال تک رہی پھر حضرت عثمانؓ سے بِیْرِ اَرِیْس میں گرگئی بہت ڈھونڈا نہ ملی۔اس انگوٹھی کی برکت تھی کہ جب تک اُمت کے پاس رہی تو خیر وبرکت اور اتفاق واتحاد رہا۔اور جب اُمت سے غائب ہوئی تو اختلاف وانتشار اور شرور وفتن کا دور شروع ہوگیا۔

میرے نبی ﷺ پر پہلی وحی

حضوراکرمؐ پر غارِ حراء میں جبریل امین سب سے پہلی جو وحی لے کر آئے۔
وہ سورۃ العَلَق کی ابتدائی پانچ آیات تھیں۔

اِقْرَاْo بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ oخَلَقَ الْاِ نْسانَ مِنْ عَلَقٍ oاِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ oعَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ o

پڑھیئے اپنے پروردگار کے نام کے ساتھ جس نے مخلوق کو پیدا کیا۔جس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا پڑھیے اور آپ کا پروردگار بڑا کریم ہے۔
جس نے قلم کے ساتھ سکھایا۔سکھایا انسان کو جو وہ جانتا نہیں تھا

میرے نبی ﷺ پر آمدِ وحی کی کیفیت

چار کیفیات

(۱) مِثْلَ صَلْصَلَۃِ الْجَرْسِ

جیسے گھنٹی کی آواز

(۲) کَسِلْسِلَۃٍ عَلٰی صَفْوَانٍ

جیسے پتھر پر زنجیر کی آواز

(۳) کَدَوِیِّ النَّحل ۔ جیسے شہد کی مکھی کی آواز

(۴) مَلَکٌ فِیْ صُورَۃِ الرَّجُلِ ۔ فرشتہ انسانی شکل میں پیغام پہنچائے

میرے نبی ﷺ کا پہلا خطاب

جب سورۃ الشعرآ کی یہ آیت نازل ہوئی ۔ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ آپ اپنے نزدیک ترین رشتہ داروں کو (عذاب الٰہی) سے ڈرایئے تو آپ نے کُوہِ صَفَا پر قریش کے قبائل کو جمع کیا اور انہیں اللہ کی توحید، اپنی رسالت، اور یوم آخرت، پر ایمان لانے کی دعوت دی۔

میرے نبی ﷺ کے اوصاف

حضرت خدیجہؓ کی زبانی

اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ	آپ صلہ رحمی کرنیوالے ہیں۔
وَتَحمِلُ الْکَلَّ	کمزوروں کا بوجھ اٹھانے والے ہیں۔
وَ تَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ	ناداروں کیلئے کمانے والے ہیں۔
وَتَقْرِیُ الضَّیْفَ	مہمانوں کی خدمت کرنے والے ہیں۔
وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ	راہِ حق میں مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کرنیوالے ہیں

میرے نبی ﷺ کی مُہرِ نبّوت

حضرت علیؓ نے فرمایا بَیْنَ کَتِفَیْہِ خَاتَمُ النُّبُوَّۃِ وَھُوَ خَاتَمُ النَّبِیّیْنَ ۔

آپ کے دوشانوں وکندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔

اور حضور ﷺ تمام انبیاء سے آخر میں آنے والے نبی تھے۔

شمائل ترمذی میں روایت ہے حضرت سائبؓ بن یزید فرماتے ہیں کہ مجھے میری خالہ حضورؐ کی خدمت میں لے گئی اور کہا کہ یہ میرا بھانجا بیمار ہے اس کے لیے دعا کریں توفَمَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ رَاْسِیْ وَدَعَا لِیْ بِالْبَرْکَۃِ

حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سر پر رکھا اور برکت کی دعا کی۔ پھر آپ نے وضو کیا اور میں نے آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی پیا۔ پھر میں آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ فَنَظَرْتُ اِلَی الْخَاتَمِ بَیْنَ کَتِفَیْہِ فَاِذَا ھُوَ مِثْلُ زِرِّ الْحَجَلَۃِ

تو میں نے آپ کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت کو دیکھا جو کبوتر کے انڈے کی طرح تھی اور بعض نے زِرُّ الْحَجَلَۃِ کا ترجمہ مسہری کی گھنڈی جیسی تھی کیا ہے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔ غُدَّۃٌ حَمْرَآءُ مِثْلُ بَیْضَۃِ الْحَمَامَۃِ سُرخ رسولی جیسی تھی جیسے کبوتر کا انڈا ہوتا ہے۔

حضرت علباء بن احمرؓ کہتے ہیں کہ مجھے عمروؓ بن اخطب انصاری صحابی نے کہا کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے مجھے کہا کہ میری کمر کو مل دو تو میں نے کمر ملنی شروع کی تو اتفاقاً میری انگلی آپ کی مہر نبوت پر جا لگی تو علباء کہتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کی مہر نبوت کیسی تھی تو انہوں نے کہا شَعْرَاتٌ مُجْتَمِعَاتٌ ۔ چند بالوں کا مجموعہ تھا۔ اصل میں حضور ﷺ کی مہر نبوت کبوتر کے انڈے کی طرح ابھری ہوئی تھی اور اس کے اردگرد بال بھی تھے۔ لہذا تمام روایات ٹھیک ہیں۔

میرے نبی ﷺ کی ختم نبوت

حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ اِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِنُسْخَةٍ مِنَ التَّوْرَاةِ. حضرت عمرؓ حضور ﷺ کے سامنے تورات کا نسخہ لائے اور اس کو پڑھنے لگے۔ وَوَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ یَتَغَیَّرُ۔ اور حضور ﷺ کے چہرہ پر ناراضگی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ حضرت ابوبکرؓ نے یہ کیفیت دیکھی تو کہنے لگے۔ مَا تَرٰی مَا بِوَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ. اے عمرؓ تم دیکھتے نہیں کہ حضور ﷺ تو ناراض ہو رہے ہیں تو حضرت عمرؓ نے جب حضور ﷺ کے چہرہ کو دیکھا تو فوراً کہنے لگے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَغَضَبِ رَسُوْلِهٖ رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا اللہ اور اس کے رسول کے غصہ و ناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں۔ اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی و رسول ہونے پر راضی ہوں تو حضور ﷺ نے فرمایا اے عمر! وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَوْبَدَا لَکُمْ مُوْسٰی فَاتَّبَعْتُمُوْهُ وَتَرَکْتُمُوْنِیْ لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَاءِ السَّبِیْلِ. یعنی اللہ کی قسم جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے۔ اگر آج حضرت موسیٰ آ جائیں اور تم ان کی اتباع کرو اور مجھے چھوڑ دو تو سیدھی راہ سے گمراہ ہو جاؤ گے۔

وَلَوْ کَانَ مُوْسٰی حَیًّا وَّاَدْرَکَ نُبُوَّتِیْ لَا تَّبَعَنِیْ. اگر موسیٰ آج زندہ ہوتے تو میری اتباع کے بغیر ان کے لئے کوئی چارہ کار نہ ہوتا۔

دوسری روایت حضرت جابرؓ سے ہے کہ حضرت عمرؓ حضور ﷺ کی خدمت میں

آئے اور کہنے لگے کہ ہم یہود سے بعض باتیں سنتے ہیں جو ہمیں اچھی لگتی ہیں۔ اَفَتَرٰی اَنْ نَکْتُبَ بَعْضَهَا. کیا آپ ہمیں اجازت دیتے ہیں کہ ہم ان کو لکھ لیا کریں تو حضور ﷺ نے فرمایا اَمُتَهَوِّکُوْنَ اَنْتُمْ کَمَا تَهَوَّکَتِ الْیَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی. جس طرح یہود و نصاریٰ کو اپنے دین میں تردد تھا کیا تمہیں ان کی طرح اپنے دین میں تردد و شک ہے کہ تم دوسروں سے دین کو حاصل کرو۔ بلکہ لَقَدْ جِئْتُکُمْ بِهَا بَیْضَآءَ نَقِیَّةً میں تمہارے پاس ایسی شریعت لایا ہوں جو روشن، صاف ہے اور واضح ہے لَوْ کَانَ مُوْسٰی حَیًّا مَا وَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِیْ. اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو وہ بھی میری اطاعت کرتے۔ یہ دین جامع ہے اس کے بعد نئے دین کی ضرورت نہیں۔ یہ نبی جامع ہے اس کے بعد نئے نبی کی ضرورت نہیں۔ یہ کتاب قرآن جامع ہے اس کے بعد نئی کتاب کی ضرورت نہیں۔ اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ کِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّتِیْ. تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ایک کتاب اللہ دوسری حدیث رسول اللہ۔ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ مَاتَمَسَّکْتُمْ بِهِمَا. جب تک ان کو اپناؤ گے ان کی پیروی کرو گے لوگوں کو ان کی طرف دعوت دیتے رہو گے۔ گمراہی سے بچ جاؤ گے۔ تمام کی ہدایت کا سرچشمہ قرآن و حدیث ہے۔ جب نبوت حضور ﷺ پر ختم ہے اب نیا پروگرام کوئی نہیں لا سکتا۔ قیامت تک یہی پروگرام رہے گا۔

میرے نبی ﷺ کی عظمت

شمائل ترمذی میں حضرت علیؓ خلاصہ بیان فرماتے ہیں۔ اَجْوَدُ النَّاسِ صَدْرًا۔ آپ کا سینہ مبارک سب سے زیادہ سخی تھا۔ وَاَصْدَقُ النَّاسِ لَهْجَةً۔ آپ

سب سے زیادہ سچے تھے۔ وَاَلْيَنُهُمْ عَرِيْكَةً اور آپ کی طبیعت سب سے زیادہ نرم تھی۔ وَاَكْرَمُهُمْ عِشِيْرَةً اور آپ کا گھرانہ سب سے زیادہ عزت وشرافت والا تھا۔ مَنْ رَاٰهُ بِدِيْهَةً هَابَهٗ جو آپ کو اچانک دیکھتا تو وہ پہلی دفعہ میں آپ کے رعب و وقار کی وجہ سے ہیبت میں آجاتا تھا۔ کیونکہ خوبصورتی میں بھی رعب ہوتا ہے۔ وَمَنْ خَالَطَهٗ مَعْرِفَةً اَحَبَّهٗ. اور جو آپ سے میل جول کر لیتا اور آپ کے اوصاف حمیدہ و اخلاق کریمہ کو دیکھ لیتا تو وہ آپ کو محبوب بنالیتا تھا۔ يَقُوْلُ نَاعِتُهٗ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا حلیہ بیان کرنے والا کہتا ہے کہ میں نے حضور جیسا جمال وکمال والا نہ پہلے دیکھا ہے اور نہ بعد میں دیکھا ہے۔

شمائل ترمذی میں ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَعُوْدُ الْمَرِيْضَ کہ جب کوئی بیمار ہوتا تو آپؐ اس کی طبع پرسی کے لئے تشریف لے جاتے۔ وَيَشْهَدُ الْجَنَازَةَ. آپؐ جنازہ میں حاضر ہوتے۔ وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ اور گدھے پر بھی سواری کرتے۔ وَيُجِيْبُ الْعَبْدَ. اور غلاموں کی دعوت قبول کرتے۔

میرا نبی ﷺ ایک بشر

شمائل ترمذی میں ہے حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ مَاذَا كَانَ يَعْمَلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْ بَيْتِهٖ. حضور گھر میں کیا کرتے تھے۔ کہنے لگی۔ كَانَ بَشَرًا مِنَ الْبَشَرِ. حضور ﷺ انسان تھے اب حضور کی بشریت کا عقیدہ بھی پیغمبر کی سیرت ہے۔ يَفْلِيْ ثَوْبَهٗ اپنے کپڑے سے جوں کو خود تلاش کر لیتے جوں پسینہ کی بو اور بدن کی میل

7

سے پیدا ہوتی ہے۔ حضور ﷺ کا بدن میل کچیل سے پاک آپ کا پسینہ بھی خوشبو والا اس لئے بعض علماء نے کہا کہ ممکن ہے کسی دوسرے کی جوں آگئی ہو اور اس کو تلاش کیا ہو لیکن راجح بات یہ ہے کہ آپ نے یہ تعلیم امت کے لئے کیا تھا۔ کہ ہر شخص خود اس کا اہتمام کرے۔ وَيَحْلِبُ شَاتَهٗ. آپ بکری کا دودھ خود نکال لیتے تھے۔ وَيَخْدِمُ نَفْسَهٗ. اپنا کام خود ہی کر لیتے تھے۔ دوسری روایت میں ہے۔ وَيَخِيْطُ ثَوْبَهٗ. اپنا کپڑا خود سی لیا کرتے۔ وَيَخْصِفُ نَعْلَهٗ اور اپنے جوتے کو خود پیوند لگا لیتے تھے۔ وَيَكْنِسُ بَيْتَهٗ. کبھی گھر میں صفائی کے لئے خود جھاڑو دے دیتے تھے۔ آیئے پیغمبر کی عادات اپنائیں اور ہر ہر ادا میں غلامی کریں۔

میرا نبی ﷺ اولادِ آدم کا سردار

ترمذی شریف میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے

اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا فَخْرَ میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہوں گا اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔ وَبِيَدِيْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ آدَمُ فَمَنْ سِوَاهُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِيْ قیامت کے دن آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ تک تمام انبیاء میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ وَلَا فَخْرَ اور قیامت کے دن سب سے پہلے میں اپنے روضہ سے باہر آؤں گا اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔

دارمی میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں، حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِیْنَ وَلَا فَخْرَ میں قیامت کے دن تمام رسولوں کا قائد ہوں گا اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَلَا فَخْرَ اور نبوت مجھ پر ختم ہے اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَ مُشَفَّعٍ وَلَا فَخْرَ اور قیامت کے دن میں اول ہوں گا جو سفارش کرے گا اور جس کی سفارش قبول کی جائے گی اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔

ترمذی شریف میں حضرت انسؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجًا اِذَا بُعِثُوا

جب قیامت کے دن لوگوں کو دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا تو سب سے پہلے میں اپنی قبر سے نکلوں گا۔

وَاَنَا قَائِدُهُمْ اِذَا وَفَدُوْا

اور جب لوگ اللہ کے دربار میں پیش ہوں گے تو میں ان کی قیادت کروں گا۔

وَاَنَا خَطِیْبُهُمْ اِذَا اُنْصِتُوْا

اور جب لوگ خاموش ہوں گے میں ان کی ترجمانی کروں گا۔

وَاَنَا مُسْتَشْفِعُهُمْ اِذَاُ حُبِسُوْا

اور جب لوگ روک دیئے جائیں گے میں ان کی سفارش کروں گا۔

وَاَنَا مُبَشِّرُ هُمْ اِذَا اَیِسُوْا

اور جب لوگ مایوس ہونگے میں انہیں رحمت کی خوشخبری سناؤں گا۔

میرے نبی ﷺ کی جماعت

حضور اکرم ﷺ پر مجموعی طور پر سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ ایمان لائے تھے اور مختلف طبقات کے اعتبار سے یوں بھی کہا جاتا ہے کہ آزاد مردوں میں حضرت ابوبکر صدیقؓ بچوں میں سے حضرت علیؓ عورتوں میں سے حضرت خدیجہؓ اور آزاد شدہ غلاموں میں سے حضرت زیدؓ بن حارثہ اور غلاموں میں سے حضرت بلالؓ سب سے پہلے آپ پر ایمان لائے تھے۔ جماعت صحابہؓ کی تعداد غزوہ بدر میں تین سو تیرہ (۳۱۳)، غزوہ اُحد میں ایک ہزار (۱۰۰۰)، غزوہ حدیبیہ میں چودہ سو (۱۴۰۰)، فتح مکہ میں دس ہزار (۱۰۰۰۰)، غزوہ حنین میں بارہ ہزار (۱۲۰۰۰)، حجۃ الوداع میں چالیس ہزار (۴۰۰۰۰)، غزوہ تبوک میں ستر ہزار (۷۰۰۰۰) اور حضور اکرم ﷺ کی وفات کے وقت صحابہ کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار (۱۲۴۰۰۰) تھی۔

میرے نبی ﷺ کا اخلاق

اللہ رب العزت کا فرمان ہے اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ محبوب آپ کے اخلاق بلند ہیں
مسلم شریف میں حضرت براءؓ بن عازب سے روایت ہے فرماتے ہیں۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحْسَنُ النَّاسِ وَجْهاً وَاَحْسَنُهُمْ خُلُقاً

حضور اکرمؐ تمام لوگوں سے زیادہ حسین چہرے والے اور حسین اخلاق والے تھے۔
ابوداؤد شریف میں حضرت عائشہؓ صدیقہ سے روایت ہے فرماتی ہیں

کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ اَلْحمد سے لیکر **والناس** تک پُورا قرآن حضورؐ کی سیرت ہے

اس لئے میں کہتا ہوں

قرآن علم ہے میرا نبیؐ عمل ہے

قرآن متن ہے میرا نبیؐ تشریح ہے

قرآن اجمال ہے میرا نبیؐ تفصیل ہے

قرآن نصیحت ہے میرا نبیؐ ناصح ہے

قرآن وعظ ہے میرا نبیؐ واعظ ہے

قرآن ذکر ہے میرا نبیؐ مُذکر ہے

قرآن حکمت ہے میرا نبی حکیم ہے

قرآن ہدایت ہے میرا نبی ھادی ہے

قرآن رحمت ہے میرا نبیؐ رحمۃ للعلمین ہے

قرآن نور ہے میرا نبی سراج منیر ہے

قرآن نور ہے میرا نبی نورعلیٰ نور ہے

قرآن شریف ہے میرا نبیؐ اشرف ہے

قرآن حسین ہے میرا نبیؐ احسن ہے

قرآن جمیل ہے میرا نبیؐ اجمل ہے

قرآن کریم میں ہے میرا نبیؐ اکرم ہے۔

قرآن فصیح ہے میرا نبیؐ افصح ہے۔

قرآن کامل ہے میرا نبیؐ اکمل ہے۔

قرآن خاموش قرآن ہے میرا نبیؐ بولتا قرآن ہے۔

قرآن ہُدی للناس ہے میرا نبیؐ کافۃ للناس ہے

قرآن ہُدی للمتقین ہے میرا نبیؐ امام المتقین ہے

قرآن ذکر للعالمین ہے میرا نبیؐ رحمۃؐ للعالمین ہے

الحمد سے لیکر **والناس** تک پُورا قرآن سیرت مصطفیٰؐ

اور سر سے لے کر پاؤں تک وجودِ محمدؐ صورت مصطفیٰ ﷺ

میرے نبی ﷺ کا انقلاب

پیارے نبیؐ کی تعلیمات واخلاق کے ذریعے عرب کی سرزمین جو جہالت و بداخلاقی کا مرکز بن چکی تھی علم وحکمت کی آماجگاہ بن جاتی ہے اور سرزمین عرب پر انقلاب آتا ہے۔تو منظر یوں بدلتا ہے

نجد کے وحشی، تہامہ کے بدّو، اوریمن کے مسکین، دوش بدوش کھڑے ہونے پر نازاں ہیں۔ یہودیوں کا زرخرید غلام سلمان فارسیؓ، **منا اهل البيت** کے منصب پر فائز نظر آتا ہے، فاروق اعظمؓ جسکی سطوت وہیبت سے قیصروکسرٰی پرلرزہ طاری ہے بت پرستوں کے زرخرید غلام بلال حبشیؓ کو آقا آقا پُکار رہا ہے۔وُہی عمرو بنؓ عاص جونجاشی کے دربار میں مسلمانوں پر فردِ جُرم عائد کرنے گیا تھا۔عُمان کے بادشاہ کے پاس اسلام کا داعی بن کر جاتا ہے وہی خالد بن ولیدؓ جو اُحد کے میدان میں کافروں کے رسالے کی کمان کررہا تھا کچھ عرصہ بعد حاضر ہوتا ہے لاَت وعُزی کے بتوں کو اپنے

ہاتھوں سے گراتا ہے اور اسلامی فتوحات میں گرم جوش جنرل اور سیف اللہ کا خطاب پاتا ہے ۔ وہی عروہؓ بن مسعود جو حدیبیہ میں کفار کا سفیر بن کر آیا تھا اپنی قوم میں اشاعتِ اسلام کی اجازت چاہتا ہے اور اِسی خدمت میں اپنی جان قُربان کر دیتا ہے وُہی ابوسفیانؓ بن حارث جو حقیقی چچا کا بیٹا ہو کر بھی حضور اکرمؐ کی شان میں گستاخیاں کیا کرتا تھا حُنین کے میدان میں اکیلا رکاب نبویؐ تھامے ہوئے نظر آتا ہے۔

وہی ابوسفیانؓ بن حرب جو سات برس تک مُسلسل ،حضور اکرمؐ اور جماعت صحابہؓ کے مقابلہ میں فوجیں لاتا رہا اور پُورے ملک میں ،آتش فساد بھڑکاتا رہا اسلام لاتا ہے اور نجران کے عیسائی علاقے پر حاکم مقرر کیا جاتا ہے ۔طفیل دَوسی جو کانوں میں روئی ٹھونسے پھرتا کہ مبادا محمدؐ کی آواز میرے کانوں میں پڑ جائے بالآخر اپنے وطن میں گھر گھر جا کر محمدؐ ہی کی آواز پہنچاتا ہے ۔وُہی عبد یا لَیلؓ ثقفی جس نے طائف کے میدان میں بچوں کو اُبھارا اور اُکسایا تھا کسی نے تالیاں بجائیں ،کسی نے پتھر مارے، کسی نے مذاق اُڑایا، کسی نے استہزاء کیا اور طائف کے میدان میں صرف ،جسمِ محمدؐ ہی نہیں ،روحِ محمدؐ بھی زخمی ہوئی تھی مدینہ حاضر ہوتا ہے اور جواہر ایمان سے مالا مال ہو کر اپنے وطن واپس جاتا ہے۔

یہ سب کرشمے اور انقلاب میرے پاک نبیؐ کی پاکیزہ تعلیمات اور پاکیزہ اخلاق کے تھے جو آہستہ آہستہ دِلوں کو فتح کرتے جاتے تھے اکثر انبیاء نے معجزات دکھلائے دیکھنے والوں کو، سانپ، پتھر، لاٹھی، دریا، اور آگ کی قلبِ ماہیّت یا سلبِ خاصیّت کا نظارہ نظر آیا لیکن محمد عربی ﷺ فِدَاہُ اَبِیْ وَاُمِّیْ نے ،دلوں کو بدل دیا اور رُوحوں کو

آلودگیوں سے پاک کر کے رکھ دیا۔

میرے نبی ﷺ کی ہجرت

میرے نبی کو جب ہجرت پر مجبور کیا گیا تو حضورِ اکرمؐ کی آنکھوں میں آنسو تھے آپ بار بار پلٹ کے مکۃ المکرّمۃ اور بیت اللہ کو دیکھ رہے تھے اور فرما رہے تھے ۔مکہ تو میرا مولد ہے ،تو میرا مسکن ہے یہاں میں پیدا ہوا۔ تیری گلیوں میں گھوما ہوں ۔میرے ابا ابراہیم نے یہاں بیت اللہ کی تعمیر کی ۔مکہ تیرے ایک ایک پتھر ایک ایک گلی سے مجھے پیار ہے مکہ تجھے چھوڑ کے جانے کو میرا دل نہیں کرتا لیکن کیا کروں یہ ظالم مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے لیکن مکہ میرا یہ تجھ سے وعدہ ہے جب میرے بس میں ہوگا جب میرے اختیار میں ہوگا میں واپس آؤنگا تیری پیار بھری گلیوں میں تیری پیار بھری آغوش میں ۔میں ایک دن فاتح عالم بن کر پھر سے تیرے پاس آؤنگا۔

میرے نبی ﷺ کی معراج

میرے نبی کو اللہ نے بارہ معراجیں کرائیں

پہلی معراج	پہلا آسمان	حضرت آدمؑ سے ملاقات
دوسری معراج	دوسرا آسمان	حضرت عیسیٰؑ وحضرت یحییٰؑ سے ملاقات
تیسری معراج	تیسرا آسمان	حضرت یوسفؑ سے ملاقات
چوتھی معراج	چوتھا آسمان	حضرت ادریسؑ سے ملاقات
پانچویں معراج	پانچواں آسمان	حضرت ہارونؑ سے ملاقات

چھٹی معراج — چھٹا آسمان — حضرت موسیٰؑ سے ملاقات

ساتویں معراج — ساتواں آسمان — حضرت ابراہیمؑ سے ملاقات

آٹھویں معراج — سدرۃ المنتہیٰ۔چار نہروں کی سیر (۱) پانی کی نہر (۲) دودھ کی نہر (۳) شراب کی نہر (۴) شہد کی نہر، جنت کی سیر، جہنم کے مناظر

نویں معراج — بیت المعمور۔فرشتوں کا قبلہ

دسویں معراج — مقام صریف الاقلام۔لوح محفوظ میں تقدیروں کے لکھے جانے کا مقام

گیارہویں معراج — مقام رفرف۔اللہ سے ملاقات کیلئے سبز جھولے پر سفر

بارہویں معراج — مقامِ دُنو۔مقامِ قُرب مقامِ تدلّٰی، مقامِ قاب قوسین۔

محبّ اور محبوب میں ملاقات۔راز و نیاز اور تحائف ثلاثہ کا تبادلہ

میرے نبی ﷺ کے دوسفر

میرے نبی ﷺ کی زندگی میں دوسفر بڑے عظیم اور حسین تھے۔

ایک معراج کا سفر اور دوسرا ہجرت کا سفر۔

معراج کا سفر بھی رات کو ہوا، ہجرت کا سفر بھی رات کو ہوا۔معراج کا سفر بھی مکۃ المکرّمۃ سے ہجرت کا سفر بھی مکۃ المکرّمۃ سے۔معراج کا بھی ایک ساتھی ہجرت کا بھی ایک ساتھی، جو معراج کا ساتھی نام اس کا جبرائیل امین ہے جو ہجرت کا ساتھی نام اس کا ابوبکر صدیقؓ ہے۔جو معراج کا ساتھی وہ سارے فرشتوں کا سردار، جو ہجرت کا ساتھی وہ سارے صحابہؓ کا سردار، معراج کا ساتھی جبرائیل حضور ﷺ کے دروازے پر ہجرت کا ساتھی صدیق حضور ﷺ اُس کے دروازے پر۔معراج کے ساتھی کا کچھ

خرچ نہ ہوا اور ہجرت کے ساتھی نے سب کچھ لُٹا دیا۔جو معراج کا ساتھی ہے سواری کے لئے براق لے کر آتا ہے جو ہجرت کا ساتھی ہے سواری کے لئے اپنے کندھوں کو پیش کرتا ہے۔جو معراج کا ساتھی ہے وہ سدرۃ المنتہیٰ پر رک جاتا ہے جو ہجرت کا ساتھی ہے وہ عمر بھر کا ساتھ نبھاتا ہے۔وہ بچپن کا ساتھی، وہ جوانی کا ساتھی، وہ بڑھاپے کا ساتھی، وہ خوشی اور غم کا ساتھی، وہ مکہ اور مدینہ کا ساتھی، وہ غار اور مزار کا ساتھی، وہ کل قیامت کے دن جنت کا بھی ساتھی۔

میرے نبی ﷺ کا انداز تعلیم و تربیت

ابوداؤد شریف میں حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ اُنہیں مشرکین مکہ نے بطور طنز و استہزاء کے کہا **لَقَدْ عَلَّمَكُمْ نَبِيُّكُمْ كُلَّ شَيْءٍ حَتّٰى الْخِرَاءَةَ** تمہیں تمہارا نبی ہر بات سکھلاتا ہے یہاں تک کہ قضاءِ حاجت کا طریقہ بھی سکھلاتا ہے تو حضرت سلمان فارسیؓ نے علیٰ اُسلوب الحکیم، مشرکین کی بات سے مرعوب ہوئے بغیر جواب دیا، اَجَلْ، ہاں حضورؐ ہمیں ہر بات سکھلاتے ہیں چھوٹی چھوٹی باتیں بھی سکھلاتے ہیں۔یہاں تک کہ قضائے حاجت کا طریقہ بھی سکھلاتے ہیں اور ابوداؤد شریف میں ہی حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے حضورؐ فرماتے ہیں **اِنَّمَا اَنَا لَكُمْ بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدِ اُعَلِّمُكُمْ** میں تمہارے لئے بمنزلہ والد کے ہوں تمہیں دین کی چھوٹی بڑی سب باتیں بتلاتا ہوں اور تعلیم و تربیت دیتا ہوں جیسا کہ ماں باپ اپنی اولاد کو چھوٹی چھوٹی باتیں بتلاتے ہیں اور تعلیم و تربیت دیتے ہیں۔

میرے نبی ﷺ کا وعظ

ابوداؤد شریف میں حضرت عرباضؓ بن ساریہؓ سے روایت ہے

صَلَّى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ کہ حضورا کرمؐ نے ہمیں ایک دن نماز پڑھائی ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ پھر حضور ہماری طرف متوجہ ہو کر بیٹھ گئے۔ فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً اور ہمیں بہترین وعظ ارشاد فرمایا ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ ہماری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور ہمارے دل اللہ کے خوف سے ڈر گئے۔ اور وعظ اِسی کو کہتے ہیں کہ جب آدمی سُنے تو آنکھوں سے آنسو بہنے لگیں، دل اللہ کے خوف سے ڈر جائے اور بندے کا تعلق خود رب رحمٰن سے جُڑ جائے

میرے نبی ﷺ کی نگرانی

ابوداؤد شریف میں حضرت قتادہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں حضورا کرم ﷺ ایک رات صحابہؓ کی نگرانی کے لئے باہر نکلے تو آپ نے سنا حضرت ابوبکر تہجد میں آہستہ آواز سے تلاوت فرما رہے تھے اور حضرت عمرؓ نماز تہجد میں بلند آواز سے تلاوت فرما رہے تھے صبح کو حضورا کرم ﷺ نے دونوں حضرات سے ان کے عمل کی وجہ پوچھی تو حضرت ابوبکر نے کہا اَسْمَعْتُ مَنْ نَاجَيْتُ میں تو اپنے رب کو سنا رہا تھا جو آہستہ آواز کو بھی سنتا ہے اور حضرت عمرؓ نے کہا اُوْقِظُ الْوَسْنَانَ وَاَطْرُدُ الشَّيْطَانَ میں بلند آواز سے اس لیے تلاوت کر رہا تھا تا کہ سوئے ہوئے لوگوں کو اُٹھا سکوں اور شیطان کو بھگا سکوں، تو حضورا کرم ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کو

کہا يَا اَبَابَكْر اِرْفَعْ مِنْ صَوْتِكَ شَيْئًا اے ابوبکر اپنی آواز کو ذرا بلند کرو۔ اور حضرت عمرؓ کو کہا اِخْفِضْ مِنْ صَوْتِكَ شَيْئًا اے عمر! اپنی آواز کو ذرا پست کرو۔ میرے حضورا کرم ﷺ نے ہر معاملے میں اعتدال اور میانہ روی کا سبق دیا ہے۔

میرے نبی ﷺ کی خوشی

بخاری شریف میں حضرت کعبؓ بن مالک سے روایت ہے فرماتے ہیں

اِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهٗ حَتّٰى كَاَنَّهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ حضورؐ جب خوش ہوتے آپ کا چہرہ یوں چمکنے لگتا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو۔

مسلم شریف میں حضرت جریرؓ بن عبداللہ سے ایک طویل روایت ہے جس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں حَتّٰى رَاَيْتُ وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَتَهَلَّلُ كَاَنَّهٗ مُذْهَبَةٌ میں نے حضورؐ کے چہرہ کو دیکھا یوں چمک رہا تھا جیسے اُس میں سُونے کا پانی چھڑک دیا گیا ہو۔

میرے نبی ﷺ کا غم

بخاری اور مسلم میں حضرت انسؓ سے روایت ہے جب حضورؐ کے بیٹے حضرت ابراہیم کی وفات ہوئی تو فَجَعَلَتْ عَيْنَا رسول اللہ ﷺ تَذْرِفَانِ حضورؐ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تو حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے کہا وَاَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ محبوب آپ بھی رُو رہے ہیں۔

تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا اِنَّهَا رَحْمَةٌ یہ تو رحمت ہے پھر حضور نے کہا۔

اِنَّ الْعَیْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ یَحزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا یَرْضیٰ رَبُّنَا آنکھ سے آنسو بہہ رہے ہیں دل مغموم ہے لیکن زبان سے وہی الفاظ نکلیں گے۔جس سے ہمارا رب رحمٰن راضی ہوگا اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰی وَکُلٌّ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی

عطاء بھی اللہ کی ،قضاء بھی اللہ کی اور اللہ کے ہاں ہر ایک کا وقت مقرر ہے۔

اور ہم اللہ کی عطاوقضا دونوں پر راضی ہیں۔

اور حضورؐ نے فرمایا وَاِنَّا بِفِرَاقِکَ یَا اِبْرَھِیْمَ لَمَحْزُوْنُوْنَ اے ابراہیم ہم آپ کی جُدائی پر مغموم ہیں دل میں غم کا نہ ہونا دل کی سختی پر دلالت کرتا ہے۔اور آنکھ میں آنسو کا نہ آنا رحمت کی کمی پر دلالت کرتا ہے۔میرے نبیؐ میں دل کی نرمی اور رحمت دنوں چیزیں موجود تھیں۔

بخاری اور مسلم میں حضرت اسامہؓ بن زید سے روایت ہے جب حضورؐ کی بیٹی حضرت زینبؓ کے فرزند کی موت کا وقت قریب آیا اور سانس اُکھڑنے لگی تو حضورؐ نے اُسے اپنی گود میں لے لیا فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ حضورؐ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تو حضرت سعدؓ نے کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَاھٰذَا اے اللہ کے رسول کیا آپ رُو رہے ہیں تو آپ نے کہا ھٰذِہٖ رَحْمَۃٌ یہ رحمت ہے۔

جَعَلَہ اللّٰہُ فِیْ قُلُوْبِ عِبَادِہٖ جسے اللہ نے اپنے پیارے بندوں کے دلوں میں رکھا ہے فَاِنَّمَا یَرْحَمُ اللّٰہُ مِنْ عِبَادِہِ الرُّحَمَاءُ اللہ بھی اُن بندوں پر رحم فرماتے ہیں جو اللہ کے بندوں پر رحم کرتے ہیں۔

مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے فرمایا

زَارَ النَّبِیُّ ﷺ قَبْرَ اُمِّہٖ فَبَکٰی وَاَبْکٰی مَنْ حَوْلَہٗ

حضور اکرم ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت فرمائی حضورؐ خود بھی رُوئے اور صحابہؓ کو بھی رُلا دیا۔

حضورؐ کے والد حضرت عبداللہ تجارت کیلئے ملکِ شام گئے واپسی پر مدینہ منورہ میں بیمار ہوئے ،وُہیں وفات پائی اور مدفون ہوئے ابھی حضور کی پیدائش نہ ہوئی تھی اور جب آپؐ کی عمر چھ سال ہوئی تو آپ کی والدہ حضرت آمنہ آپؐ کو اور اپنی خادمہ اُمِ اَیْمن کو ساتھ لے کر اپنے شوہر کی یاد میں اُن کی قبر کی زیارت کیلئے مدینہ منورہ تشریف لے گئیں اور ایک ماہ وہیں قیام کیا اور واپسی کے سفر میں بیمار ہوئیں اور مکہ و مدینہ کے درمیان مقامِ اَبْوَا میں انتقال فرمایا۔

شاید کہ پیارے شوہر کی جدائی کا غم قبر کی زیارت سے مزید بڑھ گیا اور اپنا کام کر گیا اور میرا نبی چھ سال کی عُمر میں حالتِ سفر میں اپنی والدہ سے بھی جُدا ہو گیا۔

میرا نبی ﷺ اور غم کا سال

نبوت کے دسویں سال اولاً آپ کے ہمدرد وغمخوار چچا ابو طالب کی وفات ہوئی اور بعد میں آپ کی ہمدرد وغمخوار دکھ اور سکھ خوشی اور غم میں ساتھ دینے والی شریکِ سفر شریکِ زندگی پیاری اور پہلی بیوی حضرت خدیجہ کی وفات ہوئی تو حضورؐ نے اس سال کو عام الحزن غم کا سال قرار دیا۔

میرے نبی ﷺ کا رونا

مشکوٰۃ شریف میں حضرت عبداللہؓ بن شخّیر سے روایت ہے فرماتے ہیں۔

اَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ وَھُوَ یُصَلِّیْ

میں حضورؐ کے پاس حاضر ہوا آپ نماز پڑھ رہے تھے وَ لِجَوْفِہٖ اَزِیْزٌ کَاَ زِیْزِ الْمِرْ جَلِ یعنی یَبْکِیْ اور رُونے کی وجہ سے آپ کے پیٹ سے ایسی آواز آرہی تھی جیسے ہانڈی سے جوش کے وقت آواز آتی ہے اور دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ یُصَلِّیْ میں نے حضورؐ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا

وَفِیْ صَدْرِہٖ اَزِیْزٌ کَاَ زِیْزِ الرَّحٰی مِنَ الْبُکَاءِ

اور رُونے کی وجہ سے آپ کے سینہ مبارک سے ایسی آواز آرہی تھی جیسے چکی کے چلنے کی آواز آتی ہے۔

میرے نبی ﷺ کا ڈرانا

بخاری شریف میں حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے حضور اکرمؐ نے فرمایا اِنِّیْ اَنَا النَّذِ یْرُ الْعُرْیَانِ میں کھلم کھلا واضح اور ظاہر ظہور اپنی اُمت کو جہنم سے ڈرانے والا ہُوں۔

اور بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرۃؓ کی روایت ہے حضور اکرم فرماتے ہیں

اَنَا آخُذُ بِحُجَزِ کُمْ عَنِ النَّارِ وَاَنْتُمْ تَقَحَّمُوْنَ فِیْھَا کہ میں تمہاری کمروں سے تمہیں پکڑ رہا ہوں کہ تم آگ میں گرنے سے بچ جاؤ اور تم ہو کہ آگ میں گرتے ہی چلے جا رہے ہو۔

میرے نبی ﷺ کا غصہ

ترمذی شریف میں حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَنَحْنُ نَتَنَا زَعُ فِی الْقَدْرِ کہ ہم تقدیر کے بارے میں بحث کررہے تھے کہ اچانک حضور اکرمؐ تشریف لائے۔

فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ حَتّٰی اِحْمَرَّ وَجْھُہٗ حَتّٰی کَاَنَّمَا فُقِیَٔ وَجْنَتَیْہِ حَبُّ الرُّمَّانِ

تو حضورؐ غصہ ہوئے یہاںتک کہ حضورؐ کا چہرہ مبارک غصہ سے سُرخ ہوگیا اور یُوں لگا جیسے آپکے دونوں رخسار مبارک میں انار کے دانے نچوڑ دیئے گئے ہوں

آپ نے کہاں اَبِھٰذَ اُمِرْتُمْ اَمْ بِھٰذَا اُرْسِلْتُ اِلَیْکُمْ کیا تم کو اِسی بات کا حکم کیا گیا ہے یا میں یہی بات دے کر تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں اِنَّمَا ھَلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ حِیْنَ تَنَا زَعُوْ افِیْ ھٰذا الْاَمْرِ پہلی امتیں بھی تقدیر کے مسئلہ میں اختلاف اور جھگڑے کی وجہ سے ہلاک ہوئیں۔عَزَمْتُ عَلَیْکُمْ عَزَمْتُ عَلَیْکُمْ اَنْ لَّا تَنَازَ عُوْ ا فِیْ الْقَدْرِ میں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ تقدیر کے معاملہ میں کوئی بحث مباحثہ اختلاف اور جھگڑا نہ کرو ورنہ مشکل میں گرفتار ہو جاؤ گے۔

میرے نبی ﷺ کا حوصلہ

بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں حضور اکرمؐ نے چند سواروں کو نجد کی طرف روانہ کیا انہوں نے بنوحنیفہ کے ایک شخص ثُمَامَۃَ بن اُثَال کو گرفتار کیا اور مسجد نبویؐ کے ستون سے باندھ دیا اور حضورؐ کو خبر دی آپؐ تشریف

لائے اور پُوچھا مَا عِنْدَکَ یَا ثُمَامَۃ ثمامہ تیرا کیا ارادہ ہے اُس نے جواب دیا۔ عِنْدِیْ خَیْرٌ یَا مُحَمَّدٌ اے محمدؐ میرے پاس خیر اور بھلائی ہے اِنْ تَقْتُلْنِیْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ وَاِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰی شَاکِرٍ اگر آپ مجھے قتل کرینگے تو مستحق قتل کو قتل کرینگے اور اگر آپ چھوڑ دیں تو ایک شکر گزار پر انعام و احسان ہوگا۔

حضورؐ نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموشی سے واپس چلے گئے۔

دوسرے اور تیسرے دن بھی یہی سوال و جواب ہوئے پھر حضورؐ نے اعلان کر دیا۔ اَطْلِقُوْ ثُمَامَۃَ ثمامۃ کو آزاد کر دو۔ ثمامۃ کو آزاد کر دیا گیا۔ ثُمامۃ نے مسجد کے قریب کھجور کے درخت کی اوٹ میں غسل کیا۔ واپس آئے مسجد میں داخل ہوئے اور حضورؐ کے سامنے کلمہ پڑھ لیا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ اور کہا اے محمدؐ کل تک روئے زمین پر آپ کے چہرے سے زیادہ کوئی چہرہ مجھے مبغوض نہ تھا اور آج آپ کے چہرے سے زیادہ کوئی چہرہ مجھے محبوب نہیں ہے۔ کل تک رُوئے زمین پر آپ کے دین سے زیادہ کوئی دین مجھے مبغوض نہ تھا اور آج آپ کے دین سے زیادہ کوئی دین مجھے محبوب نہیں ہے کل تک روئے زمین پر آپ کے شہر مدینہ سے زیادہ کوئی شہر مجھے مبغوض نہ تھا اور آج آپ کے شہر مدینہ سے زیادہ کوئی شہر مجھے محبوب نہیں ہے۔

میرے نبی ﷺ کی تنبیہ

بخاری شریف میں حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں حضور اکرمؐ کے پاس آیا وَعَلَیْہِ ثَوْبٌ اَبْیَضٌ وَھُوَ نَائِمٌ آپ سفید چادر اُوڑھے ہوئے آرام

فرما رہے تھے یہ صحابہؓ کی حضور کے ساتھ نہایت محبت تھی کہ صحابہؓ بھی قال کے ساتھ حال بھی بیان فرما دیتے تھے۔ بقول شاعر

وہ کب کے آئے بھی گئے بھی
نظروں میں اب تک سما رہے ہیں
یہ چل رہے ہیں وہ پھر رہے ہیں
یہ آ رہے ہیں وہ جا رہے ہیں

فرماتے ہیں میں واپس پلٹ گیا محبوبؐ کے آرام میں خلل نہ ڈالا ثُمَّ اَتَیْتُہ وَقَدِ اسْتَیْقَظَ پھر میں دوبارہ آیا تو حضورؐ بیدار تھے اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو آدمی اخلاص کیساتھ لاالہ الا اللّٰہ محمد رسول اللہ پڑھے گا وہ مرنے کے بعد جنت میں داخل ہوگا۔ حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں میں نے سوال کیا وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ اگر چہ اُس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد پر ڈاکہ ڈالا ہو کیونکہ زنا کا تعلق حقوق اللہ سے ہے اور چوری کا تعلق حقوق العباد سے ہے حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ اگر چہ اُس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو تب بھی وہ جنت میں جائیگا چاہے اولاً نہ جا سکے گا لیکن سزا بھگت کر جنت میں داخل ہوگا کیونکہ یہ گناہ گار تو ہے لیکن کافر تو نہیں ہے تو حضرت ابوذرؓ کو بڑا تعجب ہوا اور تین مرتبہ یہی سوال و جواب ہوا چوتھی مرتبہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا عَلٰی رَغْمِ اَنْفِ اَبِیْ ذَرٍّ اگر چہ ابی ذر کی ناک خاک آلود ہو یعنی اگر چہ ابوذر کو یہ بات سمجھ نہ آئے یا ابوذر کو یہ بات اچھی نہ لگے یا ابوذر کو یہ بات عجیب لگے تب بھی ہونا ایسے ہی ہے۔

اور حضرت ابوذرؓ جب بھی یہ حدیث بیان فرماتے تو مزے لے لے کر یہ

جملہ بیان فرماتے وَاِنْ رَغِمَ اَنْفُ اَبِی ذر کیونکہ محبوب کی تنبیہ اور ڈانٹ میں بھی ایک لُطف اور مزہ ہوتا ہے اور یہ لطف اور رمزہ صحابہؓ سے بہتر اور کون سمجھ سکتا ہے۔

بقول شاعر

دادد شنامے مرا محبوب جانی یک شبے
عمر بگذشت و ہنوزم لذت آں در دلست

ایک رات محبوب نے مجھے گالی دی۔ عمر گذر گئی لیکن اُس کی لذت آج بھی دل میں ہے۔

میرے نبی ﷺ کی عبادت

ابوداؤد شریف میں حضرت عائشہؓ صدیقہ سے روایت ہے فرماتی ہیں۔

كَانَ رَسُوْلُ ﷺ اذا دَخَلَ العَشْرَاَحَی اللَّيْلَ وَشَدَّ الْمِيْزر وَايْقَظَ اَهْلَهٗ

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں حضور ﷺ کا عمل یہ ہُوتا آپ شب بھر عبادت فرماتے عبادت کیلئے چاق و چوبند اور تیار رہتے اور تنہا عبادت نہ فرماتے بلکہ اپنے پورے گھرانے کو بھی عبادت کیلئے بیدار فرماتے اور عبادت میں شریک فرماتے۔

میرے نبی ﷺ کی گھر میں مسجد

امّاں عائشہؓ صدیقہ فرماتی ہیں حضورؐ کی ایک مسجد گھر میں بھی تھی جس میں حضور اکرمؐ عبادت فرماتے تھے معلوم ہوتا ہے ہر گھر میں مسجد کا ہُونا میرے پیارے نبیؐ کی سنت ہے تاکہ گھر گھر قرآن وحدیث کے مدرسہ کی شکل میں تبدیل ہو جائے، اور گھر گھر میں عبادت ریاضت کا ماحول پیدا ہوئے جائے اور ہر گھر میں دین کا مرکز بن

جائے، اور مرد، عورتیں، بچے، چھوٹے، بڑے، امیر، غریب، ربِ رحمان کی طرف متوجہ ہُو جائیں۔

میرے نبی ﷺ کی جنوں سے ملاقات

حضور اکرمؐ کی جنوں کے وفود سے چھ مرتبہ ملاقات ہوئی تین مرتبہ قبل الهجرت مكة المكرّمة میں اور تین مرتبہ بعد الهجرت مدينة المنورة میں۔

میرا نبی ﷺ اور معلم و مبلغ کا مقام

حضور اکرمؐ نے حضرت معاذ کو یمن کی طرف تعلیم و تبلیغ کیلئے روانہ کیا اور کہا يَا مَعَاذُ اِرْكَبْ عَلَى الْفَرَسِ اے معاذ گھوڑے پر سوار ہو جاؤ میں تمہیں روانہ کرتا ہوں حضرت معاذؓ بھی ادب والے شاگرد تھے کہا

كَيْفَ اَرْكَبُ عَلَى الْفَرَسِ وَاَنْتَ عَلَى الْاَرْضِ حضرت آپ زمین پر کھڑے ہوں اور میں گھوڑے پر سوار ہوں یہ کیسے ممکن ہے حضورؐ نے کہا اے معاذ تم گھوڑے پر سوار ہو جاؤ۔ آج میں دنیا کو معلم اور مبلغ کا مقام بتانا چاہتا ہوں حدیث میں آتا ہے

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ آخِذًا بِرِكَابِهٖ وَآخِذًا بِلِجَامِهٖ رحمت والے نبیؐ نے رحمت والے ہاتھوں سے گھوڑے کی لگام کو پکڑ لیا۔ وہ منظر کیسا ہوگا؟ جب حضورؐ کی نگاہ حضرت معاذؓ کے چہرے پر اور حضرت معاذؓ کی نگاہ حضورؐ کے نورانی چہرے پر ہوگی۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ يَامَعَاذ لَعَلَّكَ لَا تَرَانِيْ بَعْدَعَامِيْ هٰذا وَلَا تَلْقَانِيْ سَتَمُرُّ بِمِنْبَرِيْ هٰذا اے معاذ۔ آج جی بھر کے میرا چہرا دیکھ لے شاید کہ تو واپس آئے تو

تجھے منبر نظر آئے۔لیکن منبر والا محمدؐ نظر نہ آئے۔فَبَکٰی مَعَاذُ جُشَاءً حضرت معاذ رونے لگے حضرت ادھر تعلیم وتبلیغ کیلئے بھیجنے لگے اور اُدھر جدائیگی کا ڈر اوادینے لگے تو حضورؐ نے تسلی دی اور ارشاد فرمایا اے معاذ پریشان نہ ہونا اَلْمُتَّقُوْنَ مَعِیْ مَنْ کَانُوْ وَحَیْثُ کَانُوا متقی لوگ جنت میں میرے ساتھ ہونگے جس خاندان کے ہوں۔

جس حال میں ہوں، مراتب کا فرق ہوگا۔لیکن جنت میں رفاقت ملے گی۔

سب کہہ دو سُبحان اللہ۔

میرے نبی ﷺ کی شفقت

حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں نے دس سال تک حضورؐ کی خدمت کی ہے اِن دس سالوں میں مَاضَرَبَنِیْ وَلَا کَھَرَنِیْ وَلَاشَتَمَنِیْ رَسُوْلُ اللہ ﷺ حضور نے کبھی مجھے مارا نہیں کبھی مجھے ڈانٹا نہیں اور کبھی مجھے گالی نہیں دی۔

میرے نبی ﷺ کی سخاوت

ملک شام میں حاتم طائی کے پوتے کی حضرت حسنؓ سے ملاقات ہوئی اُس نے بطور فخر غرور اور تکبر کے حضرت حسنؓ سے کہا میرے دادا کی سخاوت ضرب المثل تھی میرے دادا کے گھر کے دس دروازے تھے۔

ہر دروازے پر آنیوالے، سائل، بھکاری، اور فقیر کو کچھ نہ کچھ ملا کرتا تھا وہ کسی دروازے سے خالی واپس نہ جاتا تھا اتنے عظیم اور سخی آدمی کا میں پوتا ہوں۔

حضرت حسنؓ مُسکرانے لگے اُس نے کہا حسن مُسکراتے ہو۔دادا اور شاباش نہیں دیتے

تو حضرت حسنؓ نے کہا تمہیں خبر ہے میں کس نانا کا نواسہ ہوں، کس سخی کا نواسہ ہوں۔ میں اُس محمدؐ کا نواسہ ہوں کہ جو ایک مرتبہ میرے نانا محمد رسول اللہؐ کی چوکھٹ، دہلیز، اور دروازے تک پہنچ گیا پھر اُسے کسی دوسرے دروازے پر جانے کی ضرورت نہیں پڑی۔اور واقعی جو ایک مرتبہ میرے نبیؐ کے قدموں تک پہنچ گیا پھر اُسے دنیا اور آخرت کی ہر نعمت میرے نبیؐ کے قدموں میں عطا ہوگئی۔

میرا نبی ﷺ محسن انسانیت

بخاری شریف میں حضرت انسؓ سے روایت ہے حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کل قیامت کے دن جب حساب شروع نہ ہو رہا ہوگا ساری انسانیت پریشان ہوگی تو مومن لوگ پہلے حضرت آدم علیہ السلام پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر حضرت عیسٰی علیہ السلام کی خدمت میں حاضری دیں گے اور درخواست کریں گے کہ اللہ کے حضور سفارش فرمائیں تاکہ حساب شروع ہو لیکن سب انبیاء کرام علیہم السلام انکار فرمائیں گے کوئی بھی اللہ کے جلال کا سامنا کرنے کی ہمت نہ کر سکے گا۔تب ساری انسانیت میرے دروازے پر آئے گی۔اللہ کے حضور میری سفارش کی طلب گار ہوگی۔تب میں اللہ کے عرش کے سائے میں ایک ہفتہ کے برابر سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔

اور اللہ کی وہ حمد وثناء بیان کروں گا جو دنیا میں کسی نے نہ کی ہوگی۔

تب اللہ کا جلال جمال میں بدل جائے گا، اللہ کا قہر مہر میں بدل جائے گا،

اللہ کا غصہ پیار اور محبت میں بدل جائے گا۔ تب اللہ اعلان فرمائیں گے۔

یَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَأْسَكَ قُلْ تُسْمَعْ سَلْ تُعْطَهْ اِشْفَعْ تُشَفَّعْ

محبوب اب بس کرلے، محبوب سر اُٹھالے، محبوب اب آنسو پونچھ لے، محبوب اب تو کہتا جا میں سنتا جاتا ہوں، محبوب اب تو مانگتا جا میں عطا کرتا جاتا ہوں۔ محبوب اب تو سفارش کرتا میں سفارش کو قبول کرتا جاتا ہوں۔ محبوب اب تیرے مانگنے کی دیر ہے میری عطاء اور بخشش میں کوئی دیر نہیں ہے۔

تب پیارے نبی ﷺ کی سفارش کے صدقے جس کا عقیدہ درست ہوگا جو اللہ کی توحید کا پیارے نبی ﷺ کی ختم نبوت کا صحابہؓ کی عظمت کا اور اہلبیت سے محبت کا عقیدہ رکھنے والا ہوگا وہ جنت کا وارث اور مالک بن جائے گا۔

میرے نبی ﷺ کے حج اور عمرے

حضور اکرمؐ نے ایک حج ۱۰ھ میں کیا کیونکہ حج کی فرضیت جمہور کے نزدیک ۶ھ میں ہوئی ۸ھ میں مکہ فتح ہوا ۹ھ میں حضور اکرمؐ نے صدیق اکبرؓ کو مسلمانوں کا امیرِ حج بنا کر بھیجا تا کہ حضرت ابوبکرؓ وہاں جا کر اعلان کردیں کہ آئندہ سال کوئی مشرک اور کوئی ننگا آدمی حج نہ کرسکے گا اور آئندہ سال حضور کیلئے حج کے انتظامات کریں پھر حضور نے ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کیا اور ۱۱ھ میں آپ کی وفات ہوگئی۔

حضور اکرمؐ نے چار عمرے کیئے

(۱) عُمرۃ الحدیبیہ ۶ھ میں

یہ عُمرہ حکمی ہے حقیقی نہیں کیونکہ کفار مکہ نے آپ کو عمرہ کی ادائیگی سے روک دیا تھا لیکن کیونکہ آپ نے احرام بھی باندھا تھا اور حدیبیہ میں ہَدی کی قربانی بھی کی تھی اس لیئے اِس کو بھی عُمرہ شمار کیا جاتا ہے۔

(۲) عُمرۃ القضاء ۷ھ

(۳) عُمرۃ الجِعَّرانہ ۸ھ میں

(۴) وہ عُمرہ جو آپ نے حج کے ساتھ ادا کیا کیونکہ آپ کا حج حجِ قران تھا۔

میرے نبی ﷺ کے غزوات وسرایا

حضرت اکرمؐ نے ستائیس غزوات میں شرکت کی اور ساٹھ سرایا روانہ کیلئے جس قتال و جہاد میں حضور اکرمؐ نے بنفس نفیس شرکت کی ہو اُس کو غزوہ کہتے ہیں۔ اور جس قتال و جہاد میں حضور اکرمؐ نے بنفس نفیس شرکت نہ کی ہو بلکہ کسی کو امیر بنا کر جماعت صحابہ کو روانہ کیا ہو اُس کو سَرِیَّہ، کہتے ہیں۔

میرا نبی ﷺ اور غزوہ بدر

میرے نبی نے خیر وشر اسلام اور کفر کے پہلے معرکہ غزوۂ بدر میں جنگ شروع ہونے سے پہلے اللہ سے دعا مانگی۔

اَللّٰھُمَّ اَنجِزْلِیْ مَا وَعَدْ تَّنِیْ اَللّٰھُمَّ اَنْشُدُکَ عَھْدَکَ وَوَعْدَکَ

اے اللہ تو نے مجھ سے جو وعدہ فرمایا ہے اُسے پورا فرما دے اے اللہ میں تجھ سے تیرے عہد اور وعدے کی تکمیل کا سوال کررہا ہوں۔ اور عین حالتِ جنگ میں دعاء مانگی

اَللّٰھُمَ اِنْ تُھْلِکْ ھٰذِہِ العَصَا بۃُ الْیَوْمَ لَا تُعْبَدْ

اَللّٰھُمّ اِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْیَوْمَ اَبَدًا

اے اللہ۔ آج اگر یہ مٹھی بھر مسلمان ہلاک ہوگئے تو روئے زمین پر تیری عبادت کرنیوالا کوئی نہ بچے گا۔ پھر اللہ کی مدد آ گئی مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہوا۔ ستر مشرکین مقتول ہوئے ستر قیدی بنے فتحِ مُبین کے بعد آپ نے یہ جملے ارشاد فرمائے۔

اللہ اکبر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ صَدَقَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ اللہ اکبر تمام حمد اللہ کیلئے ہے۔ جس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا۔ اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تنہا سارے گروہوں کو شکست دے ڈالی۔

میرا نبی ﷺ اور غزوہ اُحد

غزوہ اُحد میں جب بظاہر مشرکین غالب ہوگئے تو ابوسفیان جبلِ اُحد پر نمودار ہوا اور اُس نے نعرہ لگایا **اُعْلُ ھُبُلْ** ھُبل بلند ہو تو حضورؐ نے صحابہ کو کہا کہ اسے جواب دو **اللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلّ** اللہ اعلیٰ اور برتر ہے، ابوسفیان نے پھر نعرہ لگایا۔

لَنَا عُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُمْ ہمارے لیئے عزّیٰ ہے اور تمہارے لیئے۔ عزّیٰ نہیں ہے تو حضورؐ نے صحابہؓ کو فرمایا کہ اسے جواب دو۔

اَللّٰہُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ نہیں ہے۔

پھر ابوسفیان نے کہا **یَوْمٌ بِیَوْمِ بَدْرٍ** اُحد کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے کیونکہ اُحد میں ستر صحابہ کرامؓ شہید ہوئے تھے اور بدر میں ستر مشرکین مقتول ہوئے تھے۔

اور ابوسفیان نے کہا **اَلْحَرْبُ سِجَالٌ**، جنگ ایک ڈول کی مانند ہے کبھی تم غالب کبھی ہم غالب، بدر میں تم غالب تو اُحد میں ہم غالب۔ تو حضرت عمرؓ نے جواب دیا ہمارے اور تمہارے مقتولین برابر نہیں ہیں کیونکہ ہمارے مقتولین جنت میں اور تمہارے مقتولین جہنم میں۔

میرا نبی ﷺ اور غزوہ خندق

حدیث میں آتا ہے غزوہ خندق کے موقعہ پر صحابہ کرامؓ رجزیہ انداز میں اشعار پڑھنے لگے۔

نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا — عَلَی الْجِھَادِ مَا بَقِیْنَا اَبَدًا
عَلَی الْمَوْتِ مَا بَقِیْنَا اَبَدًا — عَلَی الْاِسْلَامِ مَا بَقِیْنَا اَبَدًا
عَلٰی اَنْ لَّانَفِرَّ مَا بَقِیْنَا اَبَدًا

محبوب آپ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ کٹ جائیں گے مر جائیں گے مگر آپ کا دامن نہیں چھوڑیں گے رحمت کا دریا بھی موج میں آ گیا۔ حضورؐ نے بھی ارشاد فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ لَاعَیْشَ اِلَّا عَیْشَ الْاٰخِرَۃَ
فَاغْفِرِ الْاَ نْصَارَ وَ الْمُھَا جِرَۃَ
فَارْحَمِ الا نصارَ والمھا جِرَۃَ
فَاکْرِمِ الاَنْصارَ والمھا جِرَۃَ
فاَصْلِحِ الا نصار والمھا جرۃ
فَانْصُرِ الْا نصار والمھاجَرۃ

میرے مولا دن رات کی محنت اور تربیت کر کے یہ جماعت لایا ہوں

کام یہ کر رہے ہیں مدد تو عطا فرما۔

میرا نبی ﷺ اور فتح مکہ

ماہ رمضان سن آٹھ ہجری کو۔ میرے نبی، فاتح عالم، ہادیِ عالم، رہبر عالم، بن کر مکہ میں داخل ہوتے ہیں، سواری، پر سوار ہیں۔ سر جھکا ہوا ہے۔ آنکھوں میں آنسو ہیں زباں پر، اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحاً مُّبِیْناً ، کا ترانہ ہے۔

اچانک صحابہؓ نے نعرے لگائے۔

اَلْیَوْمَ یَوْمُ الْمَلْحَمَةِ آج لڑائی کا دن ہے۔ آج بدلے کا دن ہے۔ آج قتل و غارت گری کا دن ہے۔ جنہوں نے ہم پر ظلم وستم کیا آج ان پر قہر ٹوٹے گا۔ جنہوں نے ہمیں ہجرت پر مجبور کیا آج وہ گھر سے بے گھر ہونگے۔ جنہوں نے ہمیں ملک، وطن، قوم، اور خاندان سے دور کیا آج ان کیلئے بُرا دن ہوگا۔ رحمت والے نبیؐ نے سر اٹھایا اور بولے میرے یارو، جانثارو، حُب دارو، وفادارو، یہ کیسے نعرے لگا رہے ہو میرا دل دکھتا ہے آج صرف یہ نعرہ لگے گا۔ اَلْیَوْمَ یَوْمُ اَلْمَرْ حَمَةِ آج پیار کا دن ہے آج محبت کا دن ہے۔ آج صرف اپنوں کو نہیں غیروں کو بھی سینے سے لگانے کا دن ہے اور پھر میرے پیارے نبیؐ نے عام معافی کا اعلان کر دیا۔ اور کہا مَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَا الْحَرَامَ فَهُو آمِنٌ ۔ مَنْ دَخَلَ دَارَاَبِیْ سُفْیَانَ فَهُوَ آمِنٌ مَنْ اَغْلَقَ بَابَهٗ فَهُوَا مِنٌ جو مسجد حرام میں داخل ہو۔ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو

جو اپنے گھر کا دروازہ بند کرے اور مسلمانوں کیساتھ لڑائی سے باز آجائے۔

میں محمدؐ اُس کے جان مال کیلئے امان کا اعلان کرتا ہوں۔

آپ نے فرمایا۔ اِذْهَبُوْ اَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ جاؤ تم سب آزاد ہو لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَکُمْ وَ هُوَاَ رْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ آج تم پر کوئی الزام اور گلہ نہیں ہے۔ آج اللہ اور اُس کے رسولؐ دونوں نے تمہیں معاف کر دیا۔ پیارے نبیؐ عرب کے سرداروں کو سینے سے بھی لگاتے گئے سو سو اونٹ بھی دیتے گئے اور کلمہ پڑھا کے مسلمانوں کی صف میں بھی شامل فرماتے گئے۔

میرا نبی ﷺ اور غزوہ حنین

حضرت براءؓ ابن عازب سے روایت ہے

جنگ حنین میں مشرکین نے پہاڑ سے تیروں کا ایسا مینہ برسایا کہ بارہ ہزار مسلمانوں کا رخ موڑ دیا اور پسپائی پر مجبور کر دیا لیکن حضور اکرمؐ سفید خچر پر سوار تھے آپ نے دشمنوں کو للکارا اور اعلان کیا

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنَا اِبْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

میں نبی ہوں یہ جھوٹ نہیں۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں

اور پھر صحابہؓ پروانوں کی طرح آپ کے اردگرد جمع ہو گئے اور کفر دُم دبا کر میدان سے بھاگ گیا اور ربِ رحمٰن نے آپ کو فتح عظیم سے نواز دیا۔

میرا نبی ﷺ اور حجۃ الوداع

میرے نبی ﷺ نے حجۃ الوداع میں ایک سو (۱۰۰) اونٹ اللہ کے راستے میں

قربان کئے۔ رحمت والے نبی ﷺ نے تریسٹھ (٦٣) اونٹ اپنے مبارک ہاتھوں سے ذبح کئے، سینتیس (٣٧) اونٹ حضرت علیؓ نے ذبح کئے۔ پہلے جانور ذبح کرنے کا حکم حضرت علیؓ کے لئے تھا اور جان ہر ایک کو پیاری ہوتی ہے اگر جان مجھے پیاری ہے اور آپ کو پیاری ہے تو جان جنگل کے جانور کو بھی پیاری ہے۔ جب جانوروں نے یہ منظر دیکھا کہ علیؓ ہے، فاتح خیبر ہے، غالب مرحب ہے، ہاتھ میں خنجر ہے ہماری جانوں کو خطرہ ہے تو کوئی جانور دائیں بھاگنے لگا کوئی بائیں بھاگنے لگا۔ میرے نبی ﷺ نے یہ منظر دیکھا تو کہا تَعَالَ یَا عَلی اے علی! ادھر آؤ۔ رحمت والے نبی ﷺ نے شان والے نبی ﷺ نے خنجر اپنے ہاتھ میں لیا تو کُلُّهُنَّ يَزْ دَ لِفْنَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جانور بھاگ کر نبی ﷺ کے سامنے کھڑے ہونے لگے۔ اور زبان حال سے کہنے لگے کہ محبوبم، دلبرم، رحمت عالم، آپ کے ہاتھوں ہماری گردن کٹ جائے اس سے بڑھ کر ہماری خوش نصیبی کیا ہوگی اور جب نبی ﷺ اپنے رحمت والے ہاتھون سے جانور پر خنجر کا وار کرتے تو جانور زمین پر گر جاتا، گردن کٹ چکی ہے، خون بہہ رہا ہے، جان نکل رہی ہے۔ لیکن مرتے مرتے بھی نہ ہاتھ ہلائے نہ پاؤں ہلائے، کہیں جاتے جاتے نبوت کی شان میں گستاخی نہ ہو جائے۔ میرے نبی ﷺ کو نہ پہچانے تو آج کا انسان اور مسلمان نہ پہچانے، پہچاننے پر آئے تو میرے نبی ﷺ کو جانور بھی پہچانتے ہیں۔

میرا نبی ﷺ اور اماں حلیمہ

حضور اکرمؐ کی خدمت میں ایک بُڑھیا آئی حضور نے کھڑے ہو کر استقبال

کیا، کالی کملی بچھائی، اور بُڑھیا کو بٹھایا، کسی نے پوچھا آنے والی بڑھیا کون ہے اور اُس کا یہ اعزاز واحترام کیوں ہے جواب ملا آنے والی بڑھیا حضورؐ کی رضاعی والدہ حضرت حلیمہؓ سعدیہ ہے۔ میرے نبیؐ، کالی کملی بچھا کے، رضاعی والدہ کو بٹھا کے امت کو یہ سبق دے رہے ہیں کہ اگر رضاعی والدہ کا یہ احترام ہے تو جانو حقیقی والدہ کا کیا مرتبہ اور مقام ہوگا۔

حلیمہ تیرے قربان جب تو نے میرے نبیؐ کو اپنی گود میں لیا تو قیامت تک کیلئے پروردگار نے تیرے نام کو زندہ وجاوید اور روشن کر دیا کتنی دائیاں آئیں اور واپس پلٹ گئیں پیسے کے لالچ میں ایک یتیم کو گود میں نہ لیا پروردگار نے قیامت تک کیلئے اُن کے نام ونشان کو مٹا دیا لیکن تو نے ایک دُرِ یتیم کو پہچان لیا اور اپنی گود کو اُس کا گھر بنا دیا۔

آج ہمیں تیرے نام کا پتہ ہے تیرے خاوند کے نام کا پتہ ہے۔ تیرے بیٹے اور بیٹی کے نام کا پتہ ہے تیرے قبیلے کی خبر ہے تیرے خاوند کا نام حارث ہے تیرے بیٹے کا نام عبداللہ ہے تیری بیٹی کا نام شیما ہے تیرا نام حلیمہ ہے تیرے قبیلے کا نام سعدیہ ہے۔

میرا نبی ﷺ اور بہن شیما

غزوہ طائف میں ایک صحابی حاضر ہوئے اور کہا محبوب ہم نے تین سو افراد کو قیدی بنایا ہے، محبوب ان میں ایک عورت ہے وہ آ تو رہی ہے لیکن رُو رہی ہے، محبوب وہ آ تو رہی ہے لیکن اُس کی آنکھوں میں آنسو ہیں، محبوب وہ آ تو رہی ہے لیکن اُس کی زبان پر یہی صدا فریاد اور ندا ہے لوگو تمہیں خبر ہے میں کون ہوں میں تمہارے نبیؐ کی بہن ہوں۔ میرا نام شیما ہے۔ میرے نبیؐ جلدی سے کھڑے ہوئے کالی کملی کندھوں سے نیچے گر پڑی

باہر جا کر میرے نبیؐ نے کہا میرے، یارو، وفا دارو، جانثارو، میری بہن شیما کو چھوڑ دو، شیما جس کی سفارش کرے اُسے بھی چھوڑ دو۔

میرے نبیؐ اپنی بہن کو گھر لائے، کالی کملی بچھائی، بہن کو بٹھایا، اور کہا عائشہ آج بہترین کھانا اور مشروب تیار کرو آج محمدؐ کے گھر محمدؐ کی پیاری بہن آئی ہے پھر رحمت والے نبی اپنی بہن کے قریب ہو گئے اور کہا شیما تجھے یاد ہے تو کیسے مجھے گود میں اٹھاتی تھی، کیسے مجھے لُوری دیتی تھی۔ کیسے مجھے باغوں اور سبزہ زاروں کی سیر کراتی تھی۔ کہا۔ شیما محمدؐ کو تیرے احسان آج بھی یاد ہیں۔ ایک مرتبہ سخت تپتی ہوئی دوپہر میں شیما نے حضورؐ کو اٹھایا اور باہر جانے لگی تو حلیمہ تڑپ اٹھی اور کہنے لگی میرے لاڈلے محمد کو باہر نہ لے جاؤ دھوپ اسے تکلیف پہنچائے گی دیکھتی نہیں سورج آگ برسا رہا ہے۔

اور شیما مسکرانے لگی اور کہا اماں پریشان نہ ہو جب میں تنہا باہر جاتی ہوں تو یہ سورج اور دھوپ مجھے تکلیف پہنچاتے ہیں لیکن اماں جب تیرے اس لاڈلے محمدؐ کو لے جاتی ہوں تو سورج اور دھوپ ہمیں تکلیف نہیں پہنچاتے بلکہ بادل ہم پر سایہ کر لیتے ہیں۔

اور کہا اماں تجھے ایک عجیب بات بتلاؤں۔

میں جب تنہا بھیڑ اور بکریاں چرانے جاتی ہوں تو کسی بھیڑ اور بکری کی نظر گھاس پر کسی کی نظر زمین پر، اور کسی کی نظر پتھر پر ہوتی ہے لیکن اماں جب میں تیرے لاڈلے محمد کو لے جاتی ہوں تو یہ جانور چرتے تو نہیں تیرے محمدؐ کا دیدار کرتے رہتے ہیں۔

میرا نبی ﷺ اور بیوی عائشہؓ

بخاری شریف میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے حضور اکرم ﷺ کا

فرمان ہے فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى الطَّعَامِ عائشہ کو تمام عورتوں پر ایسے فضیلت حاصل ہے جیسے ثرید کو تمام کھانوں پر فضیلت حاصل ہے۔ اور حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے میری وحی کا آدھا علم تمام صحابہؓ سے حاصل کرو اور میری وحی کا آدھا علم تنہا عائشہؓ صدیقہ سے حاصل کرو۔ باہر کی زندگی محفل مجلس جلوت اور سفر کی زندگی تمہیں میرے یار، میرے صحابہؓ بتلائیں گے اور گھر کی زندگی تنہائی، تاریکی، چار دیواری، خلوت اور حضر کی زندگی تمہیں عائشہ صدیقہؓ بتلائے گی۔

میرا نبی ﷺ اور بیٹی فاطمہؓ

حضور اکرم ﷺ کو اپنی اولاد میں حضرت فاطمہؓ کے ساتھ سب سے زیادہ محبت اور پیار تھا اور حضرت فاطمہؓ شکل وصورت، قد وقامت، عادات واطوار میں حضور اکرم ﷺ کے سب سے زیادہ مشابہ تھیں۔ حضور اکرم ﷺ جب سفر پر تشریف لے جاتے تو سب سے آخر میں بی بی فاطمہؓ کے گھر تشریف لے جاتے اور جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے بی بی فاطمہؓ کے گھر تشریف لے جاتے۔ حضور اکرم ﷺ جب حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے جاتے تو بیٹی کھڑے ہو کر اپنے باپ کا استقبال کرتی اور حضور اکرم ﷺ کو پیشانی پر بوسہ دیتی اپنی جگہ پر بٹھاتی اور جب بیٹی چل کر باپ کے گھر جاتی تو حضور اکرم ﷺ کھڑے ہو کر اپنی بیٹی کا استقبال کرتے، پیشانی پر بوسہ دیتے اور اپنی نور نظر، لخت جگر، حضرت فاطمہؓ کو اپنی جگہ پر بٹھاتے۔

میرا نبی ﷺ اور نواسے حسنؓ وحسینؓ

ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں

نے حضور اکرم ﷺ سے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے بارے میں سنا آپ نے ارشادفرمایا هُمَا رَيْحَانَتَایَ مِنَ الدُّنْيَا کہ حسنؓ وحسینؓ میرے دنیا کے دو پھول ہیں۔اورایک روایت میں ہے هُمَا رَيْحَانَتَایَ مِنَ الْجَنَّةِ کہ حسنؓ وحسینؓ میرے جنت کے دو پھول ہیں اور ترمذی شریف میں حضرت انسؓ کی روایت میں ہے

وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَشُمُّهُمَا وَيَضُمُّهُمَا اِلَيْهِ اور حضور اکرم ﷺ حسنؓ وحسینؓ کوسونگھتے بھی تھے اور چومتے بھی تھے اوراپنے سینے سے بھی لگاتے تھے۔

میرانبی ﷺ میر ساماں

بخاری و مسلم میں حضرت سہلؓ بن سعد سے روایت ہے حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے،اِنِّیْ فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ، میں حوضِ کوثر پرتمہارا میر ساماں اور منتظر ہونگا ۔تم بھوکے اور پیاسے آؤ گے اور میں جام بھر بھر کے تمہیں پانی پلاؤں گا۔

میرے نبی ﷺ کا حوض

حوض کوثر کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ۔

حَوْضِیْ مَسِيْرَةُ شَهْرٍ میراحوض اتنالمباہوگا کہ آدمی ایک ماہ کی مسافت طے کرے

زَوَايَاهُ سَوَاءٌ حوض کے کنارے برابر ہونگے

كِيْزَانُهٗ كَعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَاءِ حوض کے پیالے آسمان کے ستاروں کی مانند بیشمار ہونگے مَاءُهٗ اَبْيَضُ مِنَ اللَّبَنِ حوض کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہوگا

اَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ حوض کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا

اَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ حوض کا پانی مشک سے زیادہ خوشبودار ہوگا

مَنْ مَرَّ عَلَيَّ شَرِبَ جومومن حوض کوثر پرمیرے پاس آئے گا وہ پانی پیئے گا

وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ اَبَدًا اور جسے حوض کوثر سے ایک گھونٹ پانی مل گیا اسے قیامت کے پچاس ہزار سال کے دن میں بھوک پیاس نہیں لگے گی۔سبحان اللہ دعا ہے کہ قیامت کے دن ہم گناہگاروں کو بھی پیارے نبی ﷺ کے ہاتھوں حوض کوثر کے جام نصیب ہو جائیں۔آمین۔

میرے نبی ﷺ پرآخری وحی

حضوراکرمؐ پرآخری وحی نازل ہوئی جب خطبہ حجۃ الوداع سے فارغ ہو چکے تھے۔سورۃ المائدہ میں ہے۔اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیااور تم پر اپنی نعمت پوری کردی۔اورتمہارے لئے اسلام کوبحیثیت دین کے پسند کرلیا۔

میرے نبی ﷺ کی آخری وصیت

بخاری شریف کی روایت میں ہے حضور اکرمؐ کی آخری وصیت نماز کی حفاظت اور کمزوروں کی رعایت کے بارے میں تھی۔

آپ نے ارشادفرمایا۔ اَلصَّلٰوةُ اَلصَّلٰوةُ وَمَامَلَكَتْ اَيْمَانُكُم

میرے نبی ﷺ کے آخری الفاظ

بخاری شریف کی روایت میں ہے حضور اکرمؐ کے آخری الفاظ تھے۔

اَللّٰھُمَّ الرَّ فِیقَ اَلا عْلٰی اے اللہ۔اے رفیق اعلیٰ

میرے نبی ﷺ کی وفات

بخاری شریف میں حضرت عائشہؓ صدیقہ کی روایت میں ہے کہ حضورؐ کی وفات، میرے گھر میں، میری باری میں میرے سینہ پر اور میری گود میں ہوئی،

حضرت عائشہ فرماتی ہیں

تُوُفِّیَ النَّبِیُّ ﷺ فِیْ بَیْتِیْ وَفِیْ یَوْمِیْ وبین سَحْرِیْ وَنَحْرِیْ اور ایک روایت میں ہے مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ؐ بَیْنَ حَا قِنَتِیْ وَذَاقِنَتِیْ

حضور اکرم ﷺ کی وفات ۱۲ ربیع الاوّل ۱۱ھ بروز سوموار کو ہوئی۔

جب عمر مبارک ۶۳ سال تھی۔

یہاں تین سوال پیدا ہوئے جن کا جواب سوائے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے کسی کے پاس نہ تھا۔(۱) حضور اکرم ﷺ کو غسل کیسے دیا جائے (۲) حضور اکرم ﷺ کی نماز جنازہ کیسے پڑھی جائے (۳) حضور اکرم ﷺ کو کہاں دفن کیا جائے؟

ان تمام مشکلات کو حضرت صدیق اکبرؓ نے حل فرمایا اور بتایا کہ مجھے اس کے بارے میں حضور اکرم ﷺ سے معلومات حاصل ہیں۔

اس کے بعد حضور اکرم ﷺ کو لباس اتارے بغیر غسل دیا گیا، نماز جنازہ بغیر جماعت

کے پڑھا گیا، حجرۃ عائشہؓ میں آپ کا جنازہ مبارک رکھا ہوا تھا۔لوگ جاتے تھے اور فرداً فرداً نماز پڑھ کر واپس آجاتے تھے اور آپ ﷺ کو اسی جگہ حجرۃ عائشہؓ میں جہاں آپ ﷺ کی وفات ہوئی تھی بغلی قبر کھود کر دفن کیا گیا۔

میرے نبی ﷺ کی زیارت

بیہقی میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔ مَنْ زَارَ قَبرِیْ وَجبتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری سفارش لازمی ہوگئی۔

بیہقی میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے دوسری روایت ہے فرماتے ہیں حضور ﷺ کا فرمان ہے۔مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبرِیْ بَعْدَمَوْتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ جس نے حج کیا پھر میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی یہ اُس شخص کی مانند ہے جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

بیہقی میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے تیسری روایت ہے فرماتے ہیں حضور ﷺ کا فرمان ہے۔مَنْ حَجَّ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ جس نے حج کیا اور میری زیارت نہیں کی اس نے میرے ساتھ وفا نہیں کی۔

ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَایَتَمَثَّلُ بِیْ جس شخص نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے حقیقتاً مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا۔

اسی لیئے میں کہتا ہوں

میرا نبی

محمد۔احمد۔ماحی۔حاشر۔عاقب

ﷺ

میرا نبی

دَاعِیُ اِلَی اللہ۔دَاعِیُ اِلیٰ الْاِسلام۔دَاعِیُ اِلیٰ الْجَنّۃِ

ﷺ

میرا نبی

قرآن میں ’’محمد‘‘انجیل میں ’’احمد‘‘تورات میں اُحِید‘‘

زبور میں ’’حَمطَایَا‘‘

ﷺ

میرا نبی

خَیرٌ۔خَیرٌ لِاَھلِہٖ۔خَیرُ الْخَلْق۔خَیرُ الْبَرِیَّۃِ۔خَیرُ الْاَنَام۔خَیرُ الْبَشَرْ
خَیرُ النَّاس۔خَیرُ الْعٰلَمِین

ﷺ

میرا نبی

اَنْفَعُ النَّاس۔اَعرَبُ النَّاس۔اَرجحُ النَّاس۔اَحْشَمُ النَّاس

اَرحَمُ النَّاس۔اَحلَمُ النَّاس۔اَحلَی النَّاس۔اَشجَعُ النَّاس

اَکرَمُ النَّاس۔اَصدَقُ النَّاس۔اَجوَدُ النَّاس۔اَقرَاءُ النَّاس

اَرفَعُ النَّاس۔اَفصَحُ النَّاس۔اَفضَلُ النَّاس۔اَکمَلُ النَّاس

اَجمَلُ النَّاس۔اَعدَلُ النَّاس۔اَعظَمُ النَّاس۔اَطھَرُ النَّاس

اَقرب النَّاس۔اشرف النَّاس۔اطیب النَّاس۔احسن النَّاس

اَزھَدُ النَّاس۔اَتقَی النَّاس۔اَبَرُّ النَّاس۔اَحَبُّ النَّاس

اَعلَمُ النَّاس۔اَفقَہُ النَّاس

ﷺ

میرا نبی

صاحبُ الحوض۔صاحبُ البُردہ

صاحبُ اللّوا۔صاحبُ مقامِ محمود

ﷺ

میرا نبی

ارفع الدرجات۔اکمل البرکات۔افضل المخلوقات

ﷺ

میرا نبی

شَمسُ الضّحٰی ۔ بدرالدُّجٰی ۔ خیرُ الورٰی ۔ نُورُالھدٰی ۔ صدرُالعلٰی

ﷺ

میرا نبی

نبی الانبیاء ۔ افضل الانبیاء ۔ خطیب الانبیاء ۔ قائدالانبیاء

امام الانبیاء ۔ خاتم الانبیاء

ﷺ

میرا نبی

نبی التوبۃ ۔ نبی الرَّحمۃ ۔ نبی الملحَمۃ

ﷺ

میرا نبی

مُجتبٰی ۔ مُرتضٰی ۔ مُصطفٰی

ﷺ

میرا نبی

امام الحرمین ۔ امام القبلتین

ﷺ

میرا نبی

راحت العاشقین ۔ مرادالمشتاقین ۔ شفیع المذنبین

محبوب رب العلمین

ﷺ

میرا نبی

اول المسلمین ۔ رحمۃ للعلمین ۔ خاتم النبین

ﷺ

میرا نبی

جمیل الشیم ۔ شفیع الاُمم ۔ راعی غنم ۔ منبع جُود وکرم

ﷺ

میرا نبی

مظہر رحمت مخزن شفقت منبع برکت

ﷺ

میرا نبی

حسین ۔ دلنشین ۔ نازنین ۔ ماہ جبین

ﷺ

میرا نبی

انسانوں کا نبی۔جنوں کا نبی۔فرشتوں کا نبی۔نبیوں کا نبی

ﷺ

میرا نبی

فاتح عالم۔ہادی۔عالم۔رہبر عالم

ﷺ

میرا نبی

حبیب اللہ۔رسول اللہ۔خلیل اللہ

ﷺ

میرا نبی

سید ابرار۔احمد مختار۔مدنی تاجدار

ﷺ

میرا نبی

فخرِ دوعالم۔مرکزِ دوعالم۔سرورِ دوعالم۔رہبر دوعالم۔روحِ دوعالم۔جانِ دوعالم

ﷺ

میرا نبی

مبداء کائنات۔منشائے کائنات۔سرتاج کائنات۔اصلِ کائنات۔مخزنِ کائنات

باعثِ تخلیق کائنات

ﷺ

میرا نبی

مقصدِ حیات۔منبع فیوضات۔فخرِ موجودات۔خلاصہءِ موجودات

ﷺ

میرا نبی

صاحبالتاج۔صاحبُ المعراج۔صاحبُ الازواج

ﷺ

میرا اللہ رب العلمین

میرا قرآن ذکر للعلمین۔میرا کعبہ ھُدًی للعلمین

میرا نبی رحمۃ للعلمین

ﷺ

میرا نبی

راکب حمار۔راکب فرس۔راکب بغل۔راکب جمل۔راکب براق

ﷺ

میرا نبی

بشیر۔نذیر۔سراج منیر

ﷺ

میرا نبی

متبوع۔مطلوب۔محبوب

ﷺ

میرا نبی

معلم۔مدرس۔مبلغ

ﷺ

میرا نبی

مَخزَنِ خُلقِ عَظِیم۔مَعدَنِ لُطفِ عَمِیم۔مَہبَطِ وَحیِ قَدِیم

ﷺ

میرا نبی

کَثِیرُ الاُسمَاء۔کَثِیرُ الحَیَاء۔کَثِیرُ البُکاء۔کَثِیرُ التَّفکُّر

کَثِیرُ الصَّمتُ۔کَثِیرُ العَرق

ﷺ

میرا نبی

خواجہء دوسراء۔بحر جود وسخاء۔ابر لطف وعطاء۔شمع غار حراء۔نمونہء صدق وصفاء

پیکر تسلیم ورضاء۔وجہ تخلیق ارض وسماء۔

ﷺ

میرا نبی

فخر کون ومکاں۔محبوب رب دوجہاں۔قاسم علم وعرفان۔وجہ تخلیق کون ومکاں

ﷺ

میرا نبی

ساقی کوثر۔شافع محشر۔نافع اسود واحمر۔رافع ارذل واصغر

ﷺ

میرا نبی

صادق ومصدوق۔شاہد ومشہود

ﷺ

میرا نبی

اشرف واکمل۔احسن واجمل۔اطیب واطہر۔مزمل ومدثر۔طٰہٰ ویٰس

ﷺ

میرا نبی

حسینوں میں احسن ۔ جمیلوں میں اجمل ۔ کاملوں میں اکمل ۔ شریفوں میں اشرف
رسولوں میں افضل

ﷺ

میرا نبی

پیغمبر دینِ فطرت ۔ شاہکار کمالِ قدرت

ﷺ

میرا نبی

مولائے کل ۔ دانائے سبل ۔ ختم رسل

ﷺ

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

میرا پیمبر ﷺ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ

وَنَعُوْذُبِا للّٰہِ مِنْ شُرُ وْرِ اَنْفُسِنَا و

مَنْ سَیِّاٰءَ اتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ

وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَ ہٗ لَا

شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَمَوْلَا نَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اَرْ سَلَہُ اللّٰہُ اِلٰی کَا فَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّ دَاعِیاً اِلَی اللّٰہِ بِا ذْنِہٖ

وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا. اَما بَعْدُ

فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

قُل اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَا تَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ

وَا للّٰہُ غَفُوْرٌ رَّ حِیْمٌ (آل عمران)

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم

لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّا سِ

اَجْمَعِیْنَ (بخاری و مسلم)

صَدَقَ اللّٰہُ وَصَدَقَ وَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْاَ مِیْنُ الْکَرِیْم

تمہید

میرے عزیز دوستو بزرگو، نوجوان ساتھیو، اور میری آواز سننے والی معززہ موقرہ دینی ماؤ بہنو بیٹیو، آج کے بیان میں تین سو تیرہ اشعار کا انتخاب لاجواب پیش کیا جارہا ہے جن میں بلاتمیز، رنگ، نسل، قوم، مذہب، اور وطن، کے جن شعراء کرام نے میرے پیارے نبی ﷺ کو، نذرانہ عقیدت، پیش کیا ہے۔ اُن کا، ہدیہ عقیدت، نقل کیا جارہا ہے۔

تین سو تیرہ کے عدد کو اسلام اور کفر کے پہلے معرکہ غزوۂ بدر میں شرکت کرنے والے تین سو تیرہ اصحاب رسول ﷺ کی تعداد سے مناسبت ہے!

دعا فرمائیں کہ اللہ رب العزت مجھے شرح صدر کے ساتھ بیان کرنے کی اور آپ کو پوری توجہ کے ساتھ سننے کی اور پھر ہم سب کو ان باتوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب فرمادیں۔ آمین۔

میرا پیمبر ﷺ

روضہ رسالت مآب ﷺ کے مواجہہ شریفہ کی جالیوں پر کندہ

نعتیہ اشعار

يَاخَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِي الْقَاعِ اَعْظُمُهٗ

فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاٰكَمُ

نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهٗ

فِيْهِ الْعَفَافُ وَ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

ترجمہ

اے بہتران سب سے جن کے اجسادِ شریفہ خاک میں مدفون ہیں۔
اوران کی خوشبو سے جنگل اور پہاڑ مہک گئے ہیں۔
میری جان اس پاک قبر پر فدا جس میں آپ سکونت فرما ہیں۔
اس قبر شریف میں پرہیزگاری ہے اور جود اور کرم ہے۔

حضرت حسان ؓ بن ثابت کے اشعار

وَاَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي

اے اللہ کے محبوب! میری آنکھ نے آج تک
تجھ سے زیادہ حسین نہ دیکھا ہے، (نہ دیکھے گی)

وَاَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

اور کسی عورت نے تجھ سے زیادہ جمیل بچہ پیدا نہیں کیا

خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ

تجھے ہر عیب سے پاک اور مبرا پیدا کیا گیا ہے

كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

گویا آپ کو خود آپ کی منشاء کے مطابق پیدا کیا گیا ہے

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا بَرًّا رَءُوْفًا

اے رسول خدا کے دشمن! تو نے برائی کی ہے
محمد ﷺ کی، جو سرتا پا کرم اور نوازش ہیں

رَسُوْلَ اللّٰهِ شِيْمَتُهُ الْوَفَاءُ

جو اللہ کا رسول ہے، اور جس کی عادت پاک ہی وفا کرنے کی ہے

رَجَوْتُكَ يَابْنَ اٰمِنَةَ لَا نَبِيّ

اے آمنہ کے لال، میں نے تیری تمنا کی ہے

مُحِبٌّ وَالْمُحِبُّ لَهُ الرَّجَاءُ

میں محبت کرنے والا ہوں اور ہر محبت

کرنے والے کی ایک تمنا ہوتی ہے

حضرت حسانؓ بن ثابت کے اشعار

اَلصُّبْحُ بَدَا مِنْ طَلْعَتِهٖ

وَاللَّيْلُ دَجٰى مِنْ وَّفْرَتِهٖ

سحر طاری ہوئی ہے آپ کے ماتھے کی طلعت سے

یہ رونق رات نے پائی ہے زلفوں کی عنایت سے

فَاقَ الرُّسُلَا فَضْلًا وَّ عُلًا

اَهْدَى السُّبُلَا لِدَ لَا لَتِهٖ

بزرگی میں وہ سبقت لے گئے سارے رسولوں پر

کہ رستے دین کے روشن ہوئے ان کی ہدایت سے

كَنْزُ الْكَرَمِ مَوْلَى النِّعَمِ

هَادِى الْاُمَمِ لِشَرِيْعَتِهٖ

خزانے بخششوں کے رحمتوں کے ملک ہیں ان کی

ہدایت یاب ساری امتیں ہیں ان کی شریعت سے

اَزْكَى النَّسَبِ اَعْلَى الْحَسَبِ

كُلُّ الْعَرَبِ فِىْ خِدْمَتِهٖ

نسب ان کا، حسب ان کا بہت ارفع، بہت اعلیٰ

شرف پایا ہے سارے عالموں نے ان کی خدمت سے

سَعَتِ الشَّجَرُ نَطَقَ الْحَجَرُ

شَقَّ الْقَمَرُ بِاِ شَارَتِهٖ

شجر خدمت میں آئے، پتھروں نے بات کی ان سے

قمر شق ہو گیا۔ ان کی انگشت شہادت سے

جِبْرِيْلُ اَتٰى لَيْلَةَ اَسْرٰى

وَالرَّبُّ دَعٰى لِحَضْرَتِهٖ

شبِ معراج ان کے پاس جبریل امینؑ آئے

بلایا رب نے ان کو عرش پر اپنی عنایت سے

نَا لَ الشَّرَ فَا وَاللّٰهُ عَفَا

عَنْ مَّا سَلَفَا مِنْ اُمَّتِهٖ

انہی کے واسطے سے سب شرف پائے ہیں لوگوں نے

گناہ سب دور فرمائے ہیں رب نے ان کی امت کے

فَمُحَمَّدُنَا هُوَ سَيِّدُنَا

وَالْعِزُّ لَنَا لِاِ جَابَتِهٖ

ہمارے سید و مولا محمد ﷺ ہیں

کہ عزت ہے ہمارے واسطے ان کی اطاعت سے

وقال الحسان بنؓ ثابت

فَاِنَّ اَبِیْ وَ وَالِدَہٗ وَعِرْضِیْ

لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِّنْکُمْ وِقَاءٌ

میری، میرے باپ اور میرے دادا کی عزت

محمد رسول اللہؐ کی عزت کی خاطر تمہارے سامنے ڈھال بنی رہے گی۔

بنات مدینہ کے اشعار

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاع

وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا مَا دَعٰی لِلّٰہِ دَاع

اَیُّھَا الْمَبْعُوْث فِیْنَا جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاع

وہ دیکھو ثنیات الوداع سے چودھویں کا چاند طلوع ہوا۔

ہم پر احسانِ عظیم کا شکر لازم ہے جب تک اللہ کے داعی

یعنی رسول اللہ ﷺ اللہ کے بندوں کو اس کی طرف بلاتے رہیں گے

اے وہ مقدس ذات جو رسول بنا کر ہم میں بھیجی گئی ہے،

آپ کے احکام کی اطاعت ہم پر لازم ہے۔

اَشْرَقَی الْبَدْرُ فِیْنَا وَ اخْتَفَتْ مِنْہُ الْبُدُوْر

مِثْلَ حُسْنِکَ مَا رَاَیْنَا قَطُّ یَا وَجْہُ السُّرُوْرْ

ہمارے درمیان چودھویں کا چاند نمودار ہوا ہے۔

اس کی روشنی سے تمام چاندوں کی روشنیاں ماند پڑ گئی ہیں۔

آپؐ جیسا حسن والا ہم نے کبھی اور کہیں نہیں دیکھا۔

آپؐ کا جمالِ جہاں آراء دیکھ کر دل و نظر کو سرور حاصل ہوتا ہے

نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِی النَّجَّارِ

یَاحَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارِ

ہم ہیں لڑکیاں نجار کے اعلیٰ گھرانہ کی

ہے خوشی محمد ﷺ کے تشریف لانے کی

کیا ہی اچھا ہوا کہ محمد ﷺ ہمارے پڑوسی ہوئے

حضرت فاطمہؓ کے اشعار

مَاذَا عَلٰی مَنْ شَمَّ تُرُبَۃِ اَحْمَدٍ

اَنْ لَّا یَشُمَّ مُدَّ زَمَانٍ غَوَالِیاً

جس نے حضورؐ کی قبر مبارک کی مٹی کو سُونگھ لیا

تو اگر وہ عمر بھر کسی مدہوش کرنے والی چیز کو نہ سونگھے تو اسے کوئی فرق نہیں پڑتا

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبٌ لَوْاَ نَّھَا

صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیاً

مجھ پر حضورؐ کی وفات سے ایسی مصیبتیں نازل ہوئیں

اگر وہ دنوں پر نازل ہوتیں تو دن راتوں میں تبدیل ہو جاتے

حضورؐ کی وفات پر حضرت فاطمہؓ نے فرطِ غم میں یہ اشعار کہے۔

یَا اَبَتَاہُ اَجَابَ رَبّاً دَعَاہُ

یَا اَبَتَاہُ مَنْ جَنَّۃُ الْفِرْدَوْس مَاْوَاہُ

یَا اَبَتَاہُ اِلٰی جِبْرِیْل نَنْعَاہُ

اے ابا جان۔ جنہوں نے پروردگار کی پکار پر لبیک کہا

اے ابا جان۔ جن کا ٹھکانہ جنت الفردوس ہے

اے ابا جان۔ ہم جبریل کو آپ کی وفات کی خبر دیتے ہیں

حضرت ابوسفیانؓ بن حارث کے اشعار

نَبِیٌّ کَانَ یَجْلُ الشَّکَّ عَنَّا

لِمَا یُوْحٰی اِلَیْہِ وَمَا یَقُوْلُ

نبی اُس شان کے تھے کہ دل سے شک کو ختم کر دیتے تھے

کبھی وحی کے ذریعہ اور کبھی اپنی گفتگو کے ذریعے

یَھْدِیْنَا فَلَا نَخْشٰی ضَلَالاً عَلَیْنَا

وَالرَّسُوْلُ لَنَا دَلِیْلَ

ہماری رہنمائی فرماتے تھے اور ہمیں کبھی بھٹک جانے کا ڈر نہ ہوتا تھا

کیونکہ رسول اللہ ہمارے رہنما تھے

اَفَاطِمَۃِ اِنْ جَزَعْتِ فَذٰکِ عُذْرٌ

وَاِنْ لَّمْ تَجْزِعِیَ فَذٰکِ سَبِیْلُ

اے فاطمہ اگر تو روئے گی تو ہم تجھے معذور سمجھیں گے

اور اگر تو صبر کرے گی تو بہتر ہے کیونکہ یہی بہتر طریق ہے

فَقَبْرُاَبِیْکِ سَیِّدُ کُلِّ قَبْرٍ

وَفِیْہِ سَیِّدُ النَّاسِ رَسُوْلُ

تیرے باپ کی قبر ہر ایک قبر کی سردار ہے

اور اس قبر میں نوع انسانی کے سردار اللہ کے رسول آرام فرما ہیں

ابوطالب کے اشعار

آپ کے چچا ابو طالب کہتے ہیں

وَدَعَوْتَنِیْ وَعَلِمْتُ اَنَّکَ صَادِقٌ
وَلَقَدْ صَدَقْتَ وَکُنْتَ قَبْلُ اَمِیْناً

اور آپؐ نے مجھے اسلام کی طرف بلایا
اور مجھے یقین ہے کہ آپ سچے ہیں
اور آپ نے سچ کہا اور آپ پہلے سے امانت دار ہیں

وَعَرَفْتُ دِیْنَکَ لَامُحَالَۃَ اَنَّہٗ
مِنْ خَیْرِ اَدْیَانِ الْبَرِیَّۃِ دِیْناً

اور میں نے آپ کے دین کو پہچان لیا کہ یقیناً
یہی دین تمام ادیان عالم سے بہترین دین ہے

لَوْلَا الْمَلَامَۃُ اَوْحَذَارُ مَسَبَّۃٍ
لَوَجَدْتَنِیْ سَمْحاً بِذَاکَ مُبِیْناً

اگر قوم کی ملامت اور گالی کا خوف نہ ہوتا
تو میں فراخ دلی سے دین اسلام کو قبول کر لیتا

اور اسی ابوطالب سے آپ کی مدح میں ایک شعر ایسا بھی نکلا جو کئی قصیدوں پر بھاری ہے

وَاَبْیَضَ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْھِہٖ
ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَۃٌ لِلا رَامِلِ

وہ خوبصورت ہیں اُن کے چہرے سے بارش کا فیضان طلب کیا جاتا ہے
یتیموں کی پناہ گاہ اور بیواؤں کی حفاظت گاہ ہیں

شیخ سعدیؒ کے اشعار

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

ہوئے کمال سے اپنے وہ فائز رفعت
چھٹی جمال سے ان کے تمام ظلمتِ شب
خصائل ان کے سبھی خوب اور پسندیدہ
درود بھیجیں نبی ﷺ پر اور ان کی آل پہ سب
یک جان چہ کند سعدی مسکین کہ صد جان
سعدیم فدائے سگِ دربان محمدؐ

امام شرف الدین بوصیریؒ کے اشعار

مَولایَ صَلِّ وَسَلِّم دَائِماً اَبَدًا — عَلیٰ حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَونَیْنِ وَالثَّقَلَیْن — وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عَرَبٍ وَمِنْ عَجَمِ

هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ — لِکُلِّ هَوْلٍ مِنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَالِیْ مَنْ اَلُوْذُبِهٖ — سِواکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْاَمَمِ

فَاقَ النَّبِیّٖنَ فِیْ خَلْقٍ وَفِیْ خُلُقٍ — وَلَمْ یُدَانُوْهُ فِیْ عِلْمٍ وَلَا کَرَمِ

وَکُلُّهُمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ — غَرْفًا مِنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفاً مِّنَ الدِّیَمِ

مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِیْکٍ فِیْ مَحَاسِنِهٖ — فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِیْهِ غَیْرُ مُنْقَسِمِ

فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِیْهِ اَنَّهٗ بَشَرٌ — وَاَنَّهٗ خَیْرُ خَلْقِ اللّٰهِ کُلِّهِمِ

ثُمَّ الرِّضَا عَنْ اَبِیْ بَکْرٍؓ وَعَنْ عُمَرَؓ — وَعَنْ عَلِیٍّؓ وَعَنْ عُثْمَانَؓ ذِی الْکَرَمِ

یَارَبِّ جَمْعاً طَلَبْنَا مِنْکَ مَغْفِرَةً — وَّ حُسْنَ خَاتِمَةٍ یَاوَاسِعَ الْکَرَمِ

یَارَبِّ بِا لْمُصْطَفٰی بَلِّغْ مَقَا صِدَنَا
وَاغْفِرْلَنَا مَامَضٰی یَابَارِیَ النَّسَمِ

7

Settings\Administrator\Desktop\Page\1.bmp
not found.

Settings\Administrator\Desktop\Frooqi Sb\New Folder\Graphic5.tif not found.

Settings\Administrator\Desktop\Frooqi Sb\New Folder\Graphic4.tif not found.

Settings\Administrator\Desktop\Frooqi Sb\New Folder\D.tif not found.

Settings\Administrator\Desktop\Frooqi Sb\New Folder\H.tif not found.

Settings\Administrator\Desktop\Frooqi Sb\New Folder\A.tif not found.

Settings\Administrator\Desktop\Frooqi Sb\New Folder\dd.tif not found.

مولانا عبدالرحمٰنؒ جامی کے اشعار

یاصاحب الجمال ویاسید البشر
من وجہک المنیر لقد نور القمر
لایمکن الثناء کما کان حقہ
بعدازخدابزرگ توئی قصہ مختصر

نے گویم چنانی یا چنینی
بہرصورت تنزہ الناظرینی
زسرتاپا زپاتاسرکہ بینم
حسینی ماہ جبینی نازنینی

کے بود یارب کہ رو در یثرب وبطحا کنم
گاہ بمکہ منزل گاہ در مدینہ جا کنم
آرزوئے جنت الماویٰ بروں کردم زدل
جنتم ایں بس کہ درخاک درت ماوا کنم

نسیما! جانبِ بطحا گذر کُن
زاحوالِ محمد ﷺ را خبر کُن

توئی سلطان عالم یا محمد ﷺ
زرُوئے لطف سُوئے من نظر کن

بہ بر ایں جانِ مشتاقم بہ آنجا
فدائے روضہ خیر البشر ﷺ کن

مشرف گرچہ شُد جامی زلطفش
خدایا ایں کرم بار دگر کُن

حضرت امیر خسروؒ کے اشعار

نمی دانم چہ منزل بُو دشب جائے کہ مَن بُو دم
بہ ہر سُو رقص بسمل بُو دشب جائے کہ من بُو دم

پری پیکر نگار سرو قدے لالہ رُخسارے
سراپا آفت دِل بُو دشب جائے کہ مَن بُو دم

رقیباں گوش بر آواز، اُو در ناز و مَن ترساں
سخن گفتن چہ مشکل بُو دشب جائے کہ من بُو دم

خُدا خود میر مجلس بود اندر لامکاں خسرو
محمد ﷺ شمعِ محفل بود شب جائے کہ من بُو دم

احسان دانشؒ کے اشعار

افضل ہے مرسلوں میں رسالت حضور ﷺ کی
اکمل ہے انبیاء میں نبوت حضور ﷺ کی
پہچان لیں گے آپ وہ اپنوں کو حشر میں
غافل نہیں ہے چشم عنایت حضور ﷺ کی
آنکھیں نہ ہوں تو خاک نظر آئے آفتاب
صدیقؓ جانتے ہیں صداقت حضور ﷺ کی
کھولے ہیں مشکلاتِ جہاں نے کئی محاذ
کام آئی ہر قدم پہ حمایت حضور ﷺ کی
میری نظر میں مرشدِ کامل ہے وہ بشر
تفویض کر سکے جو محبت حضور ﷺ کی
آنکھوں کو اپنی چومتا رکھ کے آئینہ
ہوتی اگر نصیب زیارت حضور ﷺ کی
دانش میں خوفِ مرگ سے مطلق ہوں بے نیاز
میں جانتا ہوں موت ہے سنت حضورؐ کی

مولانا احمد رضا خان بریلی کے اشعار

لَم یَأْتِ نَظِیرُ کَ فِی نَظَرٍ مثل تو نہ شد پیدا جانا!
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہِ دوسرا جانا
اَلْبَحرُ عَلا وَ الْمَوجُ طَغٰی من بے کس و طوفاں ہوشربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیا پار لگا جانا
اَنا فِی عَطْشٍ وَّ سخَاکَ اَتَم اے گیسوئے پاک اے ابر کرم
برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا
اَلْقَلْبُ شَجٍ وُ الْھَمُّ شَجُوْنٌ دل زار چناں جاں زیر چنوں
پت اپنی بپت میں کا سے کہوں مرا کون ہے تیرے سوا جانا
اَلرُّوحُ فِدَاکَ فَزِدْ حَرَقًا یک شعلہ دگر برزن عشقا
مورا تن من دھن سب پھونک دیا یہ جان بھی پیارے جلا جانا
بس خامۂ خامِ نوائے رضا نہ یہ طرز مری نہ یہ رنگ مرا
ارشادِ اَحبا ناطق تھا ناچار اِس راہ پڑا جانا

احمد ندیم قاسمی کے اشعار

کچھ نہیں مانگتا شاہوں سے یہ شیدا تیرا
اس کی دولت ہے فقط نقشِ کفِ پا تیرا
لوگ کہتے ہیں کہ سایہ ترے پیکر کا نہ تھا
میں تو کہتا ہوں جہاں بھر پہ ہے سایا تیرا
ایک بار اور بھی طیبہ سے فلسطین میں آ
راستہ دیکھتی ہے مسجدِ اقصیٰ تیرا
اب بھی ظلمات فروشوں کو گلہ ہے تجھ سے
رات باقی تھی کہ سورج نکل آیا تیرا
مشرق و مغرب میں بکھرے ہوئے گلزاروں کو
نکہتیں بانٹتا ہے آج بھی صحرا تیرا
پورے قد سے جو کھڑا ہوں تو یہ تیرا ہے کرم
مجھ کو جھکنے نہیں دیتا ہے سہارا تیرا

مولانا الطاف حسینؒ حالی کے اشعار

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا

اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

مس خام کو جس نے کُندن بنایا
کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا

عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا
پلٹ دی بس اک آن میں اس کی کایا

رہا ڈر نہ بیڑے کو موج بلا کا
اِدھر سے اُدھر پھر گیا رُخ ہوا کا

اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقت دعا ہے
امت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے
وہ دین ہوئی بزمِ جہاں جس سے چراغاں
اب اس کی مجالس میں نہ بتی، نہ دِیا ہے
جو تفرقے اقوام کے آیا تھا مٹانے
اس دین میں خود تفرقہ اب آکے پڑا ہے
جس دین نے دل آکے تھے غیروں کے ملائے
اُس دین میں خود بھائی سے اب بھائی جُدا ہے
ہے دین ترا اب بھی وہی چشمہ صافی
دیں داروں میں پر آب ہے باقی، نہ صفا ہے
جس قوم میں اور دین میں ہو علم نہ دولت
اس قوم کی اور دین کی پانی پہ بِنا ہے

امیر مینائیؒ کے اشعار

یاخدا جسم میں جب تک کہ مرے جان رہے
تجھ پہ صدقے ترے محبوب پہ قربان رہے

شامیانہ پَرِ جبریل کا ہو تُربت پر
کشتۂ عشق محمد ﷺ کی یہ پہچان رہے

دین و دنیا میں جو پایا وہ وہیں سے پایا
ہم تو جس گھر میں رہے آپ کے مہمان رہے

ماعرفنا سے تو مقصود تھا یہ حضرت کا
بے خبر اپنی حقیقت سے نہ انسان رہے

ناامیدی سے بچانا مرے دل کو یارب
وصل ممکن نہیں تو وصل کا ارمان رہے

کچھ رہے یا نہ رہے پر یہ دعا ہے کہ امیر
نزع کے وقت سلامت مرا ایمان رہے

سید امین گیلانی کے اشعار

رخِ پرنور پہ کچھ اور بھی انوار آئے
لے کے قرآں جو حرا سے مری سرکار آئے

سارے نبیوں میں نہ کیوں دھج ہو نرالی ان کی
باندھ کر ختم نبوت کی وہ دستار آئے

اہل دنیا کبھی دیکھا کوئی ان جیسا طبیب
سب شفایاب ہوئے جتنے بھی بیمار آئے

گفتگو میٹھی حیا آنکھوں میں روشن چہرہ
جو بھی اک بار ملے تجھ سے وہ دل ہار آئے

حشر میں نکلیں گے وہ جب لے کے شفاعت کا علم
سب پکار اٹھیں گے مخلوق کے غم خوار آئے

میں تو کہتا ہوں ابوبکر کی معراج تھی وہ
دوش پر لے کے انہیں جب وہ سرِ غار آئے

اے امین ان کا کرم ہے کہ دل ان کا ہی رہا
ورنہ دل لینے کو کتنے ہی خریدار آئے

حسن نثار کے اشعار

تیرے ہوتے جنم لیا ہوتا
کوئی مجھ سا نہ دوسرا ہوتا
سانس لیتا تو اور میں جی اٹھتا
کاش مکے کی میں فضا ہوتا
ہجرتوں میں پڑاؤ ہوتا میں
اور تو کچھ دیر کو رکا ہوتا
بیچ طائف بوقت سنگ زنی
تیرے لب پر سجی دعا ہوتا
تیرے حجرے کے آس پاس کہیں
میں کوئی کچا راستہ ہوتا
کسی غزوہ میں زخمی ہو کر میں
تیرے قدموں پہ جا گرا ہوتا
میں کوئی جنگجو عرب ہوتا
اور ترے سامنے جھکا ہوتا
مجھ پہ پڑتی جو تیری چشمِ کرم
آدمی کیا میں معجزہ ہوتا

پانی ہوتا اداس چشموں کا
تیرے قدموں پہ بہہ گیا ہوتا
خاک ہوتا میں تیری گلیوں کی
اور تیرے پاؤں چومتا ہوتا
ٹکڑا ہوتا میں ایک بادل کا
اور ترے ساتھ گھومتا ہوتا
آسماں ہوتا عہدِ نبوی ﷺ کا
تجھ کو حیرت سے دیکھتا ہوتا
بچہ ہوتا غریب بیوہ کا
سر تری گود میں چھپا ہوتا
رستہ ہوتا ترے گزرنے کا
اور ترا رستہ دیکھتا ہوتا
مجھ کو خالق بناتا غار حسن
اور مرا نام بھی حرا ہوتا

رئیس امروہی کے اشعار

کس کا جمالِ ناز ہے جلوہ نما یہ سُو بہ سُو
گوشہ بہ گوشہ در بہ در، قریہ بہ قریہ، کُو بہ کُو

اشک فشاں ہے کس لیے دیدۂ منتظر مرا
دجلہ بہ دجلہ، یَم بہ یَم، چشمہ بہ چشمہ، جُو بہ جُو

میری نگاہِ شوق میں حسن ازل ہے بے حجاب
غنچہ بہ غنچہ، گُل بہ گُل، لالہ بہ لالہ، بُو بہ بُو

جلوۂ عارض نبی ﷺ، رشک جمال یوسفی
سینہ بہ سینہ، سر بہ سر، چہرہ بہ چہرہ، ہُو بہ ہُو

زلف دراز مصطفیٰ، گیسوئے لیل حق نما
طرہ بہ طرہ، خَم بہ خَم، حلقہ بہ حلقہ مُو بہ مُو

یہ میرا اضطراب شوق، رشک جنون قیس ہے
جذبہ بہ جذبہ، دل بہ دل شیوہ بہ شیوہ، خُو بہ خُو

تیرا تصور جمال، میرا شریک حال ہے
نالہ بہ نالہ غم بہ غم، نعرہ بہ نعرہ ہُو بہ ہُو

بزم جہاں میں آج بھی یاد ہے ہر طرف تیری
قصہ بہ قصہ، لب بہ لب، خطبہ بہ خطبہ رُو بہ رُو

کاش ہو ان کا سامنا عین حریم ناز میں
چہرہ بہ چہرہ رُخ بہ رُخ، دیدہ بہ دیدہ، دُو بہ دُو

عالمِ شوق میں رئیس، کس کی مجھے تلاش ہے
خطہ بہ خطہ رہ بہ رہ، جادہ بہ جادہ سُو بہ سُو

سچل سرمستؒ کے اشعار

مِری آنکھوں نے اے دلبر عجب اسرار دیکھا تھا
میانِ ابر اس خورشید کا انوار دیکھا تھا

جلایا طورِ سینا کو تھا جس نورِ تجلی نے
ترے کوچے میں اس انوار کا اظہار دیکھا تھا

مرا تو کام تھا اس ہادی ﷺ و رہبر ﷺ کی صورت سے
اسی صورت کا میں نے ہر جگہ دیدار دیکھا تھا

برابر ہیں بہر جا جس طرح سورج کی یہ کرنیں
بہر منظر اسی انداز سے انظار دیکھا تھا

کنارہ تھا نہ جس کا، تو سچل اس بحر میں آیا
نگوں سر اس میں ہر اک طالبِ دیدار دیکھا تھا

طراب احمد صدیقی کے اشعار

مسجد نبوی ﷺ یہ تو بتا کچھ سماں وہ کیسا پیارا ہوگا
صحن میں آقا ﷺ بیٹھے ہوں گے گرد اصحابؓ کا حلقہ ہوگا

دو جگ کے مختار کی باتیں، دین و دانش کی سوغاتیں
اس محفل میں ان پھولوں سے ہر کوئی دامن بھرتا ہوگا

بزمِ نبوت میں صدیقؓ بھی فاروقؓ و عثمانؓ و علیؓ بھی
چاروں یارؓ ستارے ہوں گے، بیچ میں چاند چمکتا ہوگا

ان جلووں کے دن بھی تیری یاد کا حصہ ہوں گے جن میں
حسنؓ و حسینؓ کا بچپن نانا کی گودی میں کھیلا ہوگا

ارضِ مدینہ! بانگِ بلالؓ سے تیری فضا جب گونجتی ہوگی
اس کے سرور و سوز کی زد میں ہر کوئی بہہ بہہ جاتا ہوگا
امتِ مرسل میں ہوں طراب اور اس رشتے پر نازاں ہوں
اس کی قسمت کا کیا کہنا جو محفل میں بیٹھا ہوگا

مولانا ظفر علیؒ خان کے اشعار

وہ شمع اُجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
اک روز چمکنے والی تھی سب دُنیا کے درباروں میں

گر ارض وسما کی محفل میں "لولاک لما" کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں، یہ نور نہ ہو سیاروں میں

جو فلسفیوں سے کُھل نہ سکا جو نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

وہ جنس نہیں ایمان جسے لے آئیں دکان فلسفہ سے
ڈھونڈے سے ملے گی عاقل کو یہ قرآں کے تیسوں پاروں میں

علامہ ماہر القادریؒ کے اشعار

رسول مجتبیٰ کہیئے، محمد ﷺ مصطفیٰ کہیئے
خدا کے بعد بس وہ ہیں پھر اس کے بعد کیا کہیئے

شریعت کا ہے یہ اصرار خاتم الانبیاء کہیئے
محبت کا تقاضا ہے کہ محبوبِ خدا کہیئے

جب ان کا ذکر ہو دُنیا سراپا گوش ہو جائے
جب ان کا نام آئے مرحبا صل علیٰ کہیئے

مری سرکار کے نقشِ قدم شمع ہدایت ہیں
یہ وہ منزل ہے جس کو مغفرت کا راستا کہیئے

محمد ﷺ کی نبوت دائرہ ہے نُورِ وحدت کا
اسی کو ابتدا کہیئے اسی کو انتہا کہیئے

غبار راہ طیبہ سرمہ چشمِ بصیرت ہے
یہی وہ خاک ہے جس خاک کو خاکِ شفا کہیئے
مدینہ یاد آتا ہے تو پھر آنسو نہیں رُکتے
مری آنکھوں کو ماہر چشمہ آب بقا کہیئے

سلام اس پر کہ جس نے بے کسوں کی دستگیری کی
سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی

سلام اس پر کہ اسرار محبت جس نے سمجھائے
سلام اس پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے

سلام اس پر کہ جس نے خون کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں

سلام اس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا
سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا

سلام اس پر جو امت کے لئے راتوں کو روتا تھا
سلام اس پر جو فرشِ خاک پر جاڑوں میں سوتا تھا

سلام اس پر کہ جس نے جھولیاں بھر دیں فقیروں کی
سلام اس پر کہ مشکیں کھول دیں جس نے اسیروں کی

سلام اس ذات پر جس کے پریشاں حال دیوانے
سنا سکتے ہیں اب بھی خالدؓ وحیدرؓ کے افسانے

درود اس پر کہ جس کا نام تسکین دل وجاں ہے
درود اس پر کہ جس کے خلق کی تفسیر قرآں ہے

درود اس پر کہ جس کی بزم میں قسمت نہیں سوتی
درود اس پر کہ جس کے ذکر سے سیری نہیں ہوتی

درود اس پر کہ جو تھا صدر محفل پاکبازوں میں
درود اس پر کہ جس کا نام لیتے ہیں نمازوں میں
درود اس پر جو ماہر کی امیدوں کا ملجا ہے
درود اس پر جس کا دونوں عالم میں سہارا ہے

علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے اشعار

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دہر میں اسمِ محمد ﷺ سے اُجالا کردے

ہو نہ یہ پھول، تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو

یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو، خم بھی نہ ہو
بزمِ توحید بھی دنیا میں نہ ہو، تم بھی نہ ہو

خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے
نبضِ ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

دشت میں، دامنِ کہسار میں میدان میں ہے
بحر میں، موج کی آغوش میں، طوفان میں ہے

چین کے شہر، مراکش کے بیابان میں ہے
اور پوشیدہ مسلمان کے ایمان میں ہے

چشمِ اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعتِ شان رفعنالک ذکرک دیکھے

لوح بھی تُو قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

عالمِ آب وخاک میں، تیرے ظہور سے فروغ
ذرۂ ریگ کو دیا تُو نے طلوعِ آفتاب

شوکتِ سنجر و سلیم، تیرے جلال کی نمود
فقرِ جنید و بایزید تیرا جمال بے نقاب

شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب، میرا سجود بھی حجاب

تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل غیاب جستجو، عشق حضور و اضطراب

''فرصت کشمکش مدہ، ایں دل بے قرار را''
یک دو شکن زیادہ کن گیسوئے تابدار را

در دل مسلم مقامِ مصطفیٰ ؐ است
آبروئے ما زنامِ مصطفیٰ ؐ است
طور موجے از غبارِ خانہ اش
کعبہ رابیت الحرم کاشانہ اش
ہستی مسلم تجلی گاہِ اُو
طُور ہا بالد زگردِ راہ اُو
خاکِ یثرب از دو عالم خوشتر است
اے خنک شہرے کہ آنجا دلبرؐ است
نسخۂ کونین رادیباچہ اوست
جملہ عالم بندگان و خواجہ اوست

ترجمہ:

رسول اکرمؐ کا مقام مسلمانوں کے دل میں ہے
اور ہماری عزت و آبرو نامِ مصطفیٰؐ سے ہے
طُور ان کے غبارِ خانہ کی ایک موج ہے
اور ان کا حجرہ کعبہ کے لئے بھی بیت الحرم ہے
مسلمانوں کی ہستی انہی کی تجلّی گاہ ہے
اور انؐ کی گردِ راہ سے کئی طور پیدا ہوتے ہیں
خاکِ مدینہ دونوں جہانوں سے بہتر ہے

مبارک ہے وہ شہر، جہاں ہمارے دلبرؐ ہیں
کتابِ ہر دو عالم کا دیباچہ رسولِ اکرمؐ ہیں
تمام دنیا کے لوگ غلام اور وہ سب کے آقا ہیں

تو غنی ازہر دو عالم من فقیر
روزِ محشر عذرہائے من پذیر
گرحسابم را تو بینی ناگزیر
از نگاہِ مصطفیٰ ؐ پنہاں بگیر

اے پروردگار۔تو غنی ہےاور میں فقیر روزِ محشر میرے عذر قبول کر لینا۔
اگر میرا حساب لیناضروری ہوتو۔مجھے حضورؐ کی نگاہوں کے سامنے رسوانہ کرنا

سبق ملا ہے یہ معراجِ مصطفیٰؐ سے مجھے
کہ عالمِ بشریت کی زد میں ہے گردوں
عشق کی ایک جست نے کر دیا قصہ تمام
اس زمین وآسماں کو بےکراں سمجھا تھا میں

وہ دنائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغ وادی سینا
نگاہِ عشق ومستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ

مولانا قاسم نانوتویؒ کے اشعار

الٰہی کِس سے بیاں ہو سکے ثناء اُس کی
کہ جس پہ ایسا تری ذات خاص کا ہو پیار

جو تُو اُسے نہ بناتا تو سارے عالم کو
نصیب ہوتی نہ دولت وجود کی زنہار

تو فخر کون و مکاں، زبدۂ زمین و زماں
امیر لشکر پیغمبراں شہ ابرار

تو بوئے گل ہے اگر مثل گل ہیں اور نبی
تو نور شمس ہے گر اور نبی ہیں شمس نہار

حیات جان ہے تو، ہیں اگر وہ جان جہاں
تو نور دیدہ ہے گر ہیں وہ نور دیدۂ بیدار
جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں
ترے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار

امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ
کہ ہو سگان مدینہ میں میرا شمار

جیوں تو ساتھ سگانِ حرم کے تیرے پھروں
مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مرغ و مار

جو یہ نصیب نہ ہو، اور کہاں نصیب مرے
کہ میں ہوں اور سگان حرم کی تیرے قطار

اڑا کے باد مری مشت خاک کو پس مرگ
کرے حضور ﷺ کے روضے کے آس پاس نثار

ولے یہ رتبہ کہاں مشتِ خاکِ قاسم کا
کہ جائے کوچہ اطہر میں تیرے بن کے غبار

نجم کے اشعار

جب جلوہ تھا ان کا جلوہ نما، انوار کا عالم کیا ہوگا
ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہوگا

جس وقت تھے خدمت میں ان کی ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ وعلیؓ
اس وقت رسول اکرم ﷺ کے دربار کا عالم کیا ہوگا

چاہیں تو اشاروں سے اپنی کایا ہی پلٹ دیں دُنیا کی
یہ شان ہے خدمت گاروں کی، سردار کا عالم کیا ہوگا

جب شمع رسالت روشن ہو، کیونکر نہ جلے پروانۂ دل
جب رشک مسیحا آجائیں، بیمار کا عالم کیا ہوگا

اللہ غنی سبحان اللہ! کیا خوب ہے روضے کا نقشہ
محرابِ حرم کا، جالی کا، مینار کا عالم کیا ہوگا
کہتے ہیں عرب کے ذروں پر انوار کی بارش ہوتی ہے
اے نجم نہ جانے طیبہ کے گلزار کا عالم کیا ہوگا

سید نفیس الحسینیؒ کے اشعار

اے رسولِ امینؐ خاتم المرسلین! تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
ہے عقیدہ یہ اپنا بصدق ویقین، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

اے براہیمی وہاشمی خوش لقب، اے تو عالی نسب، اے تو والا حسب
دودمانِ قریشی کے دُرِّثمیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

دستِ قدرت نے ایسا بنایا تجھے، جملہ اوصاف سے خود سجایا تجھے
اے ازل کے حسیں، اے ابد کے حسیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

بزمِ کونین پہلے سجائی گئی، پھر تری ذات منظر پہ لائی گئی
سید الاولیں، سید الآخریں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

تیرا سکہ رواں کل جہاں میں ہوا، اس زمیں میں ہوا، آسماں میں ہوا
کیا عرب، کیا عجم، سب ہیں زیرنگیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
تیرے انداز میں وسعتیں فرش کی تیری پرواز میں رفعتیں عرش کی
تیرے انفاس میں خلد کی یاسمیں تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

سدرۃ المنتہیٰ رہگزر میں تری، قاب قوسین گردِ سفر میں تری
تُو ہے حق کے قریں حق ہے تیرے قریں، تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

کہکشاں ضو ترے سرمدی تاج کی، زُلف تاباں حسین رات معراج کی
''لیلۃ القدر'' تیری منور جبیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

مصطفیٰ! مجتبیٰ، تیری مدح وثنا، میرے بس میں نہیں، دسترس میں نہیں
دل کو ہمت نہیں، لب کو یارا نہیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

کوئی بتلائے، کیسے سراپا لکھوں، کوئی ہے! وہ کہ میں جس کو تجھ سا کہوں
توبہ توبہ، نہیں کوئی تجھ سا نہیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

چار یاروںؓ کی شانِ جلی ہے بھلی، ہیں یہ صدیقؓ فاروقؓ عثمانؓ علیؓ
شاہد عدل ہیں یہ ترے جانشیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

اے سراپا نفیس انفسِ دو جہاں، سرورِ دلبراں، دلبرِ عاشقاں
ڈھونڈتی ہے تجھے میری جانِ حزیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

الٰہی محبوبِ کل جہاں کو دل و جگر کا سلام پہنچے
نفس نفس کا درود پہنچے، نظر نظر کا سلام پہنچے

بساطِ عالم کی وسعتوں سے، جہان بالا کی رفعتوں سے
ملک ملک کا درود اترے، بشر بشر کا سلام پہنچے

زبانِ فطرت ہے اس پہ ناطق، ببارگاہِ نبی صادق
شجر شجر کا درود جائے حجر حجر کا سلام پہنچے

رسول رحمت کا بار احسانِ تمام خلقت کے دوش پر ہے
تو ایسے محسن کو بستی بستی، نگر نگر کا سلام پہنچے

مرا قلم بھی ہے اُن کا صدقہ، مرے ہنر پر ہے ان کا سایہ
حضور خواجہ، مرے قلم کا مرے ہنر کا سلام پہنچے

یہ التجا ہے کہ روزِ محشر، گناہگاروں پہ بھی نظر ہو
شفیع امت کو ہم غریبوں کی چشمِ تر کا سلام پہنچے

نفیس کی بس دعا یہی ہے، فقیر کی اب صدا یہی ہے
سوادِ طیبہ میں رہنے والوں کو عمر بھر کا سلام پہنچے

ہری چند اخترؔ کے اشعار

کس نے ذروں کو اُٹھایا اور صحرا کر دیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں اُس کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

شوکتِ مغرور کا کس شخص نے توڑا طلسم
منہدم کس نے الٰہی قصرِ کسریٰ کر دیا

کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دُرِ یتیم
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولا کر دیا

آدمیت کا غرض ساماں مہیا کر دیا
اک عربؐ نے آدمی کا بول بالا کر دیا
رُخِ مصطفیٰؐ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری بزمِ خیال میں نہ دوکانِ آئینہ ساز میں

حضرت سلطان باہوؒ کے اشعار

الف اللہ چنبے دی بُوٹی مرشد من میرے وِچ لائی ہو
نفی اثبات دا پانی ملیا ہر رگے ہر جائی ہُو
اندر بُوٹی مشک مچایا جان پھلن تے آئی ہُو
جیوے مرشد کامل باہُو جیں ایہہ بوٹی لائی ہُو

بسم اللہ، اسم اللہ دا ایہہ بھی گہناں بھارا ہو
نال شفاعت سرورﷺ عالم چھٹسی عالم سارا ہو
حدوں بے حد درود نبی نے جیندا ایڈ پسارا ہُو
میں قربان تنہاں توں باہُو جنہاں ملیا نبی سوہارا ہُو

بغداد شہردی کیہہ اے نشانی اچیاں لمیاں چیراں ہُو
تن من میرا پرزے پرزے جیوں درزی دیاں لیراں ہُو
ایہناں لیراں دی کفنی پا کے رَلساں سنگ فقیراں ہُو
بغداد شہر دے ٹکڑے منگساں باہُو کرساں میراں میراں ہُو

نہاں میں عیاں میں غرض دو جہاں میں
محمدﷺ کا جلوہ ہے کون ومکاں میں
وہ جن و بشر میں، وہ حور و ملک میں
وہ روح رواں ہیں زمین وفلک میں
وہ ذروں، تاروں کی نوری چمک میں
حسینوں کے چہروں کی تاب وجھلک میں
نہاں میں عیاں میں غرض دو جہاں میں
محمد ﷺکا جلوہ ہے کون ومکاں میں

کلی میں، گلی میں، نبی و ولی میں
صدیقؓ و عمرؓ عثمانؓ وعلیؓ میں
وہ ظاہر و باطن، خفی وجلی میں
اٹھاراں اکاسی لکھے ہر تلی میں
نہاں میں عیاں میں غرض دو جہاں میں
محمد ﷺکا جلوہ ہے کون ومکاں میں

سفر میں حضر میں، وہ بیم و خطر میں
شجر میں حجر میں، قلب و نظر میں
وہ جینے میں مرنے میں، وہ ساتھی قبر میں
بجز اس کے کون ہوگا ساقی حشر میں
نہاں میں عیاں میں غرض دو جہاں میں
محمد ﷺکا جلوہ ہے کون ومکاں میں

نمازوں میں اذانوں میں ہر اک اُمر میں
پیشوں میں، جزموں میں، زیر وزبر میں
وہ میٹھا محمدﷺ جو ہے ہر ثمر میں
وہ چمکتا دمکتا شمس وقمر میں
نہاں میں عیاں میں غرض دو جہاں میں
محمد ﷺکا جلوہ ہے کون ومکاں میں

سبق ملا ہے یہ معراجِ مصطفیٰؐ سے مجھے
کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں

عشق کی ایک جست نے کر دیا قصّہ تمام
اس زمین و آسماں کو بے کراں سمجھا تھا میں

وہ دانائے سُبل، ختم الرسل، مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ

حضرت پیر مہر علی شاہؒ گولڑوی کے اشعار

اَج سِک متراں دی ودھیری اے
کیوں دِلڑی اداس گھنیری اے

لُوں لُوں وچ شوق چنگیری اے
اج نیناں نے لایاں کیوں جھڑیاں

مُکھ چَند بدر شعشانی اے
متھے چمکے لاٹ نورانی اے

کالی زلف تے اَکھ مستانی اے
مخمور اکھیں ہُن مَد بھریاں

اس صورت نُوں میں جان آکھاں
جاناں کہ جانِ جہان آکھاں

سچ آکھاں تے رَب دی شان آکھاں
جس شان توں شاناں سب بنیاں

ایہا صورت شالا پیش نظر
رہے وقت نزع تے روزِ حشر
وچ قبر تے پَل تھِیں جد ہوسی گُزر
سب کھوٹیاں تھِیسن تد کھریاں
لاہو مُکھ تھِیں مخطط بردِ یمن
من بھانوری جھلک دکھاؤ سجن
اوھا مٹھیاں گالھیں اَلاؤ مِٹھن
جو حمرا وادی سن کریاں
ایہناں سِکدیاں تے کُرلاندیاں تے
لکھ واری صدقے جاندیاں تے
ایہناں بَردیاں مفت وِکاندیاں تے
شالا وت وی آون اوہ گھڑیاں

سبحان اللہ ما اجملك، مااحسنك، ما اکملك
کِتھے مہرعلی کِتھے تیری ثناء گستاخ اکھیں کِتھے جااڑیاں

متفرق اشعار

محمد ﷺ کا جہاں پر آستان ہے
زمین کا اتنا ٹکڑا آسمان ہے

ہزار بار بشویم دہن زمُشک و گُلاب
ہنوز نامِ تو گفتن کمال بے ادبی است

وَمِنْ مَّذْهَبِىْ حُبُّ النَّبِيِّ وَكَلَامِهٖ
وَلِلنَّاسِ فِيْمَا يَعْشِقُوْنَ مَذَاهِبُ

ماہرچہ خوانده ایم فراموش کرده ایم
اِلّا حدیث یار کہ تکرار می کنیم

درِ فیض محمدیؐ واہے آئے جس کا جی چاہے
نہ آئے آتش دوزخ میں جائے جس کا جی چاہے
مریضانِ گناہ کو دو خبر فیضِ پیمبر کی
بلا قیمت دوا ملتی ہے آئے جس کا جی چاہے

خدا مدح آفرین مصطفیٰؐ بس
محمدؐ حامد حمدِ خدا بس

اک نام مصطفیٰؐ ہے جو بڑھ کر گھٹا نہیں
ورنہ ہر اک عروج میں پنہاں زوال ہے

تھکی ہے فکرِ رسا اور مدح باقی ہے
قلم ہے آبلہ پا اور مدح باقی ہے
تمام عمر لکھا اور مدح باقی ہے
ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے

دفتر تمام گشت بہ پایاں رسید عمر
تاہم چناں دراول وصفِ تُو ماندہ ایم

کتابوں کے دفتر ختم ہوگئے اور عمریں اختتام کو پہنچ گئیں لیکن ہم ابھی تک آپؐ کے پہلے ہی وصف کی گہرائی اور گیرائی تک نہیں پہنچ سکے۔

رُوحِی الْفِداءُ لِمَنْ اخْلاقُهُ شَهِدَت
بِـأَنَّـهُ خَيْـرُ مَـوْلُـودٍ مِنَ الْبَشَـرِ

میری جان حضورؐ پر فدا ہو جن کے اخلاق شاہد ہیں کہ آپؐ تمام انسانیت میں سب سے افضل ترین ہیں۔

سید و سرور محمدؐ نُورِ جاں
بہتر و مہتر شفیعِ مذنباں

در فشانی نے تیری قطروں کو دریا کر دیا
دل کو روشن کر دیا آنکھوں کو بینا کر دیا

اللہ اللہ نام حبیب خدا
کتنا شیریں اور کس قدر ہے جاں فزا
پھول سے کھل گئے اور لب سے لب مل گئے
جب زباں پر محمدؐ کا نام آ گیا
اقبال کس کے عشق کا فیض عام ہے
رُومی فنا ہوا حبشی کو دوام ہے

زندگی کچھ بھی نہیں تیری محبت کے بغیر
اور محبت بے روح ہے تیری اطاعت کے بغیر

میری بینائی اور میرے ذہن سے محو ہوتا نہیں
میں نے رُوئے محمدؐ کو سوچا بہت اور چاہا بہت
میرے ہاتھوں اور میرے ہونٹوں سے خوشبوئیں جاتی نہیں
میں نے اسمِ محمدؐ کو لکھا بہت اور چوما بہت

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم
کہ آں ذات پاک مرتبہ دان محمدؐ است
ادب گاہیست زیرآسمان ازعرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

آفاقہا گر دیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیارِ خُوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگرے

وآخر دعواناان الحمد للہ رب العلمین